سات ہزار پانچ سو صحابہ کرام کا بے مثال تذکرہ

اُسدُ الغابۃ

فی

معرفۃ الصحابۃ

علامہ امام ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر رحمۃ اللہ

ترجمہ

جناب پروفیسر غلام ربانی عزیز

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

نام کتاب ——— اُسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ
نام مولف ——— علامہ ابن اثیر جزری قدس سرہ (م ۶۳۰ھ)
ترجمہ ——— پروفیسر غلام ربانی عزیز ایم اے
موضوع ——— سوانح و اذکار صحابہ رسولؐ
نقش اوّل ——— شوال المعظم ۱۴۰۹ھ
———
تذکرۂ صحابہ ——— چار سو پچانوے
ناشر ——— مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ۔ لاہور
طابع ——— کمبائن پرنٹرز لاہور
قیمت جلد ہشتم۔ نہم ——— روپے

فہرست ترجمہ اُسد الغابہ جلد نہم

تمت بالخیر

حرف نون

باب نون و الف

(سیدنا) نابغة (رضی اللہ عنہ)

الجعدی :۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ کسی نے قیس بن عبداللہ کسی نے عبداللہ بن قیس اور کسی نے حبان بن قیس بن عمرو بن عدس بن ربیعہ بن جعد بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعۃ عامری جعدی لکھا ہے۔ ابو عمر نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ الکلبی نے قیس بن عبداللہ بن عدس بن ربیعہ لکھا ہے نیز ان کے سلسلۂ نسب میں بھی کلبی نے اختلاف کیا ہے۔ جو کچھ ہم نے لکھا ہے، ان کے بارے میں مشہور روایات یہی ہیں۔

انہیں نابغہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زمانۂ جاہلیت میں شعر کہا کرتے تھے، بعدۂ انہوں نے شعر کہنا بند کر دیا۔ اور ۳۰ برس خاموش رہے۔ پھر طبیعت ادھر متوجہ ہوئی، اور شعر کہنے لگے، اس پر نابغہ (غیر معمولی ذہین) کہلائے۔ انہوں نے جاہلیت اور اسلام میں طویل عرصہ بسر کیا۔ وہ نابغہ، ذبیانی سے عمر میں بڑے تھے۔ نابغہ ذبیانی نابغۂ جعدی سے پہلے فوت ہو گئے۔ اور آخر الذکر ان کے بعد طویل عرصہ تک زندہ رہے۔ بروایتے انہوں نے ۱۱۸ برس عمر پائی۔ ابن قتیبہ نے ان کی عمر ۲۴۰ سال لکھی ہے۔ اور یہ کچھ مستبعد نہیں۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے ذیل کا شعر پڑھا:۔

ثَلَاثَۃً اَہْلِیْنَ اَفْنَیْتُہُمْ ۔ وَکَانَ الْاِلٰہُ ہُوَ الْمُسْتَاسَا

(ترجمہ) تم نے تین بیویوں کو ختم کر دیا ۔ حالانکہ خدا سے آہ و فغاں کی جاتی رہی

حضرت عمرؓ نے دریافت کیا۔ تم نے ہر بیوی کے ساتھ کتنے سال گزارے انہوں نے جواب دیا، ساٹھ برس اس طرح یہ مدت ۱۸۰ برس بنتی ہے۔ اس کے بعد وہ عبداللہ بن زبیر کے عہد تک زندہ رہے۔ تاآنکہ انہوں نے اوس بن مغراء اور لیلی الاخیلیہ کی ہجو کہی۔

وہ زمانہ جاہلیت میں دین ابراہیم کے پیروکاروں (حنیف) میں شمار ہوتے تھے۔ وہ روزہ رکھتے اور اپنی کوتاہیوں کی معافی طلب کرتے تھے۔ ذیل کا شعر ان کے ایک قصیدے کا مطلع ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۔ مَنْ لَمْ یَقُلْہَا فَنَفْسَہٗ ظَلَمَا

(ترجمہ) تمام اوصاف کا سزاوار وہ خدا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اور جو شخص اس کا قائل نہیں، اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

اس شعر میں توحید باری، حشر و نشر کا اقرار اور جزا و سزا کا عقیدہ مذکور ہے ایک روایت کے رو سے یہ شعر امیہ بن الصلت سے منسوب ہے لیکن یونس بن حبیب حماد الراویہ، محمد بن سلام اور علی بن سلیمان الاخفش نے اسے نابغہ کا شعر قرار دیا ہے نابغہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اسلام لائے اور ایک قصیدہ پیش کیا، جس کا ایک شعر درج ذیل ہے۔

اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِذْ جَاءَ بِالْہُدٰی ۔ وَنَتْلُوْ کِتَابًا کَالْمَجَرَّۃِ نَیِّرًا

(ترجمہ) جب حضور اکرمؐ ہدایت لے کر تشریف لائے۔ تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم ایسی کتاب پڑھتے ہیں، جو کہکشاں کی طرح روشن ہے۔

قتبان بن محمد بن سودان کو ابونصر احمد بن محمد بن عبدالقاہر الطوسی نے انہیں ابوالحسین بن نقور نے انہیں ابوالحسین محمد بن عبداللہ بن حسین الدقاق نے، انہیں عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بغوی نے، انہیں داؤد (ابن رشید) نے، انہیں یعلی بن الاشدق نے بتایا کہ انہوں نے نابغہ سے سنا، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کے سامنے ذیل کا شعر پڑھا:

بَلَغْنَا السَّمَاءَ مَجْدُنَا وَجُدُوْدُنَا ۔ وَاِنَّا لَنَرْجُوْ فَوْقَ ذٰلِکَ مَظْہَرًا

(ترجمہ) ہماری عزت اور حرمت آسمان تک پہنچ گئی۔ اب ہم اس سے بڑھ کر ایک اور مقام کے آرزومند ہیں

اس پر حضور اکرم نے دریافت کیا، اے ابولیلیٰ! وہ کون سا مقام ہے، انہوں نے جواب دیا، یا رسول اللہ! جنت، آپ نے فرمایا! درست، انشاء اللہ! پھر جناب نابغہ نے ذیل کے دو شعر پڑھے۔

(۱) وَلَاخَیْرَ فِیْ حِلْمٍ اِذَا لَمْ یَکُنْ لَّہٗ بَوَادِرُ تَحْمِیْ صَفْوَہٗ اَنْ یُکَدَّرَا

(۲) وَلَاخَیْرَ فِیْ جَھْلٍ اِذَا لَمْ یَکُنْ لَّہٗ حَلِیْمٌ اِذَا مَا اَوْرَدَہُ الْاَمْرُ اَصْدَرَا

(ترجمہ) (۱) اُس حلم میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ ایسے محافظ نہ ہوں، جو اس کے اجلاپن کو گدلا ہونے سے بچالیں۔

(۲) اسی طرح اس جہل میں بھی کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ وہ حلم نہ ہو کہ جب اسے کوئی کٹھن منزل پیش آئے، تو وہ اسے صحیح سلامت باہر نکال لائے۔

حضور اکرم نے فرمایا، تو نے پتے کی بات کہی ہے، اللہ تیرے چہرے کو رسوا نہ کرے۔

یحییٰ بن محمود بن سعد اصفہانی نے زاہر بن طاہر نیشاپوری سے، انہوں نے ابوسعید جنزرودی سے، انہوں نے ابوبکر محمد بن محمد بن عثمان المقری سے، انہوں نے عبداللہ بن سلیمان بن اشعث سے انہوں نے ایوب بن محمد الوزان سے، انہوں نے یعلی بن اشدق العقیلی سے حدیث بیان کی۔ کہ انہوں نے قیس بن سعد بن عدی بن عبداللہ بن جعدہ یعنی نابغہ کی زبانی سنا کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں انہوں نے اشعار پڑھے۔ ان کا وہ قصیدہ بڑا طویل اور عمدہ ہے۔ حضور اکرمؐ کی وفات کے بعد خلفا کی محفلوں میں بھی ان کی آمد و رفت رہی۔ اور وہ نہایت اچھے شاعر تھے، لیکن ہجو اچھی نہیں کہہ سکتے تھے اور جس شاعر سے بھی ان کا معارضہ ہوتا، ہار جاتے، حالانکہ بحیثیت شاعر کے وہ لوگ ان سے کمتر درجے کے ہوتے۔

چنانچہ انہوں نے لیلیٰ اخیلیہ کی ہجو کی، جس کا ایک مصرع یہ تھا:۔

اَلَاحَیِّیَا لَیْلٰی وَقُوْلَا لَھَا ھَلَا (ہاں میرے دوستو! تم دونوں لیلیٰ کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ تیار ہو جاؤ) لیلیٰ نے اس کے جواب میں کہا:۔

وَعَیَّرْتَنِیْ دَاءً بِاُمِّکَ مِثْلُہٗ ۔ وَاَیُّ حِصَانٍ لَا یُقَالُ لَھَا ھَلَا

(ترجمہ) تو مجھے اس مرض سے شرمندہ کرنا چاہتا ہے، حالانکہ تیری ماں بھی اسی مرض میں مبتلا ہے، تو مجھے بتا تو سہی، کون سی شادی شدہ عورت ایسی ہے، جسے یہ لفظ نہیں سننا پڑتا۔

جناب نابغہ ایک دفعہ مکے میں عبداللہ بن زبیر سے بھی ملے۔ اور ان کا وہ واقعہ مشہور ہے۔ انہوں نے

حضور اکرمؐ سے روایت بھی کی۔

یحییٰ بن عروہ بن زبیر نے اپنے والد سے نیز اپنے چچا عبداللہ بن زبیر اور اعشیٰ سے یہ روایت بیان کی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی قریش کو حکومت ملی۔ رعایا سے عدل کیا، محبت اور شفقت کا برتاؤ کیا۔ سچ کو رواج دیا اور وعدوں کو پورا کیا تو انہیں جنت میں وہ مقام عطا ہوگا۔ جو مقام انبیاء سے صرف ایک درجہ کمتر ہوگا۔ تینوں نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

(۲) (سیدنا) **نابل** (رضی اللہ عنہ)

الحبشی جو جناب ایمن کے والد تھے۔ ابو احمد عسال کا قول ہے، کہ جناب نابل کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔

ہمیں ابوموسیٰ نے کتابتاً اطلاع دی کہ انہیں جعفر بن عبدالواحد ثقفی نے انہیں طاہر بن عبدالرحیم نے، انہیں عبداللہ بن محمد نے، انہیں ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن ذکریا نے، انہیں بکار بن عبداللہ بن محمد بن ابن سیرین نے انہیں ایمن بن نابل المکی نے اپنے والد سے روایت کی، کہ ایک بدو نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں دو اونٹنیاں تحفۃً پیش کیں، آپؐ نے اسے واپس کرنا چاہیں، لیکن وہ رضامند نہ ہوا۔ آپ نے پھر لوٹانا چاہیں، لیکن وہ راضی نہ ہوا۔ آپؐ نے فرمایا میں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ میں سوائے قریش، انصار اور بنو ثقیف کے اور کسی سے ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ ایک جماعت نے بکار سے یہ روایت بیان کی ہے۔ ابوموسیٰ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔

(۳) (سیدنا) **ناجیہ** (رضی اللہ عنہ)

بن اعجم اسلمی؛ انہوں نے امیر معاویہ کے عہد میں مدینے میں وفات پائی۔ لاولد تھے۔ یہ قول ابن شاہین کا ہے، جو انہوں نے محمد بن سعد واقدی سے نقل کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے اسے بیان کیا ہے۔

(۴) (سیدنا) **ناجیہ** (رضی اللہ عنہ)

بن جندب بن کعب۔ ایک روایت میں ناجیہ بن کعب بن جندب ہے، ایک اور روایت میں ناجیہ بن جندب بن عمیر بن یعمر بن دارم بن عمرو بن وائلہ بن سہم بن مازن بن سلامان بن اسلم الاسلمی آیا ہے حضور اکرم کی قربانی کے جانوروں کے رکھوالے تھے۔ ان کا شمار اہلِ مدینہ میں ہوتا ہے کہتے ہیں، ان کا اصلی نام ذکوان تھا۔ اور چونکہ قریش سے بچ کے نکل آئے تھے اس لئے حضورؐ نے ان کا نام ناجیہ (نجات یافتہ) رکھ دیا۔

ابراہیم بن محمد وغیرہ نے محمد بن عیسیٰ سے روایت کی، انہوں نے کہا، کہ ہم نے ہارون بن اسحاق ہمدانی سے

انہوں نے عبدہ بن سلیمان سے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ناجیہ خزاعی سے سنا، انہوں نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا، یا رسول اللہ قربانی کا جو اونٹ لاچار ہو جائے اسے کیا کیا جائے، فرمایا، اس کو ذبح کرکے اس کے پاؤں خون سے آلودہ کردو، لوگ خود بخود کھالیں گے۔

محمد بن عیسیٰ نے اپنی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے اور ان کا نام ناجیۃ الخزاعی لکھا ہے۔

مالک نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد سے ان کا نام ناجیہ صاحب بدن رسول اللہ تحریر کیا ہے، اور خزاعی نہیں لکھا، اور صحیح نسب اسلمی ہے۔

ابوجعفر بن احمد نے باسنادہ یونس بن اسحاق سے روایت کی کہ انہیں بنو اسلم کے بعض پڑھے لکھے لوگوں نے بتایا کہ جو شخص بمقام حدیبیہ حضور اکرمؐ کا تیر لے کر کنوئیں میں اترا تھا۔ وہ ناجیہ بن جندب الاسلمی، حضورؐ کے اونٹوں کا رکھوالا تھا۔ لیکن بعض اہل علم کا خیال ہے۔ کہ براء بن عازب کہا کرتے تھے۔ کہ حضور اکرمؐ کا تیر لے کر کنوئیں میں اترنے والے وہ خود تھے۔ اس موقعہ پر بنو اسلم نے وہ اشعار پڑھے، جو جناب ناجیہ نے کہے تھے بنو اسلم کا خیال ہے، کہ جب ناجیہ کنوئیں میں تھے اور وہ لوگوں کو پانی پلا رہے تھے، تو انصار کی ایک لڑکی ڈول لئے کنوئیں سے پانی بھرنے آئی۔ تو اس نے ذیل کا شعر پڑھا۔

يَا اَيُّهَا الْمَاتِحُ دَلْوِيْ دُوْنَكَا - اِنِّيْ رَاَيْتُ النَّاسَ يَحْمَدُوْنَكَا

(ترجمہ) اے پانی پلانے والے میرا ڈول تیرے قریب آگیا ہے۔ میں دیکھ رہی ہوں، کہ لوگ تیری مدح کر رہے ہیں۔

جناب ناجیہ نے کنوئیں سے جواب میں کہا:۔

(۱) قَدْ عَلِمَتْ جَارِيَةٌ يَمَانِيَه - اَنِّيْ اَنَا الْمَاتِحُ وَاِسْمِيْ نَاجِيَه

(ترجمہ) اس یمنی لونڈیا کو معلوم ہو گیا ہے، کہ میں پانی پلا رہا ہوں۔ اور میرا نام ناجیہ ہے۔

(۲) وَطَعْنَةٌ ذَاتُ رَشَاشٍ وَاهِيَه - طَعَنْتُهَا تَحْتَ صُدُوْرِ الْعَادِيَه

(ترجمہ) اور مجھے چھینٹے اڑانے کا طعنہ دینا فضول ہے۔ کیونکہ میں دشمنوں کے سینوں میں تیر سے وار کرتا ہوں

اور جناب ناجیہ نے امیر معاویہ کے دورِ حکومت میں وفات پائی تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے اور کنواں جس میں جناب ناجیہ اترے تھے۔ حدیبیہ کے مقام پر واقع تھا۔ جناب ناجیہ حضور اکرمؐ کے ساتھ اس سفر میں شریک تھے اور اسی موقعہ پر بیعتِ رضوان لی گئی تھی۔

(۴) سیدنا (ناجیہ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث الخزاعی: امام احمد حنبل نے اپنی مسند میں ان صاحب کو حضور اکرمؐ کے قربانی کے اونٹوں کا رکھوالا گردانا ہے، انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! قربانی کے جو اونٹ بیمار ہو جائیں، میں ان کو کیا کروں۔ فرمایا، انہیں ذبح کر کے ان کے پاؤں پر ان کا خون لگا دو۔ اور ان کا پہلو بدل دو، اور لوگوں کو ان کے قریب آنے سے مت روکو وہ انہیں کھا جائیں گے۔

عیسٰی بن حضرمی بن کلثوم بن ناجیہ بن حارث الخزاعی المصطلقی نے اپنے دادے کلثوم سے انہوں نے اپنے والد ناجیہ سے روایت کی۔ کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ بنو مصطلق سے بہ مقام مریسیع ہوا، اور وہاں وہ واقعات پیش آئے، جو تقدیر خداوندی میں مقدر ہو چکے تھے۔ پھر بنو مصطلق کو خدا نے ہدایت فرمائی اور انہوں نے حضور اکرمؐ سے بیعت کر لی۔ اور آپؐ نے ان کی معذرت قبول فرمائی، تو حضور اکرمؐ نے قبیلے کی سربراہ جویریہ بنت حارث کو روک لیا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابو عمر نے صرف ناجیہ بن جندب کا ذکر کیا ہے، اور ان سے قربانی کے اونٹوں والی روایت نقل کی ہے، وبس۔

(۵) (سیدنا) ناجیہ (رضی اللہ عنہ)

بن خفاف۔ ان کی کنیت ابو خفاف غنوی تھی۔ ان کا شمار صحابہ میں درست نہیں ہے۔ ان سے ابو اسحاق سبیعی نے روایت کی ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم کا قول ہے، کہ بعض متاخرین نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔

(۶) سیدنا (ناجیہ (رضی اللہ عنہ)

الطفاوی۔ ان کا نام صحابہ میں مذکور ہے۔ براء بن عبد اللہ غنوی نے واصل سے روایت کی، کہ انہیں رسول اکرمؐ کے صحابی ناجیہ الطفاوی سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے بیان کیا، کہ حضور اکرمؐ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں ادا فرمائیں۔ ابو نعیم اور ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۷) سیدنا (ناجیہ) رضی اللہ عنہ)

بن عمرو۔ ابو موسیٰ نے اذناً ابو علی سے، انہوں نے ابو نعیم اور ابو القاسم بن ابو بکر سے، انہوں نے عبد اللہ بن محمد بن فورک سے، انہوں نے احمد بن عمرو بن ابو عاصم سے، انہوں نے یعقوب بن کاسب سے انہوں نے مسلمہ بن رجاء سے، انہوں نے عائذ بن شریح سے روایت کی، کہ انہوں نے انس بن مالک اور شعیب بن عمرو اور

ناجیہ بن عمرو سے سنا، وہ کہتے تھے، کہ ہم نے حضور اکرمؐ کو مہندی استعمال کرتے دیکھا۔

ابوموسی نے اجازۃً شریف ابومحمد حمزہ بن عباس علوی سے، انہوں نے احمد بن فضل المقری سے انہوں نے ابومسلم بن شہدل سے، انہوں نے ابوالعباس بن عقدہ سے، انہوں نے عبداللہ بن ابراہیم بن قتیبہ سے، انہوں نے حسن بن زیاد سے، انہوں نے عمرو بن سعد النصری سے، انہوں نے عمرو بن عبداللہ بن یعلی بن مرہ سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا یعلی سے سنا، کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس کا مولی میں ہوں، علی بھی اس کا مولی ہے۔ اے اللہ، جو اس سے محبت کرے، تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے عداوت رکھے، تو بھی اس سے عداوت رکھ۔"

جب حضرت علی خلیفہ ہوکر کوفے میں آئے، تو انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ حدیث پڑھی، تو صرف چند آدمیوں نے ان کی ہم نوائی کی، جن میں حضرت ایوب انصاری اور ناجیہ بن عمرو الخزاعی شامل تھے۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۸) (سیدنا) ناجیہ (رضی اللہ عنہ)

بن کعب الخزاعی۔ ابن شاہین کی رائے میں ناجیہ بن کعب خزاعی اور ناجیہ بن جندب اسلمی دو مختلف آدمی ہیں، لیکن ابونعیم دونوں کو ایک گردانتا ہے۔ اور ابن مندہ نے صرف ایک کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسی نے مختصراً اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں۔ مذکورہ بالا بیان ابوموسیٰ سے منسوب ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ابونعیم دونوں کو اس بنا پر ایک آدمی قرار دیتا ہے، کہ اس نے ان دونوں میں تفریق کرنے کے لئے ان کے قبیلوں کا نام نہیں لیا۔ اگر وہ انہیں دو آدمی خیال کرتا۔ تو ان کے قبائل کا ضرور ذکر کرتا۔ اور جیسا کہ ہم نے ناجیہ کے ترجمے میں ناجیہ بن جندب بن کعب لکھا ہے، ابونعیم نے بھی اسی طرح لکھ کر یہ بھی لکھ دیا ہے، کہ بعض لوگوں نے ان کا ترجمہ ناجیہ بن کعب بن جندب بیان کیا ہے۔ بعدہٗ ان کا نسب لکھ کر آخر میں اسلمی لکھ دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ ان کے مطابق ناجیہ صرف ایک آدمی ہے۔ اور چونکہ ان کے نسب میں اختلاف ہے، اس لئے اس اختلاف کے پیشِ نظر تعداد بڑھ گئی۔

ابن شاہین کے نزدیک ان کی تعداد دو ہے، ایک اسلمی اور دوسرا خزاعی اور دونوں کے آباء واجداد اور قبیلے علیحدہ علیحدہ ہیں۔

(۹) (سیدنا) **ناسج** (رضی اللہ عنہ)

الحضرمی۔ ابوالفتح ازدی نے ان کا ذکر اسمائے مفردہ میں کیا ہے، اور باسنادہ جریر بن عثمان رجبی سے انہوں نے شرجیل بن شفع سے، انہوں نے ناسج حضرمی سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ دو آدمیوں کے پاس سے گزرے، جو ایک بکری کی خرید و فروخت میں مصروف تھے اور قسمیں کھا رہے تھے۔ ایک کہتا کہ میں اتنے روپوں سے کم نہیں لوں گا، دوسرا کہتا، کہ میں اتنے سے زیادہ نہ دوں گا۔ آخر میں حضور اکرمؐ بکری کے پاس سے گزرے، جسے ایک آدمی نے خرید لیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا، دونوں میں سے ایک نے گناہ بھی کمایا ہے اور کفارہ قسم بھی ادا کرنا ہوگا

ابن ابی حاتم لکھتے ہیں، کہ امام بخاری نے ان کا ذکر باب النون میں کیا ہے۔ لیکن میرے والد نے اس روایت کو عبداللہ بن ناسج سے منسوب کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۱۰) (سیدنا) **ناشرہ** (رضی اللہ عنہ)

بن سوید الجہنی۔ ان سے ان کے بیٹے مریح اور علی بن ریاح نے روایت کی۔ ان سے ان کے بیٹے مریح نے روایت کی۔ کہ حضور اکرمؐ نے میرے والد ناشرہ کو کسی جنگی مہم پر روانہ فرمایا اور میں اپنی والدہ کے پیٹ میں تھا اس اثنا میں میری ولادت ہوگئی۔ اور مجھے میری والدہ اٹھا کر حضورؐ کی خدمت میں لائی، آپؐ نے اپنا دستِ مبارک مجھ پر پھیرا۔ میری والدہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! بچے کا نام تجویز فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا۔ چونکہ اس نے داخلہ اسلام میں جلدی کی ہے، اس لئے اس کا نام مریح ہوگا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے

(۱۱) (سیدنا) **ناعم** (رضی اللہ عنہ)

بن اُجَیل الہمدانی۔ آپ جناب ام سلمہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ ہمدان کے بیت شرف میں مقیم تھے۔ اور حضور اکرمؐ کے صحابی تھے۔ عبداللہ بن صالح نے لیث بن سعد سے بقول بردعی روایت کی۔ کہ جناب ناعم صحابی رسول تھے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول امیر ان کی کنیت ابونصر تھی۔

جناب ناعم بن اُجَیل ہمدانی ابوعبداللہ، ام المومنین ام سلمہ کے مولی تھے۔ جنہیں زمانۂ جاہلیت میں غلام بنالیا گیا تھا۔ بعد میں جب وہ ام المومنین کے پاس آئے، تو آزاد کر دیئے گئے۔ ان کا شمار مصر کے فقیہوں میں ہوتا تھا۔ انہوں نے حضرت عثمان، علی اور ابن عباس سے روایت کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ ابواحمد عسکری کہتے ہیں، کہ ناعم حضور اکرمؐ کے مولیٰ تھے۔ لیکن ان سے کوئی حدیث مروی نہیں۔ ابواحمد عسکری نے باسنادہ، کعب بن علقمہ سے، انہوں نے جناب ناعم سے روایت کی، کہ وہ ایک دفعہ

(۱) مناسب لفظ مریح ہے۔ (مترجم)

حضرت علی کی خدمت میں کوفے یا بصرے میں حاضر ہوئے۔ امیر المومنین نے ایک اونٹ کی پیٹھ سے لوگوں کو خطاب فرمایا۔ پھر نیچے اترے، ایک سینگوں والے مینڈھے کو ذبح کر کے فرمایا، یہ علی اور اولادِ علی کی طرف سے صدقہ ہے۔

(۱۲) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن بدیل بن ورقاء۔ ان کا نسب ہم ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں نافع خود، ان کے بھائی اور والد جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ بروایت ابن اسحاق، نافع، منذر بن عمرو اور عامر بن فہیرہ چالیس اور صحابہ کے ساتھ بئر معونہ پر دھوکے سے قتل کر دیئے گئے تھے۔ عبداللہ بن رواحہ نے ان کی شہادت پر ذیل کے دو اشعار کہے۔

(۱) رَحِمَ اللّٰهُ نَافِعَ بنَ بُدَيلٍ - رَحْمَةَ المُبْتَغِي ثَوابَ الجِهادِ

(ترجمہ) نافع بن بدیل پر خدا کی رحمت ہو - ایسی رحمت جو ثواب جہاد کی خواہش مند ہو

(۲) صَابِراً صَادِقَ الوَعْدِ إِذَا مَا - أَكْثَرَ القَوْمُ قَالَ قَوْلَ السَّدَادِ

(ترجمہ) وہ بڑا صابر اور صادق الوعد تھا۔ جس مقام پر کہ زیادہ تر لوگ ڈھیلی بات کہتے تھے۔

ابو عمر، ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۳) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

الجرشی۔ جعفر نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ محمد بن اسحاق نے ابن شہاب سے انہوں نے عبداللہ بن کعب سے، انہوں نے نافع الجرشی سے روایت کی، کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ ان دنوں پہاڑ کی چوٹی پر ایک کاہن رہتا تھا۔ لوگوں نے اسے بلا کر کہا، کہ تم ہمیں اس آدمی کے بارے میں، جس نے عرب میں ایک نئی بات پیدا کی ہے کچھ بتاؤ۔ وہ ان کے کہنے پر اتر آیا، اور کہا، خدا نے محمد کو عزت بخشی ہے، اور اسے پسند فرمایا ہے، اور اس کے دل کو پاک صاف کر کے تمہاری طرف روانہ کیا ہے ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۱۴) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن عبدالحارث بن حبالہ بن عمیر بن غبشان (اس کا نام حارث بن عبد عمرو بن عمرو بن لوئی بن ملکان بن قصی الخزاعی تھا) سب لوگوں نے انہیں خزاعی لکھا ہے، اور ان کے سلسلۂ نسب کو بنو ملکان یعنی اخو خزاعہ اور اخو اسلم تک لے گئے ہیں۔ اور چونکہ بنو ملکان کی تعداد کم تھی۔ اس لئے ان میں سے بعض کو بنو خزاعہ سے منسوب کر دیتے

تھے۔ نافع کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی اور انہوں نے آپؐ سے روایت بھی کی۔

حضرت عمرؓ نے انہیں مکے اور طائف کا عامل مقرر کر دیا تھا۔ جہاں قریش اور بنو ثقیف کے جلیل القدر سردار مقیم تھے۔ نافع حضرت عمرؓ سے ملنے گئے اور اپنے غلام عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کو اپنا جانشین مقرر کر گئے۔ خلیفہ نے اس جانشینی کو ناپسند کیا، اور نافع کو معزول کر دیا۔ اور خالد بن عاص بن ہشام کو مقرر کر دیا۔ جناب نافع کا شمار جلیل القدر فضلا میں ہوتا تھا۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے، وہیں سکونت رکھ لی اور ہجرت نہ کی۔ ابوسلمہ، حمید اور ابوالطفیل نے ان سے روایت کی ہے۔

ابو یاسر بن ابی حبہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے روایت کی، کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ انہیں وکیع نے سفیان سے، انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے، انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن اور مجاہد سے اور انہوں نے نافع بن عبدالحارث سے سنا، کہ آپؐ نے فرمایا، کہ اس آدمی کو خوش قسمت سمجھو، جس کا مکان وسیع ہو، ہمسایہ صالح ہو، اور گھوڑا مبارک قدم ہو۔

نیز ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ان سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مدینے کی ایک حویلی میں داخل ہوئے اور ایک کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آ گئے اور انہوں نے حاضری کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ کو اندر آنے کی اجازت دے دو اور اسے جنت کی بشارت بھی پہنچا دو۔ پھر حضرت عمرؓ آئے۔ اور ان سے بھی یہی صورت حال پیش آئی۔ آخر میں حضرت عثمانؓ آئے۔ حضورؐ نے انہیں بھی جنت کی بشارت دی اور فرمایا۔ عثمان کو ایک ابتلا پیش آئے گا۔

واقدی جناب نافع کو صحابی نہیں گردانتا، اور اس حدیث کا راوی حضرت ابوموسیٰ اشعری کو قرار دیتا ہے تینوں نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

(۱۵) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن کلدہ ابوعبداللہ ثقفی۔ ابوبکرہ کے ماں جائے بھائی تھے، اور ان کی ماں کا نام سمیہ تھا ہم ان کے بھائی ابوبکرہ نفیع کے ترجمے میں ان کا نسب بیان کریں گے۔ جب حضور اکرمؐ نے طائف کا محاصرہ کیا اور منادی کرائی، کہ طائف کے غلاموں میں سے جو بھی ہم سے مل جائے گا، ہم اسے آزاد کر دیں گے۔ جناب نافع اور ان کے بھائی ابوبکرہ طائف میں تھے۔ زیاد بن ابیہ جو ان کا ماں جایا تھا، بھی طائف میں تھا۔ تینوں اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے اور آزاد ہو گئے۔

جناب نافعؓ ان چار گواہوں میں شامل تھے، جنہوں نے مغیرہ بن شعبہ کے خلاف مقدمۂ زنا میں شہادت دی تھی۔ ان تین اخیافی بھائیوں میں زیاد بن ابیہ نے ٹھیک طور پر شہادت نہ دی تھی، اور یوں مغیرہ حد سے بچ گیا تھا۔ چوتھے گواہ کا نام شبل بن معبد تھا۔

جنابؓ نافع نے بصرے میں سکونت اختیار کر لی تھی، اور مکان بنا لیا تھا، حضرت عمرؓ نے انہیں دس جریب زمین بطور جاگیر عطا کی تھی۔ اور یہ پہلے آدمی ہیں، جنہوں نے بصرے میں گھوڑے جمع کئے۔

انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا۔ کہ ایک بار حضورؐ نے ایک ایسے مقام پر پڑاؤ کیا، جہاں پانی نہ تھا جس سے لشکر کو پریشانی ہوئی۔ اتنے میں ایک بکری آ نکلی، حضورؐ نے اس کا دودھ دوہا جس سے سارا لشکر سیراب ہو گیا۔ اسی طرح جناب نافع نے حضورؐ سے روایت کی، آپ نے حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا، تمہیں مجھ سے وہی قرب حاصل ہے، جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسےٰ سے حاصل تھا۔ ابونعیم، ابوعمر اور ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرمؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ خالد بن ابی امیہ اور ابوہاشم رومانی نے ان سے روایت کی۔

عقبہ بن خالد نے صباح سے انہوں نے خالد بن ابی امیہ سے، انہوں نے جناب نافع سے روایت کی۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ متکبر مسکین، بوڑھا زانی اور اپنے اعمالِ صالحہ کو دربارِ خداوندی میں بطور احسان پیش کرنے والے کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۱۷) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن زید الحمیری۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے باسنادہ ایاس میں عمرو الحمیری سے روایت کی، کہ جناب نافع بنو حمیر کے کچھ آدمیوں کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں، کہ دین میں تفقہ حاصل کریں۔ اور معلوم کریں کہ دنیا کی ابتدا کیوں کر ہوئی، فرمایا، ایک وقت ایسا تھا کہ خدا کے بغیر کچھ نہ تھا۔ اور اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ پھر خدا نے قلم کو پیدا کیا، اور حکم دیا، کہ جن اشیا نے پیدا ہونا ہے، انہیں لکھ دو۔ پھر زمین و آسمان اور مافیہا کو پیدا کیا، اور عنانِ خدائی سنبھال لی۔ ابوموسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

٭ ٭ ٭

(۱۸) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

ابوالسائب۔ آپ غیلان بن سلمہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ غیلان ابھی مشرک ہی تھے، کہ نافع بھاگ کر حضورؐ کے پاس آگئے، اور آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا۔ بعد میں جب غیلان مسلمان ہو گئے۔ تو آپ نے نافع کی ولایت غیلان کو منتقل کر دی۔ ابو مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۹) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

ابو سلیمان۔ منذر بن ساوی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مسلمان ہو گئے، انہوں نے حلب میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔

اسحاق بن راہویہ نے سلیمان بن نافع العبدی سے حلب میں سنا۔ کہ ان کے والد نے ذکر کیا کہ منذر بن ساوی حاکم بحرین حضورؐ کی خدمت میں بمقام مدینہ حاضر ہوا۔ منذر کے ساتھ ایاس بھی تھا۔ اور میں ان دنوں ابھی بچہ تھا۔ اور ان باتوں کو نہیں سمجھتا تھا۔ میں نے ان کے اونٹ روک رکھے اور وہ دونوں ہتھیاروں سمیت حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہونے چلے۔ منذر نے اپنا ہتھیار رکھ دیا، کپڑے بدلے اور ڈاڑھی کو تیل لگایا۔ اور پھر دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا، اے منذر! میں نے تم میں ایسی چیز دیکھی جو تمہارے ساتھیوں میں نہیں پائی جاتی۔ اس نے دریافت کیا، یا رسول اللہ وہ کون سی ایسی چیز ہے، جو صرف مجھ میں ہے، فرمایا، تم نے ہتھیار رکھ دیئے، کپڑے بدلے اور تیل لگایا۔ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ یہ وہبی چیز ہے یا کسبی۔ فرمایا، وہبی۔ اس پر وہ لوگ اسلام لے آئے۔ حضورؐ نے فرمایا، بنو عبد القیس نے بخوشی اسلام قبول کیا، جب کہ باقی لوگوں نے مجبوراً۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی برکات سے نوازے۔ اس کے بعد جناب نافع نے اپنے بیٹے سلیمان سے کہا۔ میں نے حضور اکرمؐ کو اپنے سامنے یوں بیٹھے دیکھا، جیسے تمہیں دیکھ رہا ہوں ابن مندہ ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر کہتے ہیں، کہ جو بات منذر بن ساوی کی طرف منسوب کی گئی ہے، فی الحقیقت اس کا قائل اشج العبدی ہے۔ حضور اکرمؐ نے اس سے فرمایا تھا۔ کہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں، جو اللہ کو بڑی پسند ہیں انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ، یہ جبلی ہیں یا کسبی ہیں۔ فرمایا، جبلی اس پر جناب اشج العبدی نے کہا۔ خدا کا شکر کہ اس نے مجھے ایسی "جبلی خصلتیں عطا کی ہیں، جنہیں وہ پسند کرتا ہے۔

٭ ٭ ٭ ٭

(۲۰) (سیدنا) **نافع** (رضی اللہ عنہ)

بن صبرہ۔ حضرت ابوہریرہ کی طرح، اس حدیث کا مخرج جس میں بیہودہ مجالس میں بیٹھنے کا کفارہ بیان کیا گیا ہے۔ اہل مدینہ ہیں۔ ابوعمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۱) (سیدنا) **نافع** (رضی اللہ عنہ)

ابوطیبہ حجام۔ ان کا نام میسرہ تھا۔ اور وہ محیصہ بن مسعود انصاری کے آزاد کردہ غلام تھے۔ انہوں نے حضور اکرمؐ کی فصد لی، اور آپؐ نے حق الخدمت ادا کیا۔ ان کا ذکر کنیتوں کے تحت پھر بیان ہوگا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۲) (سیدنا) **نافع** (رضی اللہ عنہ)

بن ظریب بن عمرو بن نوفل بن عبد مناف بن قصی القرشی۔ فتح مکہ کے موقعہ پر ایمان لائے۔ اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بقول عدوی یہ وہی آدمی ہیں، جنہوں نے حضرت عمرؓ کے لئے قرآن کی کتابت کی تھی۔ ابوعمر کہتے ہیں۔ ان سے کوئی حدیث مروی نہیں۔ انہی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۳) (سیدنا) **نافع** (رضی اللہ عنہ)

بن عتبہ بن ابی وقاص زہری۔ وہ سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے تھے، اور ہاشم المرکے بھائی۔ ان سے کوئی حدیث مروی نہیں۔ ان کا باپ عتبہ وہ شخص ہے۔ جس بدبخت نے احد کی جنگ میں حضور اکرمؐ کے دو دندان مبارک شہید کئے تھے۔ اور عتبہ حالتِ کفر میں فتح مکہ سے پہلے مرا تھا۔

نافع فتح مکہ کے دن ایمان لے آئے۔ یہ ابن عمر کا قول ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے مصعب زبیری سے روایت بیان کی، کہ زمانۂ جاہلیت میں عتبہ کا ایک خون قریش کے ذمے تھا۔ وہ پھر ترکِ وطن کر کے مدینے آگیا تھا، اور وہیں مرگیا تھا۔ اور اپنے بھائی سعد کو وصیت کر گیا تھا۔

یحییٰ بن محمود اور عبدالوہاب بن ابی حبہ نے باسناد ہما مسلم سے روایت کی، کہ قتیبہ نے جریر سے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے جابر بن سمرہ سے انہوں نے نافع بن عتبہ سے روایت کی، کہ ہم ایک غزوے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، کہ آپؐ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے، جنہوں نے اونی کپڑے پہن رکھے تھے۔ وہ ایک ٹیلے کے پاس آپ سے ملے۔ وہ لوگ کھڑے تھے۔ اور حضورؐ بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے دل میں خیال آیا۔ مجھے چاہیئے، کہ میں وہاں جا کر حضور اکرمؐ اور ان اجنبیوں کے درمیان کھڑا ہو جاؤں

مبادا وہ دھوکا کریں۔ چنانچہ میں جاکر درمیان میں کھڑا ہو گیا۔ مجھے حضور اکرمؐ کی چار ارشادات اب تک نوک بزبان ہیں (۱) تم جزیرۂ عرب کے لئے جنگ کرو گے اور اللہ تمہیں کامیابی عطا کرے گا (۲) پھر ایران کو فتح کرو گے، پھر تم اہل روم سے لڑو گے اور ان کے ملک کو فتح کرو گے (۳) پھر دجال سے تمہاری لڑائی ہوگی، اور اس میں بھی تمہیں فتح نصیب ہوگی۔ اس پر نافع نے جابر سے کہا۔ جابر! دجال سے اس وقت تک آمنا سامنا نہیں ہوگا (۴) جب تک روم فتح نہ ہو جائے، تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۳) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن عجیر القرشی المطلبی:۔ انہوں نے مدینہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ بغوی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے شافعی نے اپنے چچا محمد بن علی بن شافع سے، انہوں نے عبداللہ بن علی بن سائب سے انہوں نے نافع بن عجیر بن عبد یزید سے روایت کی، کہ اس نے اپنی بیوی ہشیمہ کو طلاق دی، اور پھر حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر گذارش کی۔ یا رسول اللہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے، اور میرا ارادہ ایک طلاق ہی کا تھا۔ آپ نے مجھے رجوع کی اجازت دے دی۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں دوسری طلاق دی، اور پھر حضرت عثمان کے عہد میں تیسری۔

اس حدیث کے اسناد میں اختلاف ہے۔ ایک روایت کے رو سے جس کے راوی نافع ہیں، مروی ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ چنانچہ ابو داؤد نے سنن ابو داؤد میں ابو الطاہر بن سرح سے روایت کی۔ ابو ثور نے امام شافعی سے روایت کی۔ اسی طرح حمیدی اور ربیع نے بھی امام شافعی سے روایت کی۔ ان دونوں نے نافع سے اور انہوں نے رکانہ سے روایت کی۔ جریر بن حازم نے زبیر بن سعید سے انہوں نے عبداللہ بن یزید بن رکانہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

اسی طرح عورت کے نام کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ ایک روایت میں ہشیمہ ہے، دوسری روایت میں جو زیادہ مشہور ہے، شہیمہ ہے، ایک اور روایت میں سہیمہ اور سفیحہ بھی ہے۔

(۲۴) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن علقمہ۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے، کہ وہ شام میں مقیم ہو گئے تھے اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا۔ ابو عمر لکھتے ہیں۔ جناب نافع نے حضور اکرمؐ سے سماع کیا ہے۔ ایک روایت کے رو سے انکی حدیث

مرسل ہے۔ ابو موسیٰ اور ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو المزنی۔ ان سے ہلال بن عامر المزنی نے روایت کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر پانچ برس کے تھے، یا کچھ زیادہ، میرے والد مجھے ساتھ لئے حضور اکرمؐ کے پاس لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر شہبا پہ سوار تھے۔ آپؐ خطبہ دے رہے تھے اور حضرت علیؓ ساتھ ساتھ وضاحت کر رہے تھے، میں سواریوں کے درمیان سے نکلتا بچتا حضورؐ کے خچر کے پاس پہنچ گیا۔ دونوں ہاتھ آپ کے گھٹنے پر رکھے۔ پھر آپ کی پنڈلی کو چھوتا آپ کے پاؤں تک جا پہنچا۔ اس کے بعد میرا یہ ہاتھ حضورؐ کے جوتے اور تلوے کے درمیان جا گھسا چنانچہ میں اب بھی یہ محسوس کرتا ہوں، کہ میرا ہاتھ حضور اکرمؐ کے ٹھنڈے تلووں کو چھو رہا ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے اور نیز حافظ ابو مسعود نے میرے شیخ ابو عبداللہ احمد بن علی الاسواریؒ سے بیان کیا ہے، اور جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ انہوں نے نافع کی بجائے رافع کا نام لیا ہے۔

(۲۶) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن معدی کرب۔ ان کی حدیث محمد بن اسحاق نے اور اسحاق بن ابراہیم بن ابی بن نافع بن معدی کرب نے اپنے دادا ابی سے انہوں نے اپنے والد نافع بن معدی کرب سے روایت کی، کہ میں نے اور ام المومنین عائشہ نے حضور اکرمؐ سے (وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ، اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ)[1] کا مطلب دریافت کیا۔ حضورؐ نے دربار خداوندی میں گزارش کی، اے خدا عائشہ کے سوال کا کیا جواب دوں۔ اس پر جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا کہ جب ایک آدمی صدق دل اور خلوص نیت سے خدا کو پکارتا ہے، تو باری تعالیٰ جواب میں لبیک کہتا ہے اور اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔

ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے، ابن اسحاق نے ان سے صرف یہی ایک حدیث نقل کی ہے مگر اور لوگوں نے اسحاق بن ابراہیم سے کئی احادیث نقل کی ہیں۔

(۲۷) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن غیلان بن سلمہ الثقفی۔ خالد بن ولید کے ساتھ معرکہ جندل میں شامل تھے، وہاں شہادت پائی۔ تو ان کے والد نے مرثیہ کہا، اور شدید رنج و غم کا اظہار کیا۔

ما بال عینی لا تغمض ساعۃً ۔ الا اعترتنی عبرۃ تغشانی

[1] البقرہ: ۱۸۶

(ترجمہ) میری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے، کہ ایک دم بھی بند نہیں ہوتیں، مگر یہ کہ آنسوؤں کی جھڑی بندھ جاتی ہے اسی طرح یہ اشعار بھی انہی جذبات کے حامل ہیں۔

(۱) یا نافع من للفوارس اجمت - عن شدۃ مذکورۃ وطعان

(ترجمہ) اے نافع، شاہ سواروں میں کون ایسا تھا جس نے اس شدت سے دشمن پر نیزے سے حملہ کیا ہو۔

(۲) لو استطیع جعلت منی نافعا بین اللھاۃ وبین عقد لسانی

(ترجمہ) اے نافع اگر ممکن ہوتا، تو میں تجھے اپنے منہ اور زبان کے درمیان چھپا لیتا، ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۲۸) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن کیسان - ان کے بیٹے کا نام ایوب تھا۔ دمشق میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان سے ان کے بیٹے ایوب نے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ جلدی ہی میری امت شراب نوشی میں پڑ جائے گی اور وہ اس کا نام بدل دیں گے۔ اور امرائے قوم اس باب میں ان کے امدادی ہوں گے۔ جناب نافع سے ان کے بیٹے نے ایک اور حدیث بھی جس کا تعلق نزولِ عیسٰی سے ہے۔ روایت کی ہے ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۹) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن ابی نافع الرواسی - علقمہ کے دادا تھے۔ ان سے حمید بن عبدالرحمان ابو عوف رواسی نے بیان کیا کہ جب عمرو بن مالک، دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ تو میں بھی اس وفد میں شامل تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کو اسلام لانے کی دعوت دی، لیکن انہوں نے کہا، جب تک ہم بنو عقیل سے انتقام نہ لے لیں، ہم اسلام قبول نہیں کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے بنو عقیل کے ایک گروہ پر حملہ کر کے ایک آدمی کو قتل کر دیا اس پر بنو عقیل نے پیچھا کر کے ان کے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ جنگ چھڑ گئی۔ بنو عقیل میں ایک آدمی، جس کا نام ربیعہ بن منتفق تھا، وہ بطریق رجز ذیل کا شعر پڑھ رہا تھا۔

اَقْسَمْتُ لَا اَقْتُلُ اِلَّا فَارِسًا - اِنَّ الرِّجَالَ لَبِسُوا الْقَلَانِسَا

(ترجمہ) میں نے قسم کھائی ہے، کہ میں شاہ سواروں ہی سے لڑوں گا۔ بلاشبہ بہادروں نے سر پہ خود کفن پہن لئے ہیں۔

اس پر ایک آدمی نے اپنے قبیلے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے میری قوم! کیا تم دن بھر اسی طرح بیٹھے رہو گے۔ یہ سن کران کا ایک آدمی مجرش بن عبداللہ، ربیعہ کے مقابلے کے لئے نکلا۔ ربیعہ نے نیزے سے اس کو زخمی کر دیا۔ اور گھوڑا چھین لیا۔ اس پر مجرش نے اپنے قبیلے کو یا آلِ رواس کہہ کر مدد کے لئے پکارا۔ ربیعہ نے استہزاءً کہا، رواس گھوڑے ہیں یا انسان ہیں۔

اس کے بعد عمرو بن مالک اپنے ہاتھ باندھ کر حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور طالب معافی ہوا مگر آپؐ نے غصے سے منہ پھیر لیا۔ پھر التجا کی، اور کہنے لگا۔ یارسول اللہ مجھے تو بتایا گیا تھا۔ کہ اللہ بھی خطا کار کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ حضورؐ بھی میری تقصیر معاف فرما دیں۔ رحمتِ عالم نے درگزر فرما دیا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰)۔ (سیدنا) **نافع** (رضی اللہ عنہ)

بن یزید الثقفی۔ ان کا شمار صحابہ میں کیا جاتا ہے، لیکن بغیر از ثبوت ابوبکر ہذلی نے حسن سے انہوں نے جناب رافع سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ شیطان سرخی کو اور نمائشی لباس کو پسند کرتا ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۱) (سیدنا) **نافع** (رضی اللہ عنہ)

یہ ان لوگوں میں شامل ہیں، جو شام سے حبشہ آگئے تھے۔ چنانچہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی الذین آتیناھم الکتاب من قبلہ ھم بہ یومنون۔ ہم ابرہہ کے ترجمے میں اس کا ذکر کر آئے ہیں۔ ابوموسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

باب النون والباء

(۳۲) (سیدنا) **نباش** (رضی اللہ عنہ)

بن زرارہ بن وقدان بن حبیب بن سلامہ بن عدی بن خبرہ بن اسید بن عمرو بن تمیم التمیمی اسیدی۔ ابوہالہ کنیت تھی۔ مصعب بن عبداللہ نے ان کا سلسلۂ نسب نباش بن زرارہ تمیمی ابوہالہ از بنو اسید بن عمرو بن تمیم حلیفِ بنو عبدالدار لکھا ہے۔ ابونعیم نے نباش بن زرارہ کا ذکر مغازی میں کیا ہے۔ اور بعض متاخرین نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے، اور ابن مندہ

پر اعتراض کیا ہے، حالانکہ یہ اعتراض بلا وجہ ہے۔

ابن اثیر کی رائے ہے، کہ نباش کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی، کیونکہ وہ حضور اکرمؐ سے پہلے ہوگزرے ہیں۔ کیونکہ ان کے بیٹے ابو ہالہ ہند بن نباش ام المومنین حضرت خدیجہ کے خاوند تھے جو حضور اکرمؐ سے پیشتر فوت ہو چکے تھے۔ ایک روایت کے رو سے ابو ہالہ کا نام نباش تھا۔ بایں اختلاف انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ ہم ان کا مفصل ذکر ہند بن ابی ہالہ کے ترجمے میں اور نیز ام المومنین کے ترجمے میں بیان کریں گے۔

(۳۳) سیدنا، نبہان (رضی اللہ عنہ)

التمار ابو مقبل۔ مقاتل نے ضحاک سے، انہوں نے ابن عباس سے وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اور اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ ہر دو آیات کی شان نزول کے بارے میں کہا۔ کہ ان دونوں آیات کا تعلق نبہان التمار سے ہے۔ ایک حسین وجمیل عورت ان سے کھجور خریدنے کو آئی، نبہان نے اس کے سرین کو چھوا۔ اس عورت نے کہا، نہ تو نے اپنے بھائی کی غیر حاضری کا کوئی خیال کیا، اور نہ تیری خواہش ہی پوری ہوئی اس پر نبہان کو حد درجہ ندامت ہوئی۔ جناب نبہان نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کر دیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ تجھے محتاط ہونا چاہیئے تھا۔ ممکن ہے، کہ وہ کسی غازی کی عورت ہو، دربار رسالت سے اٹھے، تو روتے جا رہے تھے، چنانچہ تین رات وہ عبادت میں مصروف رہے اور دن کو روزے سے ہوتے، اس پر والذین اذا فعلوا فاحشة نازل ہوئی۔ آپؐ نے صحابی کو طلب فرمایا۔ اور نزول آیت کے بارے میں بتایا۔ وہ بہت خوش ہوئے، اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری توبہ تو قبول ہو گئی ہے۔ اب میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ دربار خداوندی میں، میں اپنا شکر کیوں کر پیش کروں۔ اس پر دوسری آیت نازل ہوئی: اقم الصلوٰۃ طرفی النہار ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۴) سیدنا، نبہان (رضی اللہ عنہ)

ابن شاہین نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ ابوالزبیر نے عمرو بن نبہان سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حالتِ اسلام میں جس کے دو بیٹے فوت ہو جائیں، اللہ اسے جنت میں جگہ دے گا۔ ان سے ابو ہریرہ کی ملاقات ہو گئی، پوچھا، کیا حضورؐ نے آپ سے ایسا فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا، ہاں، ابو ہریرہ کہنے لگے۔ بخدا میرے نزدیک یہ بشارت اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ شام اور فلسطین

میرے پاس رہن ہوں۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۵) (سیدنا) **نبیشتہ** (رضی اللہ عنہ)

الخیر۔ بقول ابو عمران کا سلسلہ نسب یوں ہے۔ نبیشہ بن عمرو بن عوف بن عبداللہ بن عتاب بن حارث بن عیین بن نالغہ بن لحیان بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ایک روایت کے رو سے بسلمہ الخیر بن عبداللہ ابو طریف آیا ہے۔ بصرہ میں سکونت کر لی تھی۔ ابن ماکولا کے خیال میں ان کا نسب یوں تھا نبیشتہ الخیر بن عمرہ بن عوف بن سلمہ بن عنش بن طیار بن دیال بن عمیر بن عادیہ بن صعصعہ بن واثلہ بن لحیان بن ہذیل، ایک اور روایت کے مطابق یوں ہے۔ نبیشتہ بن عبداللہ بن شیبان بن عقان بن حارث بن جون بن حارث بن عبدالعزیٰ بن ذائل بن لحیان بن ہذیل۔

حضور اکرمؐ نے انہیں الخیر کے لقب سے اس لئے نوازا، کہ وہ ایک بار حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند جنگی قیدیوں کو وہاں دیکھا، تو عرض کیا، یارسول اللہ! یا تو فدیہ لے کر انہیں آزاد فرما دیجئے، اور یا احسان کر کے چھوڑ دیجئے، فرمایا، تم نے اچھی بات کہی، اس لئے آج سے تم نبیشتہ الخیر ہو۔

اسماعیل، ابراہیم اور ابوجعفر نے بذریعہ اس سند کے جو ابو عیسیٰ تک جاتی ہے، بیان کیا۔ کہ ہم نے نصر بن علی سے انہوں نے معلی بن اسد ابو الیمان سے، انہوں نے اپنی دادی ام عاصم سے جو سنان بن سلمہ کی ام ولد تھی سنا کہ ایک بار ہم ایک برتن میں کھانا کھا رہے تھے کہ نبیشتہ الخیر وہاں آ گئے، اور ہمیں حضور اکرمؐ کی ایک حدیث سنائی فرمایا، جو شخص کسی برتن میں کھانا کھائے، اور پھر اسے اچھی طرح صاف کر دے، تو وہ برتن اس آدمی کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔

ابوالملیح ہذلی نے انہی سے روایت کی، لوگوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم لوگ زمانۂ جاہلیت میں بتوں کے نام پر قربانی دیا کرتے تھے، فرمایا۔ کہ اللہ کے نام پر جس مہینے میں چاہو، ذبح کرو، خدا کے نام پر دو اور لوگوں کو کھلاؤ۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۶) (سیدنا) **نبیشتہ** (رضی اللہ عنہ)

ان کا نسب مذکور نہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حین حیات ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ ابن عباس نے انہی سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے ایک شخص کو جو نبیشہ کی طرف سے تلبیہ پڑھ رہا تھا، پوچھا، آیا خود تم نے حج کیا ہے۔ اس نے نفی میں جواب دیا، تو فرمایا، پہلے خود حج کر، پھر اس کی طرف سے ادا کرنا۔ ابن مندہ

اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۷) سیدنا، نبیط (رضی اللہ عنہ)

بن جابر بن مالک بن عدی بن زید مناہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار الانصاری خزرجی غزوۂ احد میں موجود تھے۔ ان کی اولاد تھی۔ حضور اکرمؐ نے ان کی شادی فرلیعہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ سے کی تھی۔ اور فرلیعہ ان عورتوں سے تھیں، جنہوں نے حضورؐ سے بیعت کی تھی۔ ان کے بطن سے جو بیٹا پیدا ہوا۔ ان کا نام عبدالملک تھا۔ جناب اسعد بن زرارہ نے حضور اکرمؐ سے درخواست کی تھی۔ کہ جناب فرلیعہ اور ان کی ہمشیرگان کی خانہ آبادی کا انتظام فرمایا جائے۔ جناب نبیط حضورؐ کی وفات کے بعد عرصے تک زندہ رہے۔

ابوعمر کا قول ہے، کہ جناب نبیط کا ایک اور بیٹا بھی تھا۔ جن کا نام سلمہ تھا۔ جن سے بعض احادیث مروی ہیں۔ ابونعیم، ابوعمر اور ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن اثیر، ابوعمر کے اس خیال کو وہم قرار دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں سلمہ بن نبیط سے مراد ابن نبیط بن شریط ہے جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

نبیطؓ بن شریط بن انس بن مالک بن ہلال الاشجعی۔ انہوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی اور ان سے ان کے بیٹے سلمہ نے روایت کی۔ ابوالقاسم یعیش بن علی نے باسنادہ تا ابوعبدالرحمٰن النسائی سے، انہوں نے عمرو بن علی سے، انہوں نے یحییٰ سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے سلمہ بن نبیط سے انہوں نے اپنے والد سے سنا، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کو حج کے موقعہ پر عرفہ میں ایک سرخ اونٹ کی پیٹھ پر لوگوں کو خطاب کرتے دیکھا تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۳۸) سیدنا، نبیہ (رضی اللہ عنہ)

الجہنی۔ ایک روایت میں نبیہ الجہنی آیا ہے۔ ابن معین کے مطابق ان کا نام بینہ الجہنی ہے۔ ابن السکن نے بھی ان کا نام بینہ کہا ہے۔

ابوالزبیر نے جابر سے انہوں نے نبیہ الجہنی سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جب تم ایک دوسرے کو تلوار دو، تو اسے پہلے نیام میں ڈال لو۔ ابوعمر نے بیان کیا ہے۔

(۳۹) سیدنا، نبیہ (رضی اللہ عنہ)

بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوئی قرشی عدوی۔

یہ ابوجہم بن حذیفہ کے بھائی تھے۔ لیکن ابن اثیر نہ انہیں جانتے ہیں، اور نہ ان کے بھائیوں میں سے کسی کو، جن سے ابوعمر نے ایک مختصر سی روایت بیان کی ہے۔

(۴۰) (سیدنا) نبیہ (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابوعمر کہتے ہیں، میں ان کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا کہ بعض علماء نے انہیں حضور اکرمؐ کے آزاد کردہ غلاموں میں شمار کیا ہے، اور یہ کہ آپؐ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ایک روایت میں ان کا نام النُبیہ مذکور ہے۔ واللہ اعلم۔ ابوعمر نے ذکر کیا ہے۔

(۴۱) (سیدنا) نبیہ (رضی اللہ عنہ)

بن صواب الجہنی۔ دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ اور فتح مصر میں شریک رہے تھے۔ اور ان چار آدمیوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے قبلۂ مصر کی سمت درست کی تھی۔ ان سے یزید بن حبیب، عبدالمالک بن رائطہ اور عبدالعزیز بن ملیل نے روایت کی۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۴۲) (سیدنا) نبیہ (رضی اللہ عنہ)

بن عثمان بن ربیعہ بن وہب بن حذافہ بن جمح القرشی جمحی۔ قدیم الاسلام ہیں اور حبشہ کی ہجرۂ ثانیہ میں شریک تھے۔ یہ روایت واقدی کی ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں، کہ حبشہ کو ہجرت کرنے والے ان کے والد تھے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر نے دونوں باپ بیٹے کا نام مہاجرین حبشہ میں شامل نہیں کیا۔ ابوعمر نے ذکر کیا ہے

باب النون مع حا، ذال وزا و سین

(۴۳) (سیدنا) نحات (رضی اللہ عنہ)

بن ثعلبہ۔ ہم اس سے پیشتر ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ ابوعمر نے ان کا نام نحات اور ابوموسیٰ اور ابونعیم نے نجاب لکھا ہے۔ غزوۂ بدر میں شامل تھے۔ وہ بلوی ہیں اور انصار کے حلیف۔

(۴۴) (سیدنا) نذیر (رضی اللہ عنہ)

ابومریم الغسانی۔ ابوبکر بن عبداللہ بن ابومریم کے دادا تھے۔ ابوحاتم رازی کہتے ہیں، کہ انہوں نے بعض شامیوں سے ابومریم کا نام دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا، نذیر۔ بقیہ بن ولید نے ابوبکر بن ابومریم سے انہوں نے اپنے دادا ابومریم سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کے ساتھ ایک غزوے میں شرکت کی چنانچہ

آپ نے ان کی تیر اندازی کی تعریف فرمائی۔ ابوعمر نے ذکر کیا ہے۔

(۴۵) (سیدنا) **تزال** (رضی اللہ عنہ)

بن سبرۃ الہلالی۔ ان کا تعلق بنو ہلال بن عامر بن صعصعہ سے تھا۔ ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے، لیکن مجھے ان سے کسی روایت کا علم نہیں۔ ہاں البتہ انہوں نے حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔ لیکن ان کا شمار کبار فضلائے تابعین میں ہوتا ہے۔ ان سے شعبی، عبدالملک بن میسرہ اور اسماعیل بن رجاء نے روایت کی ہے۔ ابوعمر نے ذکر کیا ہے۔

(۴۶) (سیدنا) **نسیر** (رضی اللہ عنہ)

بن عنیس بن زید بن عامر بن سواد بن کعب۔ (اور کعب سے مراد ظفر الانصاری الظفری ہیں) انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت اور روایت کا موقعہ ملا۔ اور آپؐ کے ساتھ کئی غزوات میں شریک رہے۔ عبداللہ بن محمد بن قداح نے ان کا ذکر انصار میں کیا ہے۔ اور ان کا نام نسیر لکھا ہے دارقطنی نے بشیر تحریر کیا ہے مگر اول الذکر ثابت ہے۔ یہی رائے ابن ماکولا کی ہے۔

باب النون وصاد

(۴۷) (سیدنا) **نصر** (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عبید بن رزاح بن کعب (اور کعب سے ظفر الانصاری اوسی ظفری مراد ہیں)، ایک روایت میں ان کا نام ابن عبد رزاح، اور بروایت ابوموسیٰ ابن عبداللہ تھا۔ پہلی دونوں روائتیں درست تر ہیں۔ اکثر ان کی کنیت ابوالحارث مذکور ہے۔ غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ اور ان کے والد ابوالحارث کو حضور اکرمؐ کی صحبت میسر آئی۔ اور اکثر اہل السیر والانساب نے ان کا نام نصر بن حارث لکھا ہے ابن سعد نے ابن اسحاق سے ان کا نام نمیر بن حارث نقل کیا ہے۔ ابن سعد کے خیال میں یہ ان صاحب کی غلطی ہے۔ جنہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے۔ وہ ابراہیم بن سعد الزہری تھے۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر کہتے ہیں، کہ ابن سعد نے غلطی کا انتساب ابراہیم بن سعد سے کیا ہے۔ حالانکہ یونس بن بکیر اور سلمہ بن فضل نے ابن اسحاق سے نمیر ہی نقل کیا ہے۔ اور ہشام نے بکائی سے انہوں نے ابن اسحاق سے نصر (صاد سے) روایت کیا ہے۔ یہی روایت ابن ماکولا کی ہے۔ نیز ابن القداح سے بھی یہی منقول ہے یہ

صاحب جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے، اور شہادت پائی تھی۔

(۴۸) (سیدنا) **نصر** (رضی اللہ عنہ)

بن حزن النفری، ایک روایت میں عبدہ بن نصر آیا ہے۔ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابن ابی عدی نے شعبہ سے، انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے نصر بن حزن سے، انہوں نے حضور اکرمؐ سے انبیا کے بکریاں چرانے کے بارے میں روایت بیان کی۔ ابوداؤد نے شعبہ سے انہوں نے ابواسحاق سے روایت کی اور نام بشر بن حزن لکھا ہے۔ اور ایک روایت میں ابوداؤد نے شعبہ سے انہوں نے ابواسحاق سے عبدہ بن حزن لکھا ہے۔ بقول ابوعمر یہی درست ہے، واللہ اعلم۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۴۹) (سیدنا) **نصر** (رضی اللہ عنہ)

بن دہر بن اخرم بن مالک الاسلمی۔ ان کے والد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور وہ مدنی تھے۔

یحییٰ بن محمود بن سعد نے باسنادہ ابن ابی عاصم سے، انہوں نے محمد بن خالد بن عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے محمد بن ابراہیم سے انہوں نے ابوالہیثم بن نصر بن دہر اسلمی سے انہوں نے اپنے والد نصر سے سنا، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے سفر خیبر کے دوران میں سنا، کہ آپ نے عامر بن اکوع سے جو سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا تھے فرمایا، اے ابن اکوع سواری سے نیچے اترو۔ اور اپنے اشعار میں سے کچھ سناؤ۔ تعمیلِ ارشاد میں انہوں نے مندرجہ ذیل رجزیہ اشعار پڑھے۔

(۱) واللہ لولا اللہ ما اهتدینا - ولا تصدقنا ولا صلینا

(ترجمہ) بخدا اگر ذات باری نہ چاہتی، تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ نہ ہم حضور اکرمؐ کی تصدیق کرنے اور نہ نماز پڑھتے

(۲) انا اذا القوم بغی علینا - وان ارادوا فتنة ابینا

(ترجمہ) بلاشبہ جب قوم نے ہمارے خلاف بغاوت کی۔ اور جب انہوں نے شر پھیلانا چاہا تو ہم نے انکار کر دیا۔ (رد کر دیا)

(۳) فانزلن سکینة علینا - وثبت الاقدام ان لاقینا

(ترجمہ) اے خدا تو ہم پر سکون دل نازل فرما، اور اگر دشمن سے مقابلہ ہو۔ تو ہم ثابت قدم رہیں۔

حضور اکرمؐ نے سن کر فرمایا، اللہ تجھ پر رحم کرے۔ حضرت عمرؓ نے سنا تو عرض کیا، یا رسول اللہ یہ دعا تو

مقبول ہو گئی۔ چنانچہ وہ غزوۂ خیبر میں شہید ہو گئے۔

جناب نصر سے مروی ہے، کہ وہ ان لوگوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے ماعز کے رجم میں حصہ لیا تھا تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۵۰) (سیدنا) **نصر** (رضی اللہ عنہ)

بن عوف بن قدامہ بن اخی صفوان بن قدامہ۔ حدیثِ صفوان میں ان کا ذکر آیا ہے ابن مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے۔

(۵۱) (سیدنا) **نصر** (رضی اللہ عنہ)

بن وہب الخزاعی۔ انہیں حضور اکرمؐ کی زیارت نصیب ہوئی۔ ان سے ابو الملیح ہذلی نے روایت کی، کہ ایک بار حضورؐ ایک بے زین گدھے پر جس کی پیٹھ پر دری کا ایک ٹکڑا تھا۔ سوار تھے اور حضرت معاذ بن جبل آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۵۲) (سیدنا) **نصیب** (رضی اللہ عنہ)

سری دختر نبہان غنویہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ساکنہ دختر جعد نے سری دختر نبہان سے روایت کی، کہ جناب نصیب نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا، کہ سانپوں میں سے کیسے سانپ کو ہلاک کیا جائے، فرمایا، جو نظر آئے، اسے مار دو، کیونکہ ان کا ہلاک کرنا ایسا ہے، جیسا کہ کافر کا ہلاک کرنا۔ اور اگر اس کے کاٹے سے کوئی مر جائے تو وہ شہید شمار ہو گا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۵۳) (سیدنا) **نُصَیر** (رضی اللہ عنہ)

ان کا نسب معلوم نہیں ہو سکا۔ حضرمی اور بغوی نے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی، کہ آپ نے نقصان دہ اشیا کی تقسیم سے منع فرمایا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے بیان کیا ہے۔

باب نون و ضاد

(سیدنا) **نضر** (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عبد رزاح بن ظفر (ان کا نام کعب بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس الانصاری اوسی ظفری تھا، انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی، اور آپؐ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے۔ ابن ماکولا نے

بروایت ابن قداح ان کا ذکر کیا ہے۔ بعض نے ان کا نام نصر (صاد سے) تحریر کیا ہے۔ نصر قادسیہ میں شہید ہوئے لاولد تھے۔

(۵۴) (سیدنا) نضر (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن کلدہ بن علقمہ القرشی۔ ان کا تعلق بنو عبدالدار سے تھا۔ اور حجازی شمار ہوتے تھے غزوۂ حنین میں حضور اکرمؐ کے ساتھ تھے، اور آپ نے ایک سو اونٹ مالِ غنیمت سے عطا کئے تھے ان کا شمار مؤلفۃ القلوب میں تھا۔

ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ روایت ابن اسحاق سے بیان کی ہے ابن اثیر لکھتے ہیں کہ جناب نضر کے بارے میں میری یہ روایت کہ انہیں حضورؐ کی زیارت نصیب ہوئی، اور وہ غزوۂ حنین میں شریک تھے، ایسی کتابوں سے لی گئی ہے۔ جو بالکل درست اور صحیح ہیں لیکن ابن مندہ کی کتاب ان تین کتابوں پر مبنی ہے، جن کا مدار سماع پر ہے، اور جن میں تصحیف کی گئی۔ ان میں سے ایک نسخہ اصفہانی ہے، جو مصنف کے عہد سے اب تک چلا آرہا ہے ان دونوں نے جناب نضر کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے۔ جن کا نام نضر تھا۔ اور پھر ان کا نام نضر بن سلمہ متعین کیا ہے، جو غلط ہے۔ کیونکہ اولاً ان دونوں نے انہیں حارث بن کلدہ بن علقمہ لکھا ہے حالانکہ جیسا کہ زبیر اور ابن کلبی نے لکھا ہے۔ حارث بن علقمہ بن کلدہ چاہیئے: چنانچہ انہوں نے نضر بن حارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار تحریر کیا ہے اور ابو عمر نے ان کے بھائی نضیر کے ترجمے میں ان کا سلسلہ نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔

ان دونوں حضرات سے دوسری غلطی یہ سرزد ہوئی۔ کہ انہوں نے نضر کو حضور اکرمؐ کی صحبت کا شرف بھی عطا کر دیا ہے۔ حالانکہ اسے غزوۂ بدر کے موقعہ پر قتل کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ بدگو تھا۔ اور حضور اکرمؐ اور مسلمانوں کی ہجو کرتا تھا۔ اس کے قتل پر اس کی بہن یا لڑکی نے جس کا نام قتیلہ تھا۔ ذیل کے اشعار کہے۔

(۱) یَا رَاکِبًا اِنَّ الْاُثَیْلَ مَظِنَّۃٌ ۔ مِنْ صُبْحِ خَامِسَۃٍ وَ اَنْتَ مُوَفَّقٌ

(ترجمہ) اے سوار! اثیل تک رسائی تو موہوم ہے گذشتہ پانچ دنوں سے، اور تو اس سے آشنا ہے۔

(۲) اَبْلِغْ بِہٖ مَیْتًا بِاَنَّ تَحِیَّۃً ۔ مَا اِنْ تَزَالُ بِہَا النَّجَائِبُ تَخْفِقُ

(ترجمہ) فوت شدہ آدمی کو یہ پیغام پہنچا دے۔ کہ میرے سلام کو عمدہ عمدہ اونٹنیاں اٹھائے، دوڑتی پھرتی ہیں۔

(۳) مِنِّیْ اِلَیْہِ وَ عَبْرَۃٌ مَسْفُوحَۃٌ ۔ جَادَتْ لِمَائِحِہَا وَ اُخْرٰی تَخْنُقُ

(ترجمہ) میری طرف سے یہ پیغام پہنچا، کہ بہتے ہوئے آنسو رونے والے کیلئے مفید ہوتے ہیں۔ اور پھر اس کا

گلاہی گھونٹ دیتے ہیں۔

(۴) فَلْیَسْمَعَنَّ النضرُ اِنْ نَادَیْتَہٗ - اِنْ کَانَ یَسْمَعُ مَیِّتٌ لَا یَنْطِقُ

(ترجمہ) اگر تو نضر کو بلائیگا، تو وہ ضرور سُنے گا۔ کیونکہ میت سنتا تو ہے۔ لیکن بول نہیں سکتا۔

(۵) ظَلَّتْ سیوفُ بَنِی اَبِیہِ تنوشُہٗ - لِلّٰہِ اَرْحَامٌ ھُنَاکَ تُشَقَّقُ

(ترجمہ) اس کے اقارب نے اسے نوچ ڈالا، اللہ کے نام پر ایسے مقام پر رشتے ٹوٹ جاتے ہیں

(۶) قَسْرًا یُقَادُ اِلَی الْمَنِیَّۃِ مُتْعَبًا - رَسْفَ الْمُقَیَّدِ وَھُوَ عَانٍ مُوثَقُ

(ترجمہ) اسے جبر سے موت کی طرف ہانک کرلے جاتے ہیں۔ اور وہ جکڑے ہوئے قیدی کی طرح رُک رُک کر چلتا ہے۔

(۷) اَمُحَمَّدٌ وَلَاَنْتَ ضِنْوُ نَجِیبَۃٍ - مِنْ قَوْمِھَا، وَالْفَحْلُ فَحْلٌ مُعْرِقُ

(ترجمہ) اور بلاشبہ محمدؐ آپ ایک نہایت شریف خاتون کے بیٹے ہیں۔ اور آپ بڑے مضبوط اور تنومند مرد ہیں۔

(۸) مَا کَانَ ضَرَّکَ لَوْ مَنَنْتَ وَرُبَّمَا - مَنَّ الْفَتَی وَھُوَ الْمَغِیظُ الْمُحْنَقُ

(ترجمہ) اس میں کیا حرج تھا، اگر آپ اس پر احسان کرتے۔ اکثر جوان مرد، غصّے کی حالت میں بھی دشمن کو معاف کردیتے ہیں۔

(۹) اَلنَّضْرُ اَقْرَبُ لَوْ تَرَکْتَ وَسِیلَۃً - وَاَحَقُّھُمْ اِنْ کَانَ عِتْقٌ یُعْتَقُ

(ترجمہ) اگر آپ کسی حیلے وسیلے سے معاف فرمادیتے، تو نضر اس کا زیادہ مستحق تھا۔ اور آزادی کا زیادہ حق دار تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اشعار سنائے، فرمایا اگر یہ اشعار بروقت میرے علم لائے جاتے، تو میں اسے معاف کردیتا۔

(۵۵) (سیدنا) نضر (رضی اللہ عنہ)

بن سفیان ہذلی۔ مدنی تھے۔ بقول ابن شاہین حضورؐ کے عین حیات میں پیدا ہوئے۔ ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۵۶) (سیدنا) نضر (رضی اللہ عنہ)

بن سلمہ ہذلی۔ انہوں نے حضور اکرمؐ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، کہ اگر لوگوں کو ان مشاہدات کا علم ہو جائے، جو عشاء کے خاتمے اور ظہور صبح کے درمیان وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ تو وہ انہیں دیکھنے کے لئے

سوار ہو کر آئیں۔ ابو عبداللہ بن قراط نے ان سے روایت کی ہے۔ ابو مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۵۷) (سیدنا) **نضرہ** (رضی اللہ عنہ)

بن اکتم الخزاعی۔ ایک روایت میں انصاری آیا ہے۔

عبدالوہاب بن علی الامین نے باسنادہ ابوداؤد سے، انہوں نے حسن بن علی اور ابن ابی السری المعنی سے روایت کی، انہوں نے بیان کیا، کہ ہم سے عبدالرزاق نے، انہوں نے جریج سے انہوں نے صفوان بن سلیم سے انہوں نے ایک انصاری سے سنا۔ ابن ابی سری کی روایت میں "من اصحاب النبی" مذکور ہے پھر سب راویوں نے اس پر اتفاق کیا۔ اور انصاری کا ذکر نہیں کیا۔ ان کا نام نضرہ تھا۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے ایک کنواری لڑکی سے خفیہ طور پر نکاح کیا۔ جب میں نے اس سے مجامعت کی، تو وہ حاملہ نکلی۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا، چونکہ تم نے اس سے جماع کیا ہے، اس لئے مہر تو ادا کرنا پڑے گا، اور لڑکا بعد از پیدائش غلام شمار ہوگا بقول حسن آپؐ نے فرمایا: فاجلدھا، یعنی اسے درے لگاؤ، بروایت ابن ابی السری حضور نے فرمایا "فاجلدوہا" ایک روایت میں "محدوہا" آیا ہے یعنی اس پر حد جاری کرو۔

یحییٰ بن ابی کثیر نے زید بن نعیم سے انہوں نے ابن مسیب اور عطاء الخراسانی سے انہوں نے سعید بن مسیب سے "ارسلوہ" روایت کیا ہے۔ اور یحییٰ بن ابی کثیر کی حدیث میں آیا ہے، کہ نضرہ بن اکتم نے ایک عورت سے نکاح کیا، اور لڑکے کو سب نے غلام قرار دیا ہے۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۵۸) (سیدنا) **نضلہ** (رضی اللہ عنہ)

الانصاری۔ ابوالبرکات حسن بن محمد الدمشقی نے ابوالعشائر محمد بن خلیل بن فارس القیسی سے انہوں نے ابوالقاسم علی بن محمد بن علی بن ابوالعلاء سے، انہوں نے ابو محمد عبدالرحمان بن عثمان بن ابونصر سے انہوں نے ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن محمد ابی ثابت سے روایت کی، کہ ہم سے محمد بن حماد بن عبدالرزاق سے، انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے صفوان بن سلیم سے انہوں نے نضلہ سے سنا، کہ انہوں نے ایک کنواری لڑکی سے جو پردے میں تھی شادی کی۔ اور جب اس سے جماع کیا۔ تو وہ حاملہ نکلی، انہوں نے حضور اکرمؐ سے ذکر کیا۔ تو آپ نے ان سے فرمایا، چونکہ تم نے اس سے جماع کیا ہے، اس لئے مہر تو ادا کرنا ہوگا۔ ہاں اس کا لڑکا، اگر اس نے جنا، تو تمہارا غلام ہوگا اور عورت کو درے مارے جائیں گے۔

عبدالرزاق نے بھی باسنادہ اس کا ذکر کیا ہے۔ اور نام نضرہ بتایا ہے، جیساکہ ہم ذکر کر آئے ہیں۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے بھی ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں، عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ صاحب جنہیں نضلہ کہتے ہیں وہ نضرہ تھے، جیساکہ ذکر ہو چکا ہے۔ ابن مندہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں، لیکن میں ابو موسیٰ کی وجہ، استدراک کو سمجھ نہیں سکا۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن انہوں نے دونوں کے ترجمے علیٰحدہ علیٰحدہ لکھ دیئے ہیں۔ ایسے مقامات پر اس کی عادت یہ ہے، کہ ایک کا ترجمہ لکھ کر دوسری روایت کو قیل کہہ کر بیان کر دیتا ہے۔

(۵۹) (سیدنا) **نضلہ** (رضی اللہ عنہ)

بن خدیج الجشمی۔ سفیان بن عیینہ نے ابو الزعراء سے، انہوں نے ابو الاعوص سے انہوں نے اپنے والد سے (مرہ نے اس میں یہ ترمیم کی ہے کہ ابو الاعوص نے اپنے دادا سے) روایت کی کہ وہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ نے نظر اوپر اٹھائی اور پھر سر جھکا لیا حضور اکرمؐ نے دریافت کیا۔ آیا تم اونٹوں کے مالک ہو یا بکریوں کے۔ انہوں نے گزارش کی، یا رسول اللہ! خدا نے دونوں نعمتوں سے مجھے نواز رکھا ہے۔ پھر انہوں نے حدیث بیان کی۔ اور ابو الاعوص کا نام عوف بن مالک بن نضلہ تھا۔ اور حدیث کی زیادہ تر شہرت ان کے والد کے نام سے ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۶۰) (سیدنا) **نضلہ** (رضی اللہ عنہ)

بن طریف بن نہصل الحرمازی و مازنی۔ انہوں نے اعشیٰ مازنی کا وہ واقعہ بیان کیا کہ اس کی بیوی اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی، اور اس نے دربارِ رسالت میں آکر گزارش کی تھی۔

یا سید الناس و دیان العرب - الیک اشکو ذربة من الذرب

(ترجمہ) اے لوگوں کے اور ادیانِ عرب کے سردار! میں آپؐ کی خدمت میں اپنی ایک بپتا بیان کرنے حاضر ہوا ہوں۔

ہم اس واقعہ کو اعشیٰ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ اور وہاں ہم نے اس کا نسب بھی بیان کیا ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۶۱) (سیدنا) **نضلہ** (رضی اللہ عنہ)

بن عبید بن حارث بن حبال بن ربیعہ بن دعبل بن انس بن حذیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم بن افصی

الاسلمی۔ ایک روایت کے مطابق نضلہ بن عبداللہ بن حارث ہے۔ ایک اور روایت کے رو سے عبداللہ بن نضلہ بھی آیا ہے۔ ہم اسے کنیتوں کے عنوان کے تحت زیادہ تفصیل سے بیان کریں گے۔

یہ صاحب قدیم الاسلام تھے۔ اور غزوات خیبر فتح مکہ اور حنین میں شامل تھے۔ بصرے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کا بیٹا وہیں مقیم رہا۔ خراسان کی جنگوں میں شریک رہے۔ اور امیر معاویہ کے آخری دور میں اور یزید کے دور میں وہیں وفات پائی۔ ان سے مروی ہے، کہ فتح مکہ کے موقعہ پر انہوں نے ابن خطل کو اس وقت قتل کیا۔ جب وہ کعبے کے غلاف کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ ثعلبہ بن ابی برزہ سے مروی ہے، کہ ان کے والد صفین اور نہروان کی جنگوں میں حضرت علی کے ساتھ تھے۔ اور انہوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی، اور ان سے حسن البصری ابوالعالیہ ریاحی، ابوعثمان نہدی، ابوالوازع، عبداللہ بن مطرف، سعید بن جمہان اور عبداللہ بن بریدہ وغیرہ نے روایت کی۔

ابراہیم بن محمد وغیرہ نے باسنادہ ابوعیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن منیع سے انہوں نے ہیشم سے انہوں نے عوف سے، احمد کہتے ہیں ہم سے عباد بن عباد جبلی اور اسماعیل بن علیہ نے عوف سے، انہوں نے سیار بن سلامہ سے انہوں نے برزہ سے روایت بیان کی۔ کہ حضور اکرمؐ قبل از نماز عشا سونے کو ناپسند فرماتے تھے اور اسی طرح بعد از عشا گفتگو کو ناپسند فرماتے۔

ابوبرزہ یزید کے پاس بیٹھے تھے۔ جب حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک لایا گیا، انہوں نے دیکھا، کہ یزید ایک چھڑی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی حضرت امام کے لبوں کو چھو رہا تھا۔ انہوں نے کہا۔ اے یزید! اپنی چھڑی کو ہٹالے۔ میں نے بارہا دیکھا، کہ حضور اکرمؐ ان ہونٹوں کو چومتے تھے۔ بہر حال اے یزید! جب تو قیامت کے دن میدانِ حشر میں آئے گا۔ تو ابن زیاد تیرا شفیع ہوگا۔ اور جب امام تشریف لائیں گے تو حضور اکرمؐ ان کے شفیع ہوں گے۔ پھر وہ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ تینوں نے اسے بیان کیا ہے۔

(۹۲۱) سیدنا، نضلہ (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو الغفاری۔ یہ صاحب حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپؐ نے انہیں صفراء میں کچھ زمین بطور جاگیر عطا کی تھی۔ انہوں نے صوبۂ حجاز میں عرج کے نواح میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

ابویاسر بن ابی حبہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے علی بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن معن بن محمد بن نضلہ بن عمرو الغفاری سے، انہوں نے اپنے والد معن بن نضلہ سے روایت

کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا، کہ مومن ایک انتڑی کی مقدار میں پیتا ہے۔ اور کافر مقابلۃً سات حصے زیادہ۔ اور اس مضمون کی احادیث کئی صحابہ سے مروی ہیں۔ اور ان سے ان کے بیٹے علقمہ نے بھی روایت کی ہے۔ تینوں نے اسے بیان کیا ہے۔

(۶۳) (سیدنا) نضلہ (رضی اللہ عنہ)

بن ماعز۔ انہوں نے جناب ابوذر کو نماز اشراق پڑھتے دیکھا۔ حسین المعلم نے ان کی حدیث عبداللہ بن بریدہ سے روایت کی۔ ابومندہ اور ابونعیم نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

(۶۴) (سیدنا) نضیر (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی القرشی العبدری۔ ایک روایت کے رو سے مہاجر ہیں اور دوسری روایت کے مطابق فتح مکہ کے دن ایمان لائے کنیت ابوالحارث تھی۔ اور ان کے والد حارث رہین کے عرف سے مشہور تھے۔ اور محمد بن مرتفع ان کی نسل سے تھے۔

نضیرؓ اللہ کے شکرگزار بندے تھے، کہ خدا نے انہیں نعمت اسلام سے نوازا۔ اور اپنے بھائی نضر اور آباؤ اجداد کے برخلاف دین اسلام پر فوت ہوئے اور حنین کے موقعہ پر حضور اکرمؐ نے انہیں ایک سو اونٹ عطا فرمائے تھے۔ جب بنودیل کے ایک آدمی نے آکر انہیں خوشخبری دی، اور کہا، کہ مجھے بھی ان اونٹوں سے کچھ دے دینا۔ تو انہوں نے اس بنا پر لینے سے انکار کر دیا، کہ گویا انہیں اونٹ قبولِ اسلام کے لئے بطور رشوت دیئے جا رہے ہیں، کہنے لگے میں اپنے اسلام کو اس لالچ سے کیوں ملوث کروں۔ پھر خیال آیا، کہ جب بغیر از طلب و سوال مل رہے ہیں، تو یہ حضورؐ کا عطیہ ہے۔ اس لئے مجھے بصد شکر قبول کر لینا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے دس اونٹ اس آدمی کو عطا کر دیئے، جس نے خوش خبری دی تھی۔

پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز اور اوقات نماز کے بارے میں سوالات کرتے رہے پھر حضور اکرمؐ سے دریافت کیا، یارسول اللہ! اللہ کو سب سے زیادہ کون سا عمل پسند ہے، فرمایا، جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ۔

نضیر ہجرت کر کے مدینہ آگئے، اور وہاں قیام پذیر رہے، تا آنکہ بغرض جہاد اسلامی لشکر کے ساتھ شام کو گئے، اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے اور وہاں رجب سن پندرہ ہجری میں شہید ہو گئے اور ان کا شمار قریش کے بردبار بزرگوں میں ہوتا تھا۔ ابوعمر اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ہر چند وہ

یقینی طور پر صحابی ہیں، لیکن ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن عجیب تر یہ امر ہے کہ انہوں نے ان کے بھائی نضر کا ذکر کیا ہے حالانکہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ وہ کافر مرا، اور بدر کے دن انتقاماً قتل کر دیا گیا تھا۔ جناب نضیرؓ بقول ابو عمر مہاجرین سے تھے۔ اور ایک روایت کے مطابق انہوں نے فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام قبول کیا تھا۔ اور یہی روایت درست معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ فتح حنین کے موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سو اونٹ بطور عطیہ دیئے تھے۔ اور چونکہ یہ عطیہ صرف مولفۃ القلوب کو دیا گیا تھا۔ اس لئے تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ جناب نضیر بھی فتح مکہ میں ایمان لائے تھے۔ نیز یہ بھی منقول ہے، کہ وصولی عطیہ کے بعد جناب نضیر نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر، حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز و اوقات نماز کے بارے میں سوالات کئے۔ اگر وہ مہاجرین میں سے ہوتے تو نماز اور اوقاتِ نماز کے بارے میں استفسار کرنے میں کیا تک ہے۔

(۶۵) (سیدنا) **نضیر** (رضی اللہ عنہ)

بن نضر بن حارث بن علقمہ بن کلدہ۔ ان کے والد کو بدر کے دن قتل کیا گیا تھا۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں، کہ جعفر نے ان کو مہاجرین حبشہ کی اولاد میں شمار کیا ہے۔ اور انہوں نے یہ روایت ابن اسحاق سے بیان کی ہے۔ ابو موسیٰ نے اسے مختصراً بیان کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ان کے سلسلۂ نسب کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب نضیر ابن نضر کے بیٹے ہیں، جسے بدر کے دن قتل کیا گیا تھا۔ اس لئے یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ وہ مہاجرین حبشہ کی اولاد ہوں۔ ہاں اگر جعفر یہ کہتے، کہ نضیر نے قبولِ اسلام کے بعد حبشہ کو ہجرت کی تھی، تو یہ بات قابلِ تسلیم ہو سکتی تھی۔ اسی طرح جعفر کا یہ قول بھی ناقابلِ یقین ہے، کہ ابن اسحاق نے انہیں (جناب نضیر) کو ابنائے مہاجرین حبشہ سے شمار کیا ہے حالانکہ یہ روایت بھی اسی ابن اسحاق کی ہے، کہ ان کا والد بدر کے دن انتقاماً قتل کیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ مہاجرین حبشہ میں کیسے شمار ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب النون و ظاء و عین

(۶۶) (سیدنا) **نظیر** (رضی اللہ عنہ)

المزنی یا المدنی۔ ابن شہاب نے اسماعیل بن ابی حکیم سے روایت کی۔ کہ انہیں نظیر المزنی نے

بتایا کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ جب کسی آدمی کو یہ آیت " لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب" پڑھتے سنتا ہے، تو فرماتا ہے، "میرے بندے، تجھے بشارت ہو، کہ میں تجھے کسی حالت میں بھی دنیا اور آخرت میں فراموش نہیں کروں گا۔ اور میں تجھے جنت میں اتنی نعمتیں عطا کروں گا، کہ تو راضی ہو جائے گا" ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۶۷) (سیدنا) **نعم** (رضی اللہ عنہ)

ابو اسحاق نے البراء سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے اس کا نام دریافت کیا، اس نے نعم بتایا، تو آپؐ نے بدل کر عبد اللہ کر دیا۔ ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۶۸) (سیدنا) **نعامہ** (رضی اللہ عنہ)

الضبی۔ یزید کے والد تھے۔ حبان عبدی نے یزید بن نعامۃ الضبی سے روایت کی کہ جب حضورؐ کے سامنے کھانا لایا جاتا تو آپؐ یہ دعا پڑھتے: "سبحانک ما اکثر ما اعطیتنا سبحانک ما اعظم ما عافیتنا، اللھم اوسع علینا وعلی فقراء المسلمین" ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۶۹) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن اثیم ابو ہند الاشجعی۔ ایک روایت میں ان کا نام رافع مذکور ہے۔ حضورؐ کی صحبت سے مشرف ہوئے۔ کوفی ہیں۔ اور کنیت سے مشہور ہیں۔ بخاری اور مسلم نے انہیں صحابی قرار دیا ہے۔ ان سے ان کے بیٹے نعیم نے روایت کی، کہ میں اپنے چچا اور والد کے ساتھ حجۃ الوداع میں موجود تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سرخ اونٹ کی پشت پر سے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میرے والد نے فرمایا، یہ ہیں محمد رسول اللہ۔ تینوں نے اسے بیان کیا ہے۔

(۷۰) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن بازیہ۔ ابن منیع نے ان کا نام نعمان بن رازیہ قبیلۂ ازد کا عریف اور ان کا علم بردار لکھا ہے بقول بخاری وہ حمص میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ صالح بن شریح نے اپنے والد سے روایت کی، کہ انہوں نے عریف الازد (جن کا نام نعمان تھا) سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں راتوں کے پچھلے پہر سفر کرتے، اب ہم بفضلہ مسلمان ہیں، ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا۔ اسلام میں بھی یہ عمل پسندیدہ ہے۔ اس لئے تمہیں چاہیئے کہ کسی کو بھی ایسے سفر سے منع نہ کرنا۔ ابن ابی

حاتم انہیں صحابی بتاتے ہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے ہاں البتہ ابوعمران کے والد کا نام بازیہ بیان کرتے ہیں۔ اور دوسرے دو ان کے والد کا نام رازیہ بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۷۱) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن بزرج۔ جاہلی دور کے آدمی ہیں۔ محمد بن حسن بن انس صنعانی انباری نے سلیمان بن وہب سے، انہوں نے نعمان بن بزرج سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے، لیکن آخرالذکر ان کے اسلام کے قائل نہیں۔

(۷۲) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن ثعلبہ بن سعد بن خلاس بن زید بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر انصاری خزرجی۔ ان کی والدہ کا نام عمرہ دختر رواحہ تھا۔ جو عبداللہ بن رواحہ کی بہن تھیں۔ مالک الاغر ان کی والدہ اور والد کا چند پشتوں کے بعد مشترک جد بنتا تھا۔ حضور اکرمؐ کی وفات سے آٹھ سال سات مہینے پیشتر ان کی پیدائش ہوئی۔ ایک روایت میں چھ برس مذکور ہیں۔ مگر روایت اول قریب بصواب ہے۔ ابن زبیر کہتے ہیں، کہ نعمان ان سے چھ مہینے بڑے ہیں۔ بعد از ہجرت نعمان وہ پہلے آدمی ہیں۔ جن کی ولادت انصار میں ہوئی۔ انہیں اور ان کے والد کو حضور اکرمؐ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ان سے ان کے دونوں بیٹوں محمد اور بشیر کے علاوہ شعبی، حمید بن عبدالرحمٰن خثیمہ، سماک بن حرب، سالم بن ابی الجعد، ابواسحاق سبیعی اور عبدالملک بن عمیر وغیرہ نے روایت کی۔

احمد بن عثمان بن ابی علی زرزاری نے ابوالقاسم اسماعیل بن ابوالحسن بن علی بن حسین الحمامی سے، انہوں نے ابوسعید مسعود بن ناصر بن ابی زید الرکاب السجزی سے، انہوں نے ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم المزکی سے، انہوں نے ابومحمد یحییٰ بن منصور القاضی سے، انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کی، انہوں نے کہا، کہ انہوں نے مالک سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے حمید بن عبدالرحمان اور انہوں نے محمد بن نعمان بن بشیر سے روایت کی، کہ ان کے والد انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ اور عرض کیا کہ میں اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دینا چاہتا ہوں۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا، کہ کیا تم اپنے سب بیٹوں سے برابر کا سلوک کرو گے، انہوں نے نفی میں جواب دیا، تو آپؐ نے فرمایا، کہ اسے واپس لے جاؤ۔

ابراہیم بن محمد کے علاوہ کئی اور لوگوں نے اپنے اس اسناد کے رو سے جو محمد بن عیسیٰ تک جاتا ہے

بیان کیا، کہ ہمیں قتیبہ بن سعید نے حماد بن زید سے، انہوں نے مجالد سے انہوں نے شعبی سے، انہوں نے نعمان بن بشیر سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ حرام اور حلال بالکل واضح ہیں، مگران دونوں کے درمیان کچھ امور ایسے ہیں، جو واضح نہیں ہیں۔ اور اکثر لوگوں کو علم نہیں ہوتا، کہ ان امور میں حرام کون سے ہیں، اور حلال کون سے ہیں۔ جس آدمی نے اپنے دین اور عزت کو آلودگی سے بچائے رکھا، وہ بچ گیا! اور جس شخص نے ایسی اشیاء سے سروکار رکھا، جو حرام سے ملتی جلتی تھیں۔ اس کی مثال اس جانور کی طرح ہوگی۔ جو ممنوعہ رقبے کے آس پاس چرتا ہو۔ ایسا جانور ممنوعہ رقبے میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہر بادشاہ کی خالصہ جاگیر ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ کی خالصہ جاگیر محرمات ہیں۔

بعض علمائے حدیث کی رائے بقول ابو عمر یہ ہے، کہ حضور اکرمؐ سے نعمان بن بشیر کی روایتِ سماع درست نہیں ہے لیکن علامہ ابن اثیر کہتے ہیں کہ وہ نعمان بن بشیر کے سماع کے قائل ہیں، کیونکہ شعبی نے خود جناب نعمان کو کہتے سنا کہ انہیں حضور اکرمؐ سے سماع کا شرف حاصل تھا۔

بعد میں امیر معاویہ نے انہیں حمص کا اور پھر کوفے کا والی مقرر فرمایا۔ بعد میں یزید نے بھی انہیں یہ منصب دیئے رکھا، کیونکہ ان کا رحجانِ طبع امیر معاویہ کی طرف تھا۔ جب یزید کے بعد معاویہ بن یزید فوت ہو گیا، تو جناب نعمان نے شام میں لوگوں کو عبداللہ بن زبیر سے بیعت کی ترغیب دی۔ لوگوں نے ان کی مخالفت کی، وہ حمص سے بھاگ نکلے۔ مگر عوام نے ان کا تعاقب کر کے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ مرج راہط میں ۶۴ ہجری کے ماہِ ذوالحج میں پیش آیا۔ جناب نعمان، اکریم النفس، سخی، شاعر اور اپنے عہد کے بہادر آدمی تھے۔

ابو محمد بن ابوالقاسم دمشقی کو ان کے والد نے کتابۃً بتایا، کہ انہیں حسن بن علی بن احمد بن حسن اور ابو غالب اور ابو عبداللہ نے بتایا، کہ انہیں محمد بن احمد بن علی بن ابنوسی نے، انہیں ابوالحسن دارقطنی نے (ان کا قول ہے، کہ انہیں میرے والد نے بتایا)، انہیں ابو سعید احمد بن محمد بغدادی نے، انہیں ابو منصور محمد بن احمد بن علی بن شکرویہ اور ابو بکر محمد بن احمد بن علی السمار نے بتایا، کہ ہمیں ابراہیم بن عبداللہ بن محمد بن خورشند نے بتایا کہ ہمیں قاضی حسین بن اسماعیل نے، انہیں عبداللہ بن ابی سعد نے، انہیں عبداللہ بن حسین نے بتایا، کہ انہیں ابراہیم بن حسن بن ربیع نے، انہیں ہیثم بن عدی نے بتایا، کہ جب امیر معاویہ نے نعمان بن بشیر کو کوفے کی حکومت سے معزول کر کے انہیں حمص کی حکومت عطا کی، تو اعشیٰ ہمدانی، نعمان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نعمان نے دریافت کیا۔ کہو بھائی کیسے آئے ہو۔ اعشیٰ نے کہا۔ اے نعمان! میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ ازراہِ

صلۂ رحمی میری قرابت کا خیال رکھیں اور میرا قرض ادا کر دیں۔ نعمان نے سر جھکا لیا۔ پھر سر اٹھایا اور کہا، کہ میرے پاس تمہارے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر کچھ سوچ کر اٹھا۔ جیسے اسے کوئی بات یاد آ گئی ہو۔ اور منبر پر بیٹھ کر اہل حمص سے، جن کی تعداد اس وقت رجسٹر میں ۲۰ ہزار تھی، کہنے لگا۔ یہ شخص جو اہل القرآن والشرف سے ہے تمہارا ابن عم ہے، تمہارے پاس طلب امداد کے لئے آیا ہے۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا۔ اللہ امیر کا بھلا کرے۔ آپ اپنے ابن عم کو انعام سے نوازیں۔ مگر امیر نے ان کی درخواست مسترد کر دی۔ انہوں نے کہا۔ ہم نے از خود ان کے لئے ہر آدمی سے دو دو دینار بطور چندہ جمع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس لئے آپ فوری طور پر یہ رقم بیت المال سے ادا کر دیں۔ چنانچہ امیر نے فوراً یہ رقم (چالیس ہزار دینار) ادا کر دیئے۔ اس پر اعشی نے ذیل کے اشعار پڑھے۔

(۱) فلو ار للحاجات عند انکماشہا — کنعمان اعنی ذا الندی ابن بشیر

(ترجمہ) اہل حاجت کی حاجت ہر آدمی کے وقت میں نے نعمان بن بشیر کی طرح کا کوئی سخی نہیں دیکھا۔

(۲) اذا قال اوفی بالمقال ولو یکن — کمدل الی الاقوام حبل غرور

(ترجمہ) جب وہ کوئی بات کرتا ہے، تو اسے پورا کرتا ہے۔ اور وہ ان لوگوں کی طرح نہیں ہے، جو فریب کا ڈول ڈالتے ہیں۔

(۳) متی اکفر النعمان لم اک شاکراً — وما خیر من لا یقتدی بشکور

(ترجمہ) میں کیوں نعمان کی ناشکری کروں، اور شکر گزار نہ بنوں۔ اس آدمی میں کوئی بھلائی نہیں جو کسی شکر گزار کی تقلید نہ کرے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۳) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

البلوی۔ عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے (بہ سلسلہ شرکائے بدر از بنو معاویہ بن مالک بن عوف یعنی ابن مالک بن ادس جو بنو بلی کے حلیف تھے) یہ روایت سنی۔ ابن مندہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۴) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن بنیا۔ ان سے مروی ہے کہ ہم لوگ بنو ثعلبہ کے چند افراد کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپؐ سے چند چیزیں مانگیں۔ حضور اکرمؐ نے ہماری درخواست منظور فرمائی پھر نعمان بن بنیا نے

حدیث بیان کی۔ ابوموسیٰ نے اسے مختصراً بیان کیا ہے۔

(۷۵) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن ثابت بن نعمان بن ثابت بن امرؤالقیس ابوالضیاح انصاری۔ وہ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں ہم کنیتوں کے عنوان کے تحت پھر ان کا ذکر کریں گے۔

(۷۶) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن جزء بن نعمان بن قیس بن سعد بن مالک بن منوہل۔ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بقول ابن یونس وہ فتح مصر میں شامل تھے۔ ابو مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۷۷) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن ابی جعال جذامی ضبی۔ رفاعہ بن زید کے ذیلی قبیلے سے تھے۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جو اس قبیلے میں مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کا ذکر ان لوگوں میں بھی ہے، جو زیدؓ بن حارثہ کے اس غزوے میں شریک تھے، جو حسمی کے مقام پر ہوا تھا۔

(۷۸) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن حارثہ انصاری۔ عقیلؓ بن ابی طالب سے مروی ہے، جب مشرکین نے حضور اکرمؐ اور مسلمانوں کو سخت پریشان کیا۔ تو آپؐ نے اپنے چچا حضرت عباس سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ضرور مدد کرے گا۔ ایک ایسی قوم کے ذریعے، جو قریش کے علی الرغم انہیں ذلیل و رسوا کرے گی۔ جب حضور اکرمؐ منیٰ جمرہ، عقبہ کے پاس چھ آدمیوں سے ملے۔ تو آپ نے انہیں حمایت دین الٰہی کی دعوت دی۔ تو جناب نعمان نے کہا یا رسول اللہ میں دین اسلام کی حمایت پر آپؐ سے بیعت کرتا ہوں۔ اور میں اس باب میں کسی اپنے یا پرائے کا لحاظ نہیں کروں گا۔ اور اگر آپؐ حکم دیں گے تو ہم منیٰ میں موجود ان لوگوں پر تلواریں لے کر ٹوٹ پڑیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ مجھے ابھی اس کی اجازت نہیں ملی۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۷۹) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن حمید۔ انہوں نے زمانۂ جاہلیت پایا تھا۔ ابوموسیٰ نے ان کا اسی طرح مختصراً ذکر کیا ہے۔

(۸۰) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن ابی خزمہ بن نعمان بن امیہ بن البرک۔ اور ان کا نام امرؤالقیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف انصاری

اوسی تھا۔ پھر وہ بنو عمرو بن عوف کے ذیلی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ موسی بن عقبہ نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے، جو غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ ابن اسحاق وغیرہ کا خیال ہے کہ وہ بدر اور احد ہر دو غزوات میں شریک تھے۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۸۱) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن خلف۔ ہم ان کا نسب ان کے بھائی مالک کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ دونوں کا تعلق خزاعہ سے تھا۔ اور دونوں نے احد کے موقعہ پر جاسوسی کی خدمت سرانجام دی تھی۔ اور دونوں شہید ہو گئے تھے اور آپ نے دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔

(۸۲) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن ربعی۔ یحییٰ بن یونس کہتے ہیں کہ یہ ابوقتادہ انصاری کا نام تھا۔ یہ ان کے بیٹے کی روایت ہے ایک روایت میں ان کا نام حارث بن ربعی آیا ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے۔ ایک اور روایت میں عمرو بن ربعی مذکور ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۸۳) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن زارع۔ بنو ازد کے نقیب تھے۔ ابو عمر کہتے ہیں، میں نے ان سے اس حدیث کے سوا اور کچھ نہیں سنا (اناکنا نعتاف فی الجاھلیتہ) ابن مندہ اور ابونعیم نے اس حدیث کو نعمان بن بازیہ سے منسوب کیا ہے۔ ابوعمر نے نعمان بن بازیہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ لیکن اس حدیث کا انتساب ان سے نہیں کیا۔ ابوعمر کے مطابق یہ دو آدمی ہیں۔ لیکن ابن مندہ اور ابونعیم دونوں کو ایک شمار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۸۴) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن زید بن اکال۔ ہم ان کا نسب ان کے بھائی سعد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ہشام بن کلبی سے مروی ہے، کہ غزوۂ بدر کے بعد جناب نعمان بہ غرض حج نکلے۔ اس دوران میں ابوسفیان نے انہیں روک لیا۔ اسے کہا گیا، کہ فدیہ لے کر انہیں رہا کر دو، اس نے کہا۔ میں انہیں اس وقت تک رہا کروں گا، جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بیٹے عمرو کو، جسے غزوۂ بدر میں جنگی قیدی بنا لیا تھا رہا نہیں کرتے۔ اس موقعہ پر ابوسفیان نے کہا۔

(۱) ارھط ابن اکال اجیبوا دعائہ - تعاقدتم لا تسلموا السید الکھلا

(ترجمہ) کیا بنو اکال کے مردانِ کار میری پکار کا جواب دیں گے۔ تم نے عہد کیا تھا، کہ تم ایک عمر رسیدہ سردار کو تنہا چھوڑ دو گے نہیں۔

(۲) فان بنی عمرو لئام اذلۃ ۔ لئن لم یفکوا عن اسیرھم الکبلا

(ترجمہ) بلا شبہ بنو عمرو خطار کار اور ذلیل ہیں ۔ اگر تم ان کے قیدی کی بیڑیاں نہیں کاٹو گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو کو چھوڑ دیا اور ابوسفیان نے نعمان بن زید کو۔ ایک روایت کے رو سے ابوسفیان نے ان کے بھائی سعد کو روکا تھا۔ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

(۸۵) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

سبائی۔ یہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور جب واپس گئے، تو اسود عنسی نے انہیں قتل کر دیا۔ واقدی نے کتاب الردہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(۸۶) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن سنان۔ جو پہلے بنو سلمہ کے مولی تھے۔ بعد میں بنو عبید بن عدی غنم بن کعب بن سلمہ کے مولی بن گئے وہ انصاری خزرجی سلمی تھے اور بدر اور احد کے غزوات میں شریک تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۸۷) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن شریک الشیبانی رحضور اکرمؐ کی خدمت میں بہ مقام منی اپنے دو دوستوں مفروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے اسلام کی دعوت دی۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ذکر کیا ہے۔

(۸۸) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن عبد عمرو بن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار بن نجار انصاری خزرجی۔ غزوۂ بدر میں اپنے بھائی ضحاک بن عبدِ عمرو کے ساتھ شریک تھے۔

ابوجعفر نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر جن کا تعلق بنو دینار بن نجار سے تھا۔ پھر ان کا جن کا تعلق بنو مسعود بن عبد الاشہل سے تھا، النعمان بن عبد عمرو بن مسعود اور ان کے بھائی نے ضحاک بن عبد عمرو کا ذکر کیا ہے۔ جناب نعمان احد میں بھی شریک تھے، جہاں وہ شہید ہو گئے تھے یونس نے ابن اسحاق سے اسی سند سے ذکر کیا ہے۔ کہ وہ اور ان کے بھائی ضحاک لاولد تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۸۹) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن عجلان بن نعمان بن عامر بن زریق انصاری زرقی۔ یہ صاحب فصیح البیان شاعر تھے، اور اپنی قوم کے سردار۔ حضور اکرمؐ ایک بار ان کی عیادت کو گئے۔ آپؐ نے دریافت کیا "نعمان کہو، تمہارا کیا حال ہے" انہوں نے عرض کیا، "یا رسول اللہ! سخت تکلیف میں ہوں"۔ حضور اکرمؐ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔ اے اللہ اگر یہ مرض عارضی ہے، تو مریض کو شفائے کامل عطا فرما اور اگر اسے لمبا کرنا ہے، تو نعمان کو صبر کی توفیق دے، اور اگر اس کی زندگی ختم ہو رہی تو اسے دنیا سے نکال کر اپنی رحمت میں جگہ دے"۔ اور جناب نعمان نے حضرت حمزہؓ کی بیوہ خولہ دختر قیس سے شادی کر لی تھی۔ مندرجہ ذیل اشعار میں انہوں نے انصار کی ان خدمات کا ذکر کیا ہے۔ جن سے اسلام کی پیش رفت میں مدد ملی۔ اور نیز حضور اکرمؐ کی وفات کے بعد کے واقعات قلم بند کئے ہیں۔

(۱) فقل لقریش نحن اصحاب مکہ ۔ یوم حنین والفوارس فی بدر

(ترجمہ) قریش کو کہہ دو، ہم وہ لوگ ہیں، جنہوں نے مکے کو فتح کیا، اور ہم ہی وہ شاہ سوار ہیں جنہوں نے بدر اور حنین میں اپنے جوہر دکھائے۔

(۲) واصحاب احد والنضیر وخیبر ونحن رجعنا من قریظۃ بالذکر

(ترجمہ) اور ہم ہی وہ لوگ ہیں، جنہوں نے احد میں اور بنو نضیر کے خلاف شمشیر زنی کی، اور خیبر کو فتح کیا اور جب ہم بنو قریظہ کے خلاف کارگزاری ختم کر کے واپس ہوئے، تو ہماری شہرت کی دھوم مچی ہوئی تھی۔

(۳) و یوم بارض الشام اذ قتل جعفر ۔ و زید و عبد اللہ فی علق یجری

(ترجمہ) اور اسی شام کی اس جنگ میں ہم شریک تھے جس میں جعفر طیار، زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ شہید ہوئے۔ یوں ہمارے کارناموں کا سلسلہ چلتا ہے۔

(۴) نصرنا و اوینا النبی ولم نخف ۔ صروف اللیالی والعظیم من الامر

(ترجمہ) ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی، اور آپ کی امداد کی، نہ تو ہمیں زمانے کے مصائب ڈرا سکے، اور نہ بڑی بڑی مہمات۔

(۵) وقلنا لقوم ہاجروا مرحبا بکم ۔ واھلا وسھلا قد امنتم من الفقر

(ترجمہ) ہم نے مہاجرین کو اہلاً وسہلاً و مرحبا کہا، اور نیز یہ کہا، کہ تم ناداری کی مصیبت سے بچ گئے ہو

(۲) نقاسمکم اموالنا ودیارنا ۔ کقسمۃ الیسار الجزور علی الشطر

(ترجمہ) ہم تمہیں اپنا مال ومتاع اور گھربار اس طرح تقسیم کردیں گے، جس طرح کہ دولت مند لوگ مذبوحہ بکری یا اونٹنی کے ٹکڑے کرکے بانٹ دیتے ہیں۔

(یہ ایک خاصہ لمبا قصیدہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے دو بحروں میں استعمال کیا ہے)

چنانچہ جو شخص بھی بنو زریق سے آتا، وہ اسے نوازتے۔ اس سلسلے میں ایک شاعر کے تاثرات ملاحظہ کیجئے۔

(۱) اری فتیۃ قد الھت الناس عنکم ۔ فنداؤ دنلیق المال من کل جانب

(ترجمہ) میں ایسے جوانمردوں کو دیکھ رہا ہوں، جنہوں نے لوگوں کو تم سے اپنی طرف متوجہ کرلیا ہے، اور بنو زریق مال کو ہر طرف سے اپنی طرف جذب کررہے ہیں؟

(۲) فان ابن عجلان الذی قد علمتم ۔ یبید مال اللہ فعل المناھب

(ترجمہ) تم جانتے ہی ہو، کہ نعمان بن عجلان ایسا آدمی ہے۔ جو اللہ کے عطاکردہ مال سے ایسا سلوک کرتا ہے، جیسا کہ غازی مالِ غنیمت سے۔

(۳) یسرون بالدھنا خفافاً عیابھم ۔ ویخرجن من دار بجس الحقائب

(ترجمہ) وہ اپنی اونٹنیوں پر گھروں کو واپس ہوتے ہیں، تو ان کی ہمیانیاں خالی ہوتی ہیں، حالانکہ جب وہ گھروں سے نکلے تھے، تو انہیں گھسیٹتے لائے تھے۔

تینوں نے ہی ذکر کیا ہے۔

(۹۰) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن عدی بن نضلہ۔ ایک روایت کے مطابق نضلہ بن عبدالعزی بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب القرشی العدوی ہے۔ باپ بیٹا دونوں ہجرت کرکے حبشہ چلے گئے تھے جہاں جناب عدی فوت ہوگئے، اور نعمان کو ان کی وراثت منتقل ہوئی۔ اسلام میں جناب نعمان پہلے وارث بیٹے تھے۔ حضرت عمر نے اپنے دورِ خلافت میں انہیں میسان کا عامل مقرر کیا۔ ان کی بیوی نے خاوند کا ساتھ دینا چاہا۔ لیکن اجازت نہ مل سکی۔ چنانچہ وہاں سے انہوں نے ذیل کے اشعار لکھ کر اپنی بیوی کو بھیجے۔

(۱) فمن مبلغ الحسناء ان حلیلھا ۔ بمیسان یسقی فی زجاج وحنتم

(توجمہ) حناء کو میرا یہ پیغام کون پہنچائے گا، کہ تمہارا شوہر میسان میں شیشے کے گلاس اور لکڑی کے برتن میں شراب پی رہا ہے۔

(۲) اذا شئت غنتنی دہاقین قریۃ - وصناجۃ تحدو علی کل میسم

(توجمہ) جب میں چاہوں، تو گاؤں کی عورتیں مجھے گانا سناتی ہیں، اور ناچنے والی عورتیں جو ہر قدم پر ناچتی ہیں

(۳) اذا کنت ندمانی فبالاکبر اسقنی - ولا تسقنی بالاصغر المتثلم

(توجمہ) جب تو میری رفیقہ تھی۔ تو تو مجھے بڑے برتن میں شراب پلاتی تھی۔ اور چھوٹے ٹوٹے برتن میں مجھے نہیں پلاتی تھی۔

(۴) لعل امیر المومنین یسوءہ - تنادمنا فی الجوسق المتہدم

(توجمہ) غالباً امیر المومنین (عمرؓ) یہ برداشت نہ کر سکے۔ کہ ہم باہم ٹوٹے پھوٹے گھر میں ایک ساتھ زندگی بسر کرتے۔

جب امیر المومنین کو ان اشعار کا علم ہوا۔ تو انہوں نے جناب نعمان کو لکھا، کہ تمہارے اشعار پڑھ کر بلاشبہ مجھے تکلیف ہوئی ہے، چنانچہ انہیں معزول کر دیا۔ جب دربارِ خلافت میں پیش ہوئے تو عرض کیا۔ امیر المومنین! بخدا پینے پلانے کی کوئی بات نہ تھی۔ اس کا ذکر صرف شعر تک محدود ہے۔ مجھے شراب ملی تھی۔ تو میں نے پی نہیں خلیفہ نے کہا، تمہارے بارے میں میرا ظن یہی ہے۔ لیکن میں تمہیں کوئی عہدہ نہ دوں گا۔ اس کے بعد انہوں نے بصرے میں سکونت اختیار کر لی۔ اور جب تک زندہ رہے مسلمانوں کے ساتھ شریک جہاد رہے ابو عمر ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۹۱) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن عصر بن ربیع بن حارث بن ادیم بن امیہ بن خدرہ بن کاہل بن رشد (مراد افرک بن ہرم بن ہنی بن بلی ہے) ایک روایت میں ان کا نسب یوں مذکور ہے۔ نعمان بن عصر بن عبید بن وائلہ بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن جشم بن ودم بن ذبیان بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن حاف بن قضاعہ بلوی جو انصار کے حلیف تھے، (بعد میں بنو معاویہ بن مالک بن عوف کے حلیف ہو گئے) جناب نعمان بدر کے علاوہ حضور اکرمؐ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے انہوں نے جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

عبداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکیر سے انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر از بنو معاویہ بن مالک بن عوف النعمان البلوی کا جوان کا حلیف تھا، ذکر کیا ہے۔

ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ، ابو معشر اور واقدی نے ان کے والد کا نام عُصَر بہ کسرۂ اول وسکون ثانی بیان کیا ہے۔ ہشام بن کلبی نے عَصَر بہ فتح اوّل وثانی لکھا ہے۔ اور عبداللہ بن محمد بن عبادہ (جس سے مراد لقیط بن عصر ہے) نے عُصَر بہ فتح اول وسکون ثانی تحریر کیا ہے۔ طبری نے ان سب کا ذکر کیا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابن مندہ نے انہیں بلوی شمار کیا ہے مگر سلسلۂ نسب نہیں بیان کیا۔

ابن ماکولا کی روایت ہے کہ وہ (نعمان) بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ اور یہ وہی صاحب ہیں جنہیں ارتداد عام کے دوران میں طلیحہ نے قتل کر دیا تھا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۹۲) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن رفاعہ بن سواد اور بردایتے رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار انہیں نعیمان بھی کہتے تھے۔ آخری بیعت عقبہ میں ستر انصار میں یہ بھی موجود تھے۔ رسولِ کریمؐ کے ساتھ تمام غزوات میں شامل رہے۔ بقول واقدی انہوں نے امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔

(۹۳) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ الانصاری البیاضی۔ یہ صاحب جنگ احد میں مسلمانوں میں شامل تھے۔ ابن الکلبی نے ذکر کیا ہے۔

(۹۴) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن غصن بن حارث البلوی۔ انصار کے حلیف تھے۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔
ابو موسیٰ نے باسنادہ ابو نعیم سے انہوں نے ابن شہاب سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر جن کا تعلق انصار کے اوس قبیلے سے تھا۔ اور جو بنو معاویہ بن مالک النعمان بن غصن سے تھا اور جو بنو بلی سے ان کے حلیف تھے۔ ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ان بیانات کا تعلق ابو نعیم اور ابو موسیٰ سے ہے۔ لیکن جناب عصر کو جن کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ انہوں نے تصحیف کر کے غصن بنا دیا ہے۔ اور ہم اپنی رائے نعمان بن عصر کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ اور اسی طرح ابن مندہ پر اعتراض بھی مبنی بر وہم ہے کیونکہ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا

ہے۔اگرچہ ان کا نسب نہیں بیان کیا۔ہاں ابن مندہ نے انہیں بلوی لکھا ہے۔اور چونکہ ابن مندہ نے ان کا نسب نہیں بیان کیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انہیں علیحدہ آدمی تصوّر کرتے ہیں۔اور اگرچہ ہم نے التزام کر رکھا ہے کہ کوئی ترجمہ ترک نہیں کریں گے۔لیکن ہم نے اس ترجمے کو چھوڑ دیا ہے اور نعمان بن عصر کے ترجمے میں ابو موسیٰ کے اس قول کا ذکر کر دیا ہے۔

(۹۵) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن ابی فاطمہ۔ایک روایت میں ابو قطیمہ انصاری مذکور ہے۔ابوسلمہ اور محمود بن عمرو الانصاری نے نعمان بن ابی فاطمہ سے روایت کی، کہ قربانی کے لئے انہوں نے ایک مینڈھا خریدا جس کی بڑی بڑی آنکھیں اور بڑے بڑے سینگ تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا، تو فرمایا۔یہ مینڈھا اس مینڈھے سے ملتا جلتا ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا تھا۔ابن عفراء نے اسی طرح کا ایک مینڈھا خرید کر حضور کو ہدیۃً پیش کیا۔جسے آپؐ نے ذبح فرمایا۔ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۹۶) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن قوقل۔اور ایک روایت میں نعمان بن ثعلبہ ہے اور بقولِ ابو عمر ثعلبہ کو قوقل کہتے تھے بقول موسیٰ بن عقبہ وہ غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔نعمان الاعرج بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن قوقل اور ان کا نام غنم بن عوف بن عمرو بن عوف تھا۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر از بنو اصرم بن فہر بن غنم النعمان بن مالک بن ثعلبہ جنہیں قوقل کہتے تھے، روایت کی، یہی وہ صاحب ہیں جنہوں نے غزوۂ احد میں کہا تھا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں۔کہ " آج سورج غروب ہونے سے پہلے لنگڑاتا لڑکھڑاتا جنت میں پہنچ جاؤں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ان کی شہادت کے بعد) سنا تو فرمایا۔اس نے اللہ تعالیٰ سے ایک خواہش کی، جو اس نے پوری کر دی ہے۔میں نے اسے بہشت میں گھومتے دیکھا ہے۔اور وہ بالکل سیدھا چل رہا تھا

ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے روایت کی۔کہ نعمان بن قوقل کوفی تھے، انہیں حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی۔اور ان سے بلال بن یحییٰ نے روایت کی۔نیز جابر بن عبد اللہ اور ابو صالح نے بھی ان سے روایت کی۔لیکن ان سے سماع نہیں کیا۔اور ابو صالح کی حدیث مرسل ہے۔

ابو منصور بن مکارم المؤدب نے باسنادہ معافی بن عمران سے، انہوں نے ابن لہیعہ سے، انہوں نے ابوالزبیر

سے انہوں نے جابر سے روایت کی، کہ نعمان بن قوقل حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ اگر میں تمام فرض نمازیں ادا کروں۔ رمضان کے روزے رکھوں حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھوں، تو کیا مجھے بہشت کا مستحق گردانا جائے گا۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے کہا، بخدا میں اس پر کسی چیز کا اضافہ نہیں کروں گا تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۹۷) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن قیس الحضرمی:۔ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور انہوں نے خود آپؐ سے اور صدیق اکبر سے غار کا قصہ سنا۔ ان سے ایاد بن لقیط الکوفی نے روایت کی تینوں نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۹۸) (سیدنا) النعمان (رضی اللہ عنہ)

بروایتے یہ وہی ذی رعین ہیں جنہیں ملوکِ حمیر نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں بھیجا تھا۔

ابوجعفر بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکیر سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ جب حضور اکرم تبوک میں تشریف لائے، تو حارث بن عبدِ کلال، نعیم بن عبد کلال، نعمان ذی رعین ہمدان اور معافر ملوک حمیر کا خط اور ان کے قبولِ اسلام کی اطلاع لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے نیز انہوں نے ذرعہ ذایزن بن مالک بن مرہ رہاوی کو حضورؐ کے پاس اپنے قبولِ اسلام اور ترکِ شرک کے بارے میں اطلاع دینے کے لئے بھیجا اور آپؐ کو خوش آمدید کہا۔

ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور نیز وہ کہتے ہیں، کہ ابن اسحاق سے بھی ایسا ہی مروی ہے، لیکن وہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں صحیح بات یہ ہے کہ نعمان ذی رعین، حارث اور نعیم ان ملوک حمیر کے نام ہیں جنہوں نے اپنے قاصد اور مکتوب دربارِ رسالت میں بھیجے تھے۔ اور نعمان قاصد کا نام نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(۹۹) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن ثعلبہ بن دعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن خزرج، اور ثعلبہ بن دعد وہی آدمی ہیں جنہیں قوقل کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بڑے معزز اور مکرم آدمی تھے، اور جب کوئی آدمی ان کے پاس پناہ لینے آتا، تو وہ اسے اس لفظ قوقل سے پناہ کا یقین دلاتے، اسی بنا پر اس کے بھائی عوف کے دونوں بھائیوں بنو غنم اور بنو سالم کو بھی قواقلہ کہتے تھے۔ اور اسی وجہ سے بیت المال کے رجسٹر میں ان کا نام بنو قوقل درج تھا۔ یہ ابوعمر کا قول ہے۔

ابوموسیٰ کہتے ہیں، کہ نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن دعد بن فہر بن غنم بن سالم اوسی بدر اور احد کے غزوات میں شریک تھے۔ ابوعمر کی رائے ہے کہ نعمان بدر اور احد کے غزوات میں موجود تھے۔ ان کی شہادت بقول واقدی صفوان بن امیہ کے ہاتھوں غزوۂ احد میں ہوئی۔ لیکن عبداللہ بن محمد بن عمارہ کہتے ہیں۔ کہ جو صحابی بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ اور پھر احد میں شہید ہوئے، وہ نعمان الاعرج تھے، اور جن صاحب کو قوقل کہا جاتا ہے، وہ نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن دعد بن فہر ہیں۔ یہ غزوۂ بدر میں شریک نہیں تھے اور السدی کا بیان ہے۔ کہ نعمان بن مالک انصاری، جب غزوۂ احد کے لئے مدینے سے نکلے، اور انہوں نے عبداللہ بن ابی سے بھی مشورہ کیا۔ حالانکہ اس سے پہلے ایسی نوبت کبھی نہیں آئی تھی، تو انہوں نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں عرض کیا، بخدا یا رسول اللہ میں ضرور جنت میں داخل ہوں گا۔ حضورؐ نے پوچھا، وہ کیسے عرض کیا یا رسول اللہ میں توحید اور رسالت کا قائل ہوں، اور میں جنگ میں بھاگوں گا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا، تو نے سچ کہا۔ چنانچہ اسی دن شہید ہو گئے۔ ابوموسیٰ اور ابوعمر نے ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر کہتے ہیں، کہ اس نعمان سے مراد نعمان بن قوقل ہیں، جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ نسب ایک ہی ہے اور بدر و احد میں شرکت اور احد میں ان کی شہادت بھی ایک ہی سی ہے۔ دونوں کے نسب میں سوائے دعد اور اصرم کے اور کوئی فرق نہیں ہے اور ایسے مواقع پر راویوں میں اس سے بھی زیادہ اختلاف کا ہونا معمول میں داخل ہے۔ بعض اوقات ایک راوی اپنے اسناد میں ایک یا دو آدمیوں کا نام حذف کر دیتا ہے حالانکہ بعض اور رواۃ نے ان کا نام اسناد میں شامل کیا ہوتا ہے۔ ان کی کتابوں میں بہ کثرت ایسی مثالیں ملتی ہیں، اسی وجہ سے ابن مندہ نے اور نیز ابونعیم نے نعمان بن مالک کا علیحدہ ترجمہ نہیں لکھا۔ رہا ابوموسیٰ کا ان کے نسب میں سالم کا اضافہ کرنا یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ سالم، غنم کا بھائی ہے، بیٹا نہیں۔ انصار میں ایک اور سالم جو عبداللہ بن ابی کے خاندان سے تھے، ان کا لقب حبلی تھا۔ لیکن ان کا نسب بالکل غیر اہم ہے نیز ابوموسیٰ کا جناب نعمان کو اوسی لکھنا بھی درست نہیں، کیونکہ وہ خزرجی تھے۔

ابوعمر اور ابوموسیٰ کے لئے ان کا علیحدہ ترجمہ لکھنے کی کوئی معقول وجہ نہ تھی۔ ابوعمر نے ان کا ترجمہ نعمان بن قوقل کے عنوان سے قلمبند کیا ہے، اور قوقل ان کے جداعلیٰ ہیں، جن کا نام بقول ابن الکلبی غنم تھا۔ اور ابوعمر نے ان کا نسب نعمان بن ثعلبہ لکھا۔ جو ان کے جدادنی تھے۔ بنابریں ابوموسیٰ کے لئے استدراک کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ ابن مندہ نے ان کا ترجمہ نعمان بن قوقل کے نام سے لکھا ہے اور قوقل سے ان کی مراد ثعلبہ تھے،

جو مالک کے والد تھے اور قوقل ان کا لقب تھا۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۰) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن عامر بن مجدعہ بن جشم بن حارثہ بن حارث انصاری اوسی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعد از بدر تمام غزوات میں شریک رہے۔ اور بقولِ عدوی عامر بن مجدعہ، سوید بن نعمان کے والد تھے۔ ابوعمر نے سوید بن نعمان کے ترجمے میں عامر کی جگہ عائذ کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۱) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن ابی مالک :۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ جعفر نے واقدی سے روایت کی، کہ نعمان بن ابی مالک وہ آدمی ہیں جنہوں نے عویمر بن عمرو بن عامر بن عمران بن مخزوم کو قتل کیا تھا۔ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابوموسیٰ نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

(۱۰۲) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن مرہ :۔ ابن مندہ لکھتے ہیں، کہ ابونعیم نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے، حالانکہ وہ تابعی ہیں۔ ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے روایت کی ہے۔

(۱۰۳) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن مقرن :۔ ایک روایت کے رو سے ان کا سلسلۂ نسب حسب ذیل ہے: نعمان بن عمرو بن مقرن بن عائذ بن میجا بن ہجیر بن نصر بن حبشیہ بن کعب بن عبد بن ثور بن ہدمہ بن لاطم بن عثمان بن عمرو بن اد بن طابخہ مزنی۔ اور عثمان کی اولاد مزینہ شمار ہوتی تھی، کیونکہ وہ اپنی ماں کی طرف منسوب تھے۔ ان کی کنیت ابوعمرو یا ابوحکیم تھی۔ اور فتح مکہ کے موقعہ پر بنو مزینہ کا علم ان کے پاس تھا۔ مصعب سے مروی ہے، کہ نعمان بن مقرن نے اپنے سات بھائیوں کی معیت میں ہجرت کی تھی۔

ان سے مروی ہے کہ بنو مزینہ کا وفد جب رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ تو وہ چار سو سواروں پر مشتمل تھا۔ اولاً انہوں نے بصرے میں سکونت اختیار کی۔ پھر کوفے میں منتقل ہو گئے اور بعد میں مدینے آگئے اور وہاں قادسیہ کی فتح ان کے طفیل حاصل ہوئی۔

جب نہاوند پر حملہ آور ہونے کے لئے سوار حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہوئے، تو خلیفہ نے اہل بصرہ اور کوفہ کو لکھا، کہ دونوں شہروں کے دو ثلث مردان کار اسلامی لشکر میں شمولیت کے لئے مدینے پہنچ جائیں

میں ان کی کمان ایسے آدمی کے حوالے کروں گا۔ جو اس کام کے لئے موزوں ہو گا۔ مسجد نبوی میں آئے، تو نعمان بن مقرن کو نماز پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے انہیں میدانِ جنگ کو روانگی کا حکم دیا اور لشکر کی کمان ان کے سپرد کی۔ اور فرمایا، کہ اگر نعمان شہید ہو جائیں، تو حذیفہ کمان سنبھال لیں اور اگر حذیفہ بھی شہید ہو جائیں۔ تو جریر کمان دار ہوں گے۔

نعمان نے کوچ کیا۔ اور ان کے ساتھ حذیفہ، مغیرہ بن شعبہ، اشعث بن قیس، جریر اور عبداللہ بن عمر بھی تھے۔ جب نہاوند کے مقام پر پہنچے، تو جناب نعمان نے اسلامی لشکر سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اے مسلمانو! میں حضور اکرمؐ کے ساتھ غزوات میں شریک رہا ہوں۔ جب تک زوال نہ ہو جاتا، آپؐ صبح کی جنگ کو آخری شکل نہیں دیتے تھے۔ اے اللہ تو نعمان کو شہادت عطا فرما، اور مسلمانوں کو دشمن پر فتح عطا فرما" اس پر سارے لشکر نے آمین کہی نیز جب میں علم کو تین دفعہ ہلاؤں، تو آخری جنبش پر یک لخت دشمن پہ حملہ کر دینا۔ اور اگر میں مارا جاؤں، تو میرے پاس کوئی نہ رکے۔ جب کمان دار نے تیسری بار علم کو جنبش دی، تو مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ یہ جنگ اکیس ہجری میں واقع ہوئی تھی۔ اور کماندار کی شہادت جمعہ کے دن ہوئی تھی۔

جب خلیفہ کو ان کی شہادت کی خبر ملی۔ تو مسجد میں آئے۔ اور منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو نعمان کی شہادت کی خبر سنائی۔ پھر سر پہ ہاتھ رکھ کر رونے لگ گئے۔ جناب عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔ ایمان کے بھی گھر ہیں اور نفاق کے بھی گھر ہیں۔ ابن مقرن بھی ایمان کا ایک گھر تھا۔ جناب نعمان سے معقل بن یسار، محمد بن سیرین اور ابو خالد والبی نے روایت کی۔

اسماعیل بن علی وغیرہ نے بذریعہ اس اسناد کے جو ابوعیسٰی ترمذی تک پہنچتا ہے، کہا کہ ہمیں حسن بن علی الخلال نے انہیں عفان بن مسلم اور حجاج بن منہال نے بتایا، کہ ہمیں حماد بن سلمہ نے انہیں عمران الجونی نے علقمہ بن عبداللہ مزنی سے جو بکر بن عبداللہ کے بھائی ہیں، انہوں نے معقل بن یسار سے روایت کی، کہ جب حضرت عمرؓ نے نعمان بن مقرن کو ہرمزان کے خلاف جنگ کے لئے روانہ کیا، اس کے بعد ساری حدیث مفصل بیان کی۔ جناب نعمان نے اسلامی لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ وہ حضور اکرمؐ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے ہیں۔ اگر حضورؐ دن کے ابتدائی حصے میں جنگ نہ کرتے تو زوال کا انتظار فرماتے۔ ہوائیں چلتیں اور آسمان سے فتوحات نازل ہوتیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

(۱۰۴) (سیدنا) **نعمان** (رضی اللہ عنہ)

بن یزید بن شرحبیل بن امرؤ القیس بن عمرو المقصود بن حجر آکل المرار بن عمرو بن معاویہ بن حارث الاکبر:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے نعمان، اشعث بن قیس ذو المزق کے ماموں تھے۔ بواسطہ طبری، یہ ابو علی غسانی کا قول ہے۔ کلبی کہتے ہیں، کہ ذوالمزق۔ امرؤ القیس کا لقب تھا۔ جو نعمان کے دادا تھے۔

(۱۰۵) (سیدنا) **نعیم** (رضی اللہ عنہ)

بن اوس:۔ تمیم الداری کے بھائی تھے۔ ان کا ذکر اس حدیث میں جو بعض متاخرین نے بیان کی ہے، پایا جاتا ہے۔ جناب نعیم اپنے بھائی تمیم اور عمزاد ابو ہند کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور جو جاگیر انہوں نے مانگی۔ آپؐ نے عطا فرمادی۔ ایک روایت کے مطابق ان کے بھائی حضورؐ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکے تھے۔ اور ان کا شمار صحابہ میں نہیں ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۰۶) (سیدنا) **نعیم** (رضی اللہ عنہ)

بن بدر:۔ السدی نے ان کا ذکر ابو مالک اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے بہ سلسلۂ نزول آیت:۔ ولا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ بیان کیا ہے، کہ بنو تمیم کا اسّی آدمیوں کا وفد حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان میں اقرع بن حابس، زبرقان، عطارد، قیس بن عاصم، نعیم بن بدر اور عمرو بن اہتم بھی تھے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ کتاب میں اسی طرح مذکور تھا۔ لیکن ان کا خیال ہے، کہ ان صاحب کا نام عیینہ بن بدر تھا۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ابو موسیٰ کا خیال غلط ہے کیونکہ عیینہ بن بدر بنو فزارہ سے تھے۔

(۱۰۷) (سیدنا) **نعیم** (رضی اللہ عنہ)

بن جناب التجیبی:۔ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، لیکن ان سے کوئی روایت مذکور نہیں۔ ابن ماکولا نے ان کا ذکر بروایت حضرمی کیا ہے۔

(۱۰۸) (سیدنا) **نعیم** (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ بن کعب اسلمی:۔ یہ صاحب کچھ عرصہ حضور اکرمؐ کی خدمت گزاری میں مصروف رہے۔ اور ایک روایت میں ہے، کہ کنت اخدم النبی کے راوی ربیعہ بن کعب ہیں، نہ کہ نعیم بن ربیعہ، جیسا کہ ہم باب را میں بیان کر آئے ہیں، اس کے راوی ابراہیم بن سعد ہیں، جنہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے محمد بن عمرو بن

عطا سے انہوں نے نعیم بن ربیعہ بن کعب سے روایت کی۔ لیکن یہ وہم ہے اور صحیح یہ ہے، کہ اس کے راوی ربیعہ بن کعب ہیں۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۰۹) (سیّدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن زید التیمی:۔ ابن اسحاق نے انہیں تمیم الداری کے وفد میں شامل کیا ہے اور ابوموسیٰ نے مختصراً اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے۔ اور جب تک وہ زندہ رہے، تمیم الداری کو ان سے منسوب نہیں کیا گیا۔ اور اگر یہ انتساب ان کی وفات کے بعد عمل میں آیا ہے تو ہو سکتا ہے، کہ درست ہو اور ہمارے علم میں نہ آیا ہو جب بھی تمیمی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، تو اس سے تمیم بن مرہ بن اُد مراد ہوتا ہے، اور نعیم بن زید کا تعلق تمیم بن مر سے ہے۔ جیسا کہ ہم نے حتات کے ترجمے میں بیان کیا ہے۔ اور آگے چل کر نعیم بن یزید کے ترجمے میں بیان کریں گے۔

(۱۱۰) (سیّدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن سلامہ:۔ ایک روایت میں سلام آیا ہے۔ ابوہریرہ کی حدیث میں ان کا ذکر آیا ہے اس حدیث کو عطاء بن ابی رباح نے ابوہریرہ سے یوں بیان کیا۔ کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، نیز ابوبکر، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل اور نعیم بن سلام بھی موجود تھے کہ اس اثنا میں ایک قاصد جسے حضور اکرمؐ نے کسی ضروری کام کے لئے بھیجا تھا۔ واپس آ گیا۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا، یا رسول اللہ، ایسا تیز رفتار قاصد جو سالماً غانماً واپس آ گیا ہے، کم ہی کسی نے دیکھا ہوگا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اے ابوبکر، میں تمہیں اس سے بھی زیادہ تیز رو اور کامیاب تر آدمی کے بارے میں بتاتا ہوں، یعنی جو شخص صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے اور طلوع آفتاب تک وہاں بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہے۔ ابن ابی فدیک نے یزید بن عیاض سے انہوں نے ابوعبید سے جو سلیمان بن عبدالملک کا حاجب تھا اور انہوں نے نعیم بن سلامہ سے روایت کی۔ جناب نعیم کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ ابونعیم اور ابن مندہ نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔

(۱۱۱) (سیّدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ النحام۔ ان کا نسب نعیم بن عبداللہ بن اُسید بن عبد عوف بن عُبَید بن عُوَیج بن عدی بن کعب القرشی العدوی ہے۔ ابوعمر نے بھی ان کا نسب یوں ہی بیان کیا ہے۔ کلبی نے بھی اسی طرح لکھا

ہے مگر صرف اتنی تبدیلی کی ہے :۔ اسید بن عبید بن عوف۔ انہیں نحام اس لئے کہتے تھے، حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ آپ جنت میں داخل ہوئے، تو آپ نے وہاں نعیم کی نحؔ نحؔ کی آواز سنی۔ اور یوں ان کی آواز کافی دیر آتی رہی۔

نعیم قدیم الاسلام لوگوں میں سے تھے۔ ایک روایت کے مطابق وہ گیارہویں مسلمان تھے۔ اور ایک دوسری روایت کے رو سے انتالیسویں، حضرت عمرؓ سے پیشتر۔ جناب نعیم نے اپنا اسلام چھپایا ہوا تھا اور چونکہ ان کا قبیلہ ان کا احترام کرتا تھا۔ اور وہ اپنے قبیلے کی بیوہ عورتوں اور یتیموں پر کشادہ دلی سے خرچ کرتے تھے اس لئے انہوں نے انہیں ہجرت سے روکے رکھا، اور اجازت دے دی کہ جس دین پر چاہو عمل کرو، لیکن یہاں سے جاؤ مت۔ جب تک ہم زندہ ہیں، تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ اس کے بعد وہ ہجرت کے چھٹے سال مدینے آگئے۔ یہ صلح حدیبیہ کا سال تھا۔ بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔

جب وہ وارد مدینہ ہوئے، تو ان کے ساتھ ان کی قوم کے چالیس آدمی تھے۔ حضور اکرمؐ نے انہیں گلے سے لگایا اور بوسہ دیا۔ فرمایا، تمہاری قوم، میری قوم سے اچھی ہے کہ انہوں نے تجھے اپنے پاس ٹھہرائے رکھا اور میری قوم نے مجھے گھر سے نکال دیا۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپ کی قوم اس لئے اچھی ہے کہ اس نے آپ کو ہجرت کا موقعہ فراہم کیا، اور میری قوم نے مجھے روکے رکھا۔

ان سے نافع اور محمد بن ابراہیم تیمی نے روایت کی۔ ابن اثیر کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ ان دونوں کو جناب نعیم سے سماع کا موقعہ نہیں ملا۔

حضرت عمر کے دورِ خلافت میں پندرہ سنِ ہجری میں، نعیم بن عبد اللہ معرکۂ یرموک میں شہید ہوئے ایک اور روایت کے رو سے تیرہ سنِ ہجری میں معرکۂ اجنادین میں بھی موجود تھے۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۱۱۲) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن عبد الرحمٰن ازدی، بصری، داؤد بن ابو ہند نے ان سے روایت کی۔ ان کو صحابہ میں شمار کیا گیا ہے لیکن یہ درست نہیں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

(۱۱۳) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن قعنب :۔ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ یہ وادی کے باشندے تھے انہوں نے باسنادہ حمران بن نعیم بن قعنب سے روایت کی کہ وہ (نعیم) اپنے اور اپنے قبیلے کے صدقات لے کر

حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے حضورؐ کو ان کی یہ ادا پسند آئی۔ ان کے چہرے کو چھوا اور دعا فرمائی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۱۴) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن عبد کلال۔ ان کا ذکر ہم نعمان کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ نیز رعین اور ان کے بھائی شرجیل بن عبد کلال کے ترجمے میں بھی ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۱۵) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن مالک (از بنی خبیب از جذام) حزایہ کے والد تھے، جنہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہیں حضورؐ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ابو احمد عسکری نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۱۶) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن حلاوہ بن سبیع بن بکر بن اشجع بن ریث بن غطفان، غطفانی اشجعی۔ ان کی کنیت ابو سلمہ تھی۔ غزوہ خندق کے موقعہ پر ایمان لائے۔ یہی وہ صاحب ہیں جنہوں نے بنو قریظہ غطفان اور قریش میں بدگمانی پیدا کر کے انہیں ایک دوسرے کا مخالف بنا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر آندھی، سردی اور فرشتوں کے لشکر کو مسلط فرما دیا۔ اور اس طرح حضور اکرمؐ اور اسلامی لشکر کفار کے شر سے بچ گئے۔

جب جناب نعیم ایمان لائے، تو انہوں نے دربار رسالت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! اگر آپ اجازت دیں، تو میں کفار کو ذلیل و خوار کرنے کے لئے کوئی داؤ پیچ کھیلوں۔ فرمایا۔ اجازت ہے کیونکہ الحرب خدعۃ۔ ان کے بیٹے سلمہ نے ان سے وہ واقعہ نقل کیا ہے جسے علامہ ابن اثیر نے با تفصیل الکامل فی التاریخ میں بیان کیا ہے۔

ابو یاسر بن ابی حبہ نے باسنادہ عبد اللہ بن احمد سے روایت کی، کہ انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اسحاق بن ابراہیم الرازی سے انہوں نے سلمہ بن فضل سے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے سعد بن طارق اشجعی (وہ ابو مالک ہیں) سے انہوں نے سلمہ بن نعیم بن مسعود الاشجعی سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہ جب دو قاصد مسیلمہ کذاب کا رقعہ لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور آپؐ نے رقعہ پڑھا، تو قاصدوں سے دریافت فرمایا، کہ اس خط کے مندرجات کے بارے میں تمہاری

ذاتی رائے کیا ہے؟ انہوں نے کہا، جو کچھ اس کے راقم کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر قاصد کا قتل کرنا ممنوع نہ ہوتا۔ تو میں تمہاری گردن مار دیتا۔

جناب نعیم حضرت عثمان کے زمانۂ خلافت میں فوت ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق وہ جنگِ جمل میں بصرے آنے سے پہلے مارے گئے تھے۔ مجاشع بن مسعود سلمی اور حکیم بن جبلہ عبدی کو بھی یہی صورت حال پیش آئی۔ تینوں نے بیان کیا ہے۔

(۱۱۷) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن مقرن: نعمان بن مقرن مزنی کے بھائی تھے۔ جب نعمان جنگ نہاوند میں شہید ہو گئے۔ تو جناب نعیم نے ان کی جگہ لے لی۔ اور علم اٹھا کر جنابِ حذیفہ کو دے دیا۔ چنانچہ ایران میں جنابِ نعیم کے ہاتھوں کئی فتوحات ہوئیں۔ دونوں بھائی اپنے قبیلے کے اشراف میں اور نیز کبار صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ بھی دونوں بھائیوں کے فضل و کمال کے قائل تھے۔ ابو عمر نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

(۱۱۸) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن ہزال اسلمی: یہ مالک بن افصی سے تھے۔ ان کے بھائی کا نام اسلم تھا۔ اور انہیں اسلمی اور مالکی کہتے تھے مدینے میں بس گئے تھے۔

ابو احمد عبدالوہاب بن علی ابن سکینہ کو ابو غالب محمد بن حسن الماوردی مناولہ نے باسنادہ ابو داؤد سے، انہوں نے محمد بن سلیمان انباری سے، انہوں نے وکیع سے انہوں نے ہشام بن سعد سے انہوں نے نعیم بن ہزال سے، انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا، کہ ایک یتیم لڑکا جس کا نام ماعز تھا، میرے والد کے زیرِ تربیت تھا اس نے قبیلے کی ایک لڑکی کے ساتھ زنا کیا۔ میرے والد نے اسے کہا، آؤ، رسول اکرمؐ کے سامنے اپنا واقعہ بیان کرو، شاید وہ تمہاری مغفرت کی کوئی صورت پیدا کر سکیں۔ میرے والد کا مقصد یہ تھا کہ شاید اس کے بچاؤ کی کوئی صورت نکل آئے۔ ماعز نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں زنا کا ارتکاب کر بیٹھا ہوں، مجھ پر احکام الٰہی کا اجرا فرمائیے۔ حضورؐ نے منہ پھیر لیا۔ دوبارہ پھر آیا اور اسی بات کو دہرایا۔ اس طرح ماعز چار دفعہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور اپنی بات کو دہراتا رہا۔ آخری دفعہ آپؐ نے پوچھا "کس سے" ماعز نے نام بتایا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تو اس سے ہم بستر ہوا۔ اس نے کہا، ہاں یا رسول اللہ! کیا تم نے اس سے مجامعت کی۔ اس کا جواب اثبات میں تھا۔ تو آپ نے رجم کا حکم دیا۔ جب پتھر برسنا شروع ہوئے، تو شدتِ

تکلیف کی وجہ سے چیختا چلاتا بھاگ اٹھا۔ راستے میں عبداللہ بن انیس سے آمنا سامنا ہو گیا۔ انہوں نے اونٹ کی پنڈلی کی ہڈی سے ڈنڈے کا کام لیا۔ اور ماعز کو قتل کر دیا۔ جب حضور کو علم ہوا۔ تو رحمت عالم نے فرمایا۔ اگر تم اس سے مزید تعرض نہ کرتے، تو عجیب نہیں، کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا۔

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، انہوں نے حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب سے روایت کی، کہ وہ جابر بن عبداللہ کے پاس گئے، اور کہا، کہ بنو اسلم کے لوگ کہتے ہیں، کہ جب انہوں نے حضورؐ کے سامنے اس (ماعز) کے چیخنے چلانے کا ذکر کیا۔ تو حضور اکرمؐ نے فرمایا، تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا۔ مجھے اس حدیث کا علم نہیں ہے۔ انہوں نے کہا۔ اے میرے بھتیجے! مجھے اس حدیث کا ٹھیک سے علم ہے کیوں کہ میں بھی اسے رجم کرنے والوں میں شامل تھا۔ جب ہم اسے لے کر چلے، اور سنگ باری شروع کی تو وہ شدتِ درد سے چلا اٹھا۔ کہنے لگا۔ اے لوگو! مجھے حضور اکرمؐ کے پاس لے چلو، کہ میری قوم مجھے قتل کر رہی ہے اور انہوں نے مجھے دھوکا دیا ہے، حالانکہ آپؐ مجھے قتل نہیں کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ہم نے اسے اس وقت چھوڑا، جب وہ مر چکا تھا۔ بعدہٗ ہم نے حضور اکرمؐ سے اس کا ذکر کیا۔ فرمایا۔ تم نے اسے چھوڑ دیا ہوتا اور اسے میرے پاس لے آتے۔ تاکہ آپؐ اس سے اس کا ثبوت طلب فرماتے، اس سے حضورؐ کا مقصد ترکِ حد نہ ہوتا۔ ماعز چھوٹے قد کا بدنما آدمی تھا۔ حضور نے فرمایا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، کہ میں اسے جنت کی نہروں میں تیرتا دیکھ رہا ہوں۔ تینوں نے اسے بیان کیا ہے ابن مندہ کو اس میں شبہ ہے ابو عمر کہتے ہیں، کہ ایک روایت کے رو سے نعیم کو حضورؐ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی ہاں البتہ ان کے والد ہزال کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ اور یہی روایت اولیٰ بالصواب ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۱۹) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن ہمار:۔ ایک روایت میں ہبار، ایک میں ہدار اور ایک میں حمار اور خمار مذکور ہے۔ وہ غطفانی تھے ابو سعد سمعانی کی روایت کے رو سے وہ غطفان بن سعد بن ایاس بن حرام بن جذام سے تھے، جو بنو جذام کا ذیلی قبیلہ ہے۔ اور وہ اہل شام میں شمار ہوتے تھے۔

ابو الفضل بن ابو الحسن فقیہ نے باسنادہ ابو یعلی احمد بن علی سے، انہوں نے داؤد بن رشید سے انہوں نے اسماعیل بن عیاش سے، انہوں نے یحییٰ بن سعد سے، انہوں نے خالد بن معدان سے، انہوں نے کثیر بن مرہ سے، انہوں نے نعیم بن ہمار سے روایت کی۔ کہ ایک آدمی حضور اکرمؐ کی خدمت میں آیا اور

سلہ۱، یہ حدیث اس وقت درست ہو گی۔ اگر یہ ثابت ہو۔ کہ ماعز شادی شدہ تھا۔ (مترجم)

دریافت کیا، یارسول اللہ! شہدا میں افضل کون ہے؟ فرمایا، وہ شخص جو صف میں کھڑا لڑتا رہے، اور جنگ سے منہ نہ موڑے، تا آنکہ قتل ہو جائے۔ ایسے لوگ بہشت کے محلات میں سکونت پذیر ہوں گے اور تیرا رب انہیں دیکھ کر خوشی سے ہنسے گا۔ اور جہاں یہ صورت حال ہو، وہاں حساب کتاب کا کیا ذکر۔

جناب نعیم سے قیس الجذامی نے روایت کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ابن آدم سے کہتا ہے۔ دیکھو میاں! تم دن کے ابتدائی لمحات میں چار رکعات کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرنا۔ یہ تمہیں دن کے ختم ہونے تک کفایت کریں گی۔ ایک روایت میں دو رکعتیں مذکور ہیں۔

نعیم نے عقبہ بن عامر سے، انہوں نے ولید بن سلیمان بن ابی السائب سے، انہوں نے بشر بن عبید اللہ سے، انہوں نے ابوادریس خولانی سے انہوں نے نعیم بن ہمار غطفانی سے روایت کی، انہوں نے حضور اکرمؐ کو فرماتے سنا، کہ ہر آدمی کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے، اگر اسے ٹیڑھا کرنا چاہے، تو ٹیڑھا کر دیتا ہے۔ اور اگر سیدھا کرنا چاہے، تو سیدھا کر دیتا ہے۔

ولید کے علاوہ اور راویوں نے اس روایت کو نواس بن سمعان سے روایت کیا ہے اور یہی درست ہے تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۱۲۰) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن یزید، بنو تمیم کے وفد کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مسلمان ہو گئے۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے الحتات کے ترجمے کے تحت ان کا ذکر کیا ہے، مگر نام نعیم بن زید لکھا ہے۔ غسانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نعیم بن زید کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔

(۱۲۱) (سیدنا) نعیمان (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن نجار۔ ان کی کنیت ابو عمرو تھی۔ بیعتِ عقبہ، غزوۂ بدر اور اسی طرح باقی غزوات میں شریک رہے۔ طبیعت میں مزاح تھا۔ چنانچہ حضورؐ ان کی باتیں سن کر محظوظ ہوتے تھے۔

جناب نعیمان سویبط بن حرملہ کے رفیق تھے ہم ان دونوں حضرات کی دلچسپ باتوں سے ایک واقعہ ابوموسیٰ کی زبانی سناتے ہیں۔ ابوعلی نے ابونعیم سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر سے، انہوں نے یونس بن حبیب سے، انہوں نے ابوداؤد سے، انہوں نے زمعہ بن صالح سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے

عبداللہ بن وہب سے انہوں نے ام سلمہ سے سنا، کہ ابو بکرؓ نے شام پر چڑھائی کی۔ اور جناب نعیمان اور سویبط بن حرملہ ان کے ساتھ تھے۔ یہ دونوں حضرات بدری ہیں اس مہم میں نعیمان راشن کے مہتمم تھے، سویبط ان کے پاس آئے۔ اور کچھ کھانے کو مانگا۔ انہوں نے کہا حضرت ابو بکرؓ کو آلینے دو۔ جناب نعیمان نے کہا۔ اچھا! میں تم سے اس کا انتقام لوں گا وہ گھومتے پھرتے ایک ایسی جماعت کے پاس پہنچ گئے جو کچھ گھوڑے بیچنے کو ساتھ لائے تھے ان سے انہوں نے کہا میں ایک عربی غلام بیچنا چاہتا ہوں۔ جو بڑا دانشور اور فصیح البیان ہے۔ مگر ڈر ہے وہ بگڑ نہ جائے اور یہ کہنے لگ جائے، کہ وہ غلام نہیں، بلکہ آزاد ہے، اور تم اس کی اس بات سے گھبرا کر اسے چھوڑ دو، تو پھر اس سودے کو رہنے دو۔ کیونکہ غلام سے میرے تعلقات خراب ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا، نہیں تم اسے لے آؤ۔ ہم دس اشرفیوں پر اسے خریدنے کو تیار ہیں۔

نعیمان انہیں ہانک کر اس جماعت کے پاس لے آئے۔ پھر انہیں کہنے لگے۔ ادھر متوجہ ہو، یہ ہے وہ غلام۔ اس پر وہ لوگ جناب سویبط کے پاس آکر کہنے لگے، کہ ہم نے تمہیں خرید لیا ہے، انہوں نے کہا۔ میں آزاد ہوں، غلام تو نہیں، انہوں نے ان کی گردن میں رسی ڈالی۔ اور گھسیٹ لے چلے۔ جب حضرت ابو بکر کو اس کا علم ہوا۔ تو چند آدمیوں کو ساتھ لے کر گئے۔ اور جناب سویبط کو قیمت واپس کر کے چھڑا لائے۔ جب اسلامی لشکر واپس مدینے پہنچا اور حضور اکرمؐ کو اس کا علم ہوا، تو آپؐ خوب ہنسے۔

عباد بن مصعب نے ربیعہ بن عثمان سے روایت کی، کہ ایک بدو شتر سوار حضور اکرمؐ سے ملنے آیا، اونٹ کو صحن مسجد میں بٹھا کر خود دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ بعض حضرات نے جناب نعیمان سے کہا۔ اگر تم اس اونٹ کو ذبح کر دو۔ تو پیٹ بھر کر کھائیں گے۔ گوشت کو ترس گئے ہیں قیمت حضور اکرمؐ ادا کر دیں گے۔ جناب نعیمان نے اونٹ کو ذبح کر دیا۔ جب بدو باہر نکلا اور اسے صورتِ حال کا علم ہوا، تو چلا اٹھا، یا رسول اللہ! میرا اونٹ کھا گئے ہیں۔ حضورؐ باہر تشریف لائے، تو دریافت فرمایا، یہ حرکت کس نے کی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ، نعیمان نے۔ حضورؐ ان کی تلاش میں نکلے۔ معلوم ہوا، کہ ضباعہ دخترِ زبیر کے گھر میں چھپے ہوئے ہیں۔ ان صاحب نے جو آپؐ کے ساتھ تھے، بلند آواز سے تو یہ کہا، یا رسول اللہ مجھے تو وہ کہیں نظر نہیں آرہے۔ لیکن انگلی سے ادھر اشارہ کیا۔ جہاں وہ چھپے ہوئے تھے حضورؐ نے انہیں وہاں سے باہر نکالا۔ اور پوچھا، تم نے یہ فعل کس کے کہنے پر کیا ہے، انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ۔ جنہوں نے میرا نام لیا ہے، انہوں نے ہی مجھے اس حرکت پر اکسایا تھا۔ حضورؐ یہ سن کر ہنس پڑے، ان کے گالوں کو چھوا اور قیمت

ادا کر دی۔

جناب نعیمان کبھی کبھی شراب پی لیا کرتے، ایک دفعہ رنگے ہاتھوں حضور اکرمؐ کے سامنے لائے گئے۔ آپؐ نے حاضرین سے فرمایا، جوتوں سے اس کی مرمت کرو۔ جب اچھی طرح جوتوں کی بارش ہو چکی۔ تو صحابہ میں سے کسی نے کہا، تم پر خدا کی پھٹکار ہو۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ ایسا مت کہو، یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابونعیم نے انہیں سویبط کے رفیق تو لکھا ہے، مگر ان کا نسب نہیں لکھا۔ کبھی یہ خیال بھی آتا ہے، کہ شاید یہ کوئی اور صاحب ہوں۔ مگر ہم نے اس سے صرف نظر کرنا بہتر جانا۔

باب نون و فا:

(۱۲۲) (سیدنا) نفیر (رضی اللہ عنہ)

بن جبیر:- ایک روایت میں نفیر بن مغلس بن نفیر اور ایک دوسری روایت میں نفیر بن مالک بن عامر الحضرمی آیا ہے۔ ان کی کنیت ابوجبیر تھی، ایک اور روایت کے مطابق ابوحمیر بھی مذکور ہے ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے۔ انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔

معاویہ بن صالح نے عبدالرحمان بن جبیر بن نفیر سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر دجال کا خروج میرے زمانے میں ہوا، تو میں تمہارا کفیل ہوں گا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کے شر سے بچائے گا۔ انہوں نے یہ حدیث بیان کی۔ لیکن عبداللہ بن عبدالرحمان بن جابر نے اپنے والد سے انہوں نے یحییٰ بن جبیر بن نفیر سے انہوں نے نواس بن سمعان سے طویل تر حدیث بیان کی ہے۔ جبیر بن نفیر نے زمانۂ جاہلیت بھی پایا۔ لیکن انہیں حضورؐ کی زیارت نہ نصیب ہو سکی۔ ان کا شمار شام کے کبار تابعین میں ہوتا تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۲۳) (سیدنا) نفیر (رضی اللہ عنہ)

بن مجیب الشمالی شامی: حضور اکرمؐ کے قدیم الاسلام صحابہ میں سے تھے۔ اسحاق بن ابراہیم دمشقی نے اسماعیل بن عیاش سے، انہوں نے سعید بن یوسف سے، انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، انہوں نے ابوسلام سے، انہوں نے حجاج بن عبداللہ الشمالی سے (انہوں نے حضور اکرمؐ کو حجۃ الوداع میں دیکھا تھا) انہوں نے نفیر بن مجیب سے ان کی حدیث روایت کی۔

ان سے مروی ہے، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں اور ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں اور ہر گھاٹی میں ستر ہزار مکان ہیں اور ہر مکان میں ستر ہزار بچھو ہیں۔ ہر کافر اور منافق کو ان گھروں میں بند کیا جائے گا۔ یہ ابن مندہ کا قول ہے۔ ابو نعیم کہتے ہیں۔ ابن مندہ سے اس نام کی روایت میں غلطی ہوئی ہے۔ یہ روایت سفیان بن مجیب کی ہے، انہوں نے باسنادہ ہیثم بن خارجہ سے، انہوں نے اسماعیل بن عیاش سے، انہوں نے سعید سے باسنادہ بیان کی، ابو عمر نے نفیر بن مجیب الشمالی شامی تحریر کیا ہے۔ ان سے حجاج نے جہنم کے بارے میں بیان کیا ہے، کہ اس میں ستر ہزار وادیاں ہیں، لیکن یہ حدیث منکر ہے، اور غلط ہے

ابو زرعہ اور ابو حاتم رازیان کی رائے کے مطابق راوی کا نام سفیان بن مجیب ہے لیکن ان دو کے علاوہ اور کوئی اس کا قائل نہیں۔ چونکہ ابو عمر نے نفیر بن مجیب کا نام لیا ہے۔ اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ابن مندہ نے راوی کے نام میں غلطی کھائی ہے، جیسا کہ ابو نعیم کا خیال ہے اس نام میں راویوں کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ عام طور پر ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے ابن مندہ کو کوئی الزام نہیں دیا جا سکتا۔ مثلاً نفیر بن جبیر کے ترجمے میں ہم نے دجال کا ذکر کیا ہے۔ بعض لوگوں نے اس حدیث کو نفیر سے روایت کیا۔ اور بعض نے نواس سے ان میں سے ہم کسی کو تصحیف نہیں کہہ سکتے۔ جیسا کہ ہم سفیان کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ اسی طرح ابو احمد عسکری نے ابن مندہ سے اتفاق کیا ہے اور نفیر بن مجیب اور سفیان بن مجیب ہر دو کا ذکر بھی کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۲۴) (سیدنا) نفیع (رضی اللہ عنہ)

ابو بکرہ:- ایک روایت میں ان کا نام مسروح آیا ہے، جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ نیز ایک روایت میں ان کا نام نفیع بن مسروح اور ایک روایت میں نفیع بن حارث بن کلدہ ہے۔ جو لوگ انہیں مسروح سے منسوب کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ حارث بن کلدہ کے غلاموں سے تھے۔ اور ان کی والدہ کا نام سمیہ تھا جو حارث کی لونڈی تھی۔ اور وہ زیاد کے اخیافی بھائی تھے۔ شعبی سے مذکور ہے، کہ لوگوں نے انہیں حارث کی طرف منسوب کرنا چاہا۔ تو انہوں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے مرتے وقت اپنے بیٹے سے کہا، کہ میں مسروح حبشی ہوں۔ امام احمد بن حنبل نے انہیں ابو بکرہ نفیع بن حارث لکھا ہے۔ اور یہی اکثر لوگوں کا قول ہے امام احمد بن حنبل لکھتے ہیں، کہ ہوذہ بن خلیفہ نے مجھے ان کا نسب بتایا، جب ابو بکرہ تک پہنچے، تو میں نے

ان کے والد کا نام پوچھا۔ تو انہوں نے کہا، چھوڑو، یہیں تک رہنے دو، یہ ان لوگوں میں سے ہیں، جو محاصرۂ طائف کے موقعہ پر اپنے آقا کو چھوڑ کر حضور اکرمؐ کے پاس آ گئے تھے اسلام لائے تھے اور آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔

انہوں نے حضور اکرمؐ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ خود ان سے ابو عثمان ہندی، احنف اور حسن بصری نے احادیث روایت کی ہیں۔ جناب نفیع فاضل اور صالح صحابہ سے تھے۔ ہم کنیتوں کے عنوان کے تحت ان کا ذکر زیادہ تفصیل سے کریں گے۔ ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۲۵) (سیدنا) نفیع (رضی اللہ عنہ)

بن المعلی بن لوذان: ہم ان کا نسب ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ یہ صاحب حضور اکرمؐ کی مدینہ میں تشریف آوری سے پہلے اسلام لا چکے تھے۔ اس دوران میں، بنو مزینہ کے ایک آدمی سے جو بنو اوس کا حلیف تھا۔ ان کا آمنا سامنا ہو گیا، اور چونکہ اوس اور خزرج میں باہم عناد تھا۔ اس لئے اس آدمی نے انہیں قتل کر دیا۔ اس بنا پر جناب نفیع انصار میں وہ پہلے آدمی ہیں، جو قتل ہوئے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ابن الکلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب نون وقاف

(۱۲۶) (سیدنا) نقادہ (رضی اللہ عنہ)

اسدی: ایک روایت میں نقادہ بن عبداللہ ایک میں نقادہ بن خلف، ایک میں نقادہ بن سعر اور ایک میں نقادہ بن مالک آیا ہے۔ حجازی تھے۔ اور صحرا نشین تھے۔ ابو احمد عسکری کہتے ہیں کہ ان کی کنیت ابو نہیہ تھی۔ بعد میں بصرے میں سکونت اختیار کر لی۔ ان سے زید بن اسلم اور ان کے بیٹے سعر بن نقادہ نے روایت کی۔

ابو یاسر عبدالوہاب بن ہبۃ اللہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے یونس اور عفان سے، ان دونوں نے غسان بن بشر سے انہوں نے سیار بن سلامہ ریاحی سے انہوں نے براء سلیطی سے انہوں نے نقادۃ الاسدی سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے انہیں ایک آدمی کے پاس بھیجا کہ اس سے ایک اونٹنی مانگ لائے۔ وہ آدمی حضورؐ کی خواہش پوری نہ کر سکا تو آپؐ نے انہیں ایک

دوسرے آدمی کے پاس بھیجا۔ جس نے تعمیل ارشاد کی۔ جب حضورؐ نے اونٹنی کو دیکھا۔ تو فرمایا، اے اللہ تو اونٹنی اور اونٹنی بھیجنے والے کو اپنی رحمت سے نواز۔ جناب نقادہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ لانے والے کو بھی اپنی دعا میں شامل فرمالیجیئے۔ حضورؐ نے فرمایا، یا اللہ لانے والے پر بھی اپنی رحمت فرما۔ اس کے بعد حضور کے ارشاد کی تعمیل میں اس کا دودھ دوہا گیا اور پیا گیا۔

اس کے بعد آپؐ نے دعا فرمائی۔ یا اللہ تو فلاں آدمی (جس نے اونٹنی نہیں دی تھی) کے مال و اولاد میں برکت فرما۔ اور اے خدا! فلاں آدمی کے رزق میں (جس نے اونٹنی دی تھی) روز بروز اضافہ فرما۔ تینوں نے اسے ذکر کیا ہے۔

(۱۲۷) (سیدنا) نقیب (رضی اللہ عنہ)

بن فروہ بن بدان الانصاری: یہ بنو ساعدہ سے تھے۔ اور غزوۂ احد میں موجود تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے یہ قول ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابو موسیٰ کے مطابق ایک روایت میں ان کا نام نقیب ہے، بقول ابن ماکولا ثقیب ہے۔ ایک اور روایت میں الاخرس اور اخرس بھی آیا ہے۔

(۱۲۸) (سیدنا) نقیدہ (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو الخزاعی الکعبی: ان سے حزام بن ہشام نے روایت کی۔ ان کا ذکر صحابہ میں کیا جاتا ہے لیکن بغیر ازثبوت۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے روایت کی۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۲۹) (سیدنا) نقیر (رضی اللہ عنہ)

ابوالسلیل بن ضریب بن نقیر کے والد تھے۔ ابوالسلیل نے اپنے والد سے روایت کی، کہ وہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ اس وقت ایک انصاری کے گھر میں تشریف فرما تھے، جن کا نام اوس بن خوشب تھا، انہوں نے ایک بڑا سا پیالہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں تھما دیا۔ دریافت فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا، دودھ اور شہد ہے۔ حضورؐ نے پیالہ رکھ دیا اور فرمایا، یہ دو مشروب ایسے ہیں، جنہیں نہ ہم پیتے ہیں اور نہ ناجائز گردانتے ہیں، جو شخص اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے، اللہ اسے اوپر اٹھاتا ہے اور جو شخص غرور کرتا ہے، اللہ اسے نیچے گراتا ہے۔ اور نہایت عمدہ طریقے سے اس کے رزق میں اضافہ فرماتا ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

باب نون و میم

(۱۳۰) (سیدنا) النمر (رضی اللہ عنہ)

بن تولب بن زہیر بن اقیش بن عبد کعب بن عوف بن حارث بن عوف بن وائل بن قیس بن عوف بن عبد مناہ بن اد العکلی۔ عوف بن وائل کے بیٹوں کو عکل کہتے تھے۔ کیونکہ جس لونڈی نے ان کی پرورش کی تھی۔ اس کا نام عکل تھا۔ اس لئے سارا خاندان اس نام پر مشہور ہوگیا۔ نمر مشہور شاعر تھے۔ ابن الکلبی نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ لیکن ابو عمر نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے۔ نمر بن تولب بن زہیر بن اقیش بن عبد عوف بن عبد مناہ۔ انہوں نے کعب سے لے کر دوسرے عوف تک پانچ نام حذف کر دیئے ہیں۔ لیکن اوّل الذکر نسب درست ہے، کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ نمر سے لے کر ابن عبد مناۃ تک (جو بنو تمیم کا چچا تھا) صرف پانچ آدمی ہوں۔

مروی ہے، کہ جب جناب نمر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے ایک قصیدہ پیش کیا۔ جس کا مطلع یہ تھا۔

انا اتیناک و قد طال السفر　　تطعمنا اللحم اذا عز الشجر

(ترجمہ) ہم بڑا لمبا سفر طے کر کے حاضر خدمت ہوتے ہیں، ہمیں گوشت کھلایئے جب درختوں کے پتے جھڑ جائیں۔

ذیل کے تین مصرعے بھی اسی قصیدے کے ہیں۔

یا قوم انی رجل عندی خبر۔ اللہ من آیاتہ ہذا القمر والشمس والشعری وآیات اُخر

(ترجمہ) اے قوم میں وہ آدمی ہوں، کہ مجھے علم ہے کہ یہ چاند، سورج، شعری اور اسی طرح فطرت کے اور کرشمے اللہ کی آیات ہیں۔

ابو یاسر بن ابی حبہ نے باسنادہ عبد اللہ بن احمد سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اسماعیل سے، انہوں نے سعید جریری سے انہوں نے ابو العلاء بن شخیر سے روایت کی، کہ وہ عطرف کے ساتھ ربذہ میں اونٹوں کی منڈی میں تھے۔ کہ ایک بدو جس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا وہاں آنکلا۔ کہنے لگا تم میں کوئی پڑھا لکھا آدمی ہے۔ میں نے اس کے ہاتھ سے وہ ٹکڑا لے لیا، جس پر مرقوم تھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ از محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بنام زہیر بن اقیس جو بنو عکل کی ایک شاخ ہے۔ اگر تم خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دو۔ اور مشرکین سے علیحدگی اختیار کرلو، اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے نام پر علیحدہ کردو۔ تو تم اللہ اور اس کے رسول کی امان میں ہو گئے۔"

اس بدو سے اس کی قوم کے بعض افراد نے دریافت کیا۔ آیا تم نے رسولِ اکرمؐ سے کوئی حدیث بھی سنی ہے اس نے کہا، ہاں انہوں نے کہا۔ اچھا وہ حدیث ہمیں سناؤ، اس پر اس نے کہا۔ میں نے رسول اکرمؐ سے سنا، جو شخص اپنے دل کی کثافتوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہے، تو اُسے چاہیئے کہ ماہِ رمضان کے علاوہ ہر مہینے میں تین روزے رکھے۔ لوگوں نے دریافت کیا، کیا سچ مچ تم نے حضورؐ کی زبان مبارک سے یہ سنا۔ وہ کہنے لگا۔ تمہیں اتنا خیال نہیں آتا، کہ میں حضور اکرمؐ کی طرف ایک غلط بات کو کس طرح منسوب کرسکتا ہوں بخدا اب میں تم سے دن بھر بات نہیں کروں گا۔ اس نے وہ مکتوب لے لیا اور چلا گیا۔ جریری نے اس بدو کا نام نہیں بتایا۔ لیکن باقی راویوں نے اس کا نام بتایا ہے۔

ابوالعلاء سے روایت ہے، کہ وہ بدو بمقام مربد آیا تھا نہ کہ ربذہ۔ باقی واقعہ اسی طرح بیان کیا ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ جب وہ بدو چلا گیا۔ تو ہم نے دریافت کیا کہ بدو کون تھا، کسی نے بتایا کہ اس کا نام نمر بن تولب تھا، اور محضرین میں سے تھا جنہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے پائے ہیں۔ ابو عمرو ابن العلاء نے اس کا نام کیس بتایا ہے۔ جاہلیت میں وہ شاعر رباب تھا۔ نہ کسی کی مدح کی نہ ہجو کہی۔ اسلام قبول کیا۔ معززین میں شمار ہوتا تھا، فصیح شعر کہتا تھا۔ اور سخی تھا۔ ذیل کے اشعار اس نے کہے ہیں۔

(۱) تدارک ما قبل الشباب و بعدہٗ ۔ حوادث ایام تمر و اغفل

(توجمہ) جوانی سے پہلے اور بعد کا زمانہ انسان گزارتا ہے۔ حوادث گزر جاتے ہیں، اور وہ غافل تر ہو جاتا ہے۔

(۲) یود الفتی طول السلامۃ جاھداً ۔ فکیف یری طول السلامۃ یفعل

(توجمہ) انسان لمبی زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اسے کون بتائے کہ طویل زندگی میں اسے کیا پیش آئے گا۔

(۳) یود الفتی بعد اعتدال وصحۃ ۔ بنوء اذا رام القیام و یحمل

(توجمہ) اعتدال اور صحت کے بعد انسان کو مصائب سے پالا پڑتا ہے۔ اور جب وہ دنیا میں قیام کا ارادہ

کرتا ہے، تو اسے اٹھائے جاتے ہیں۔

تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۳۱) (سیدنا) نمط (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن مالک بن سعد بن مالک بن لای بن سلمان بن معاویہ بن سفیان بن ارحب الہمدانی ارحبی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ آپؐ نے انہیں یمن میں ایک جاگیر عطا فرمائی جو ایک طویل عرصے تک ان کے خاندان میں رہی۔ یہ کلبی کا قول ہے۔

(۱۳۲) (سیدنا) نمیر (رضی اللہ عنہ)

بن اوس الاشجعی:۔ ایک روایت میں اشعری آیا ہے۔ صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابو عمر کہتے ہیں۔ انہیں صحابہ میں ان لوگوں نے شمار کیا ہے جنہیں وسعت نظر عطا نہیں ہوئی۔ ان سے ولید بن نمیر نے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں، میرے خیال کے مطابق انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی نمیر بن ولید بن نمیر بن اوس نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ حضورؐ نے فرمایا، کہ دعا اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ جو قضائے مبرم کو بھی ٹال دیتا ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں، لیکن ابو موسیٰ نے یہ نہیں لکھا، کہ جناب نمیر کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔

علامہ واقدی کے کاتب۔ محمد بن سعد لکھتے ہیں۔ کہ نمیر بن اوس اشعری شام کے طبقۂ ثالث کے تابعی اور دمشق کے قاضی تھے۔ انہوں نے کم احادیث کی روایت کی۔ انہوں نے ۱۲۸ ہجری میں وفات پائی۔ حافظ ابوالقاسم دمشقی لکھتے ہیں، کہ نمیر بن اوس اشعری دمشق کے قاضی تھے، انہوں نے حذیفہ ابو موسےٰ، ابوالدرداء، معاویہ اور ام الدرداء سے روایت کی۔ اور ان سے ان کے بیٹے ولید، ابراہیم بن سلیمان افطس، یحییٰ بن حارث ذماری وغیرہ نے روایت کی۔ جناب نمیر آذربائیجان کے والی رہے۔ علی بن عبداللہ التمیمی اور ابو عبید قاسم بن سلام کہتے ہیں کہ نمیر بن اوس نے ۱۲۸ ہجری میں وفات پائی۔ اور ظاہر ہے کہ اس سال ہجری میں وفات پانے والا صحابی نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم۔

(۱۳۳) (سیدنا) نمیر (رضی اللہ عنہ)

بن حارث الانصاری اوسی ظفری: پھر از بنو عبید بن رزاح بن کعب، جن کا نام ظفر ہے۔ جناب نمیر غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ جعفر نے باسنادہ ابن اسحاق سے، انہوں نے ابو جعفر سے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن

اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر جن کا تعلق بنو عبید بن رزاح سے نمیر بن حارث کا ذکر کیا ہے۔ایک روایت میں ان کا نام نصر اور ایک میں نفر مذکور ہے۔ہم اس کا ذکر پہلے کر آئے ہیں۔ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۱۳۴) سیدنا نمیر (رضی اللہ عنہ)

بن خرشہ بن ربیعہ ثقفی ؛ بلحارث بن کعب۔ان کے حلیف تھے۔یہ ان لوگوں میں شامل تھے، جو عبد یالیل کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔امام بخاری نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔

عبد العزیز بن قاسم بن عامر بن نمیر بن خرشہ نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، جو بنو ثقیف کے وفد میں شامل تھے، روایت کی، کہ ہم نے حضور اکرمؐ سے جحفہ کے مقام پر ملاقات کی۔لوگ ہمارے آنے سے خوش ہوئے، اور حضورؐ نے انہیں ہمارے خیر مقدم کا حکم دیا۔

تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۳۵) سیدنا نمیر (رضی اللہ عنہ)

بن عامر النمیری ، جریر بن حازم کہتے ہیں کہ انہوں نے جناب ایوبؓ کی محفل میں ایک بدو کو صوف کا جبہ پہنے دیکھا۔وہ کہتے ہیں، مجھ سے میرے مولیٰ قرہ بن دعموص بن ربیعہ بن عوف بن معاویہ نے بیان کیا، کہ وہ مدینے میں حضور اکرمؐ کی زیارت کے لئے آئے۔حضورؐ کے آس پاس اتنا ہجوم تھا۔کہ انہیں قریب آنے کا موقعہ نہ مل سکا۔انہوں نے وہیں سے عرض کیا۔یا رسول اللہ! اس غلام کے لئے مغفرت کی دعا فرمایئے آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے۔حضورؐ نے ضحاک بن قیس کو ہمارا عامل مقرر فرمایا۔ابو موسےٰ نے اس کا ذکر کیا ہے لیکن ان کی روایت میں نمیر بن عامر کا ذکر نہیں اور حدیث کا راوی قرہ ہے۔ابن اثیر لکھتے ہیں۔اس میں کچھ مواد ایسا ہے، جسے میں نہیں سمجھ پایا۔

(۱۳۶) سیدنا نمیر (رضی اللہ عنہ)

بن عریب ؛ ابو بکر بن علی نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔اور ابو اسحاق کی حدیث جس میں حضور اکرمؐ نے گرمیوں میں روزے کا ذکر کیا ہے۔اس کے راوی نمیر ہی ہیں۔اور یہ وہ حدیث ہے، جو نمیر نے عامر بن مسعود سے روایت کی ہے۔ہم اس کا ذکر عامر بن مسعود جمحی کے ترجمے میں کر آئے ہیں۔ابن ماکولا نے عریب کے ترجمے میں بیان کیا ہے۔اور انہوں نے لکھا ہے کہ یہ حدیث عامر بن مسعود جمحی نے حضور اکرمؐ سے روایت

کی۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے

(۱۳۷) سیدنا **نمیر** (رضی اللہ عنہ)

بن ابو نمیر (ان کا نام مالک خزاعی تھا) ایک روایت میں ازدی آیا ہے۔ ابو مالک نے بصرے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان سے ان کے بیٹے مالک نے روایت کی۔

ابو منصور بن مکارم نے باسنادہ معافی بن عمران سے انہوں نے عصام بن قدامہ سے انہوں نے مالک بن نمیر خزاعی سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرم کو بحالتِ قعدہ دیکھا۔ آپؐ نے اپنا دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھا ہوا تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۳۸) سیدنا **نمیلہ** (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن فقیم بن حزن بن یسار بن عبداللہ بن کلب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناہ بن کنانہ لیثی کلبی: ابن اسحاق سے مروی ہے، کہ نمیلہ بن عبداللہ نے مقیش بن صبابہ کو فتح مکہ کے دن قتل کر دیا تھا۔ اور مقتول ان کے قبیلے سے تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مقیش کا بھائی ہشام مسلمان ہو گیا تھا اور انہیں ایک انصاری نے ایک جنگ کے دوران میں غلطی سے کافر سمجھ کر قتل کر دیا تھا۔ جب مقیش کو معلوم ہوا تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قصاص کے لئے حاضر ہوا۔ چونکہ یہ قتل ایک غلطی کا نتیجہ تھا۔ اس لئے حضورؐ نے مقیش کو خوں بہا ادا کر دیا۔ مقیش نے زرِ دیت قبول کر لیا۔ اور کچھ دن وہیں ٹھہرا رہا۔ اور موقعہ پا کر اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کر دیا اور بھاگ کر کفارِ مکہ کے پاس جا پناہ لی۔ اس لئے فتح مکہ کے دن حضورؐ نے مقیش کے قتل کا حکم دیا تھا۔

بقیہ بن ولید نے عجلان سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے روایت کی جس نے نمیلہ کی زبانی سنا۔ جناب نمیلہ حضور اکرمؐ کے صحابی تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ام المومنین ام سلمہ نے اہل عراق کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریمؐ اس شخص سے بیزار ہیں، جس نے مسلمانوں میں تفرقہ اور افتراق پیدا کیا۔ اس لئے تم تفرقے سے بچو۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ہشام بن کلبی نے ان کے نسب میں ان کے دادے کا نام فقیم لکھا ہے، اور طبری نے حلیثم۔ ان کا تعلق بنو کلب لیث سے ہے، نہ کہ بنو کلب وبرہ سے۔ اور جب بھی کلبی کو مطلق استعمال کیا جائے، تو مراد کلب وبرہ ہوتا ہے۔

(۱۳۹) (سیدنا) **نمیلہ** (رضی اللہ عنہ)

ان کا نسب مذکور نہیں۔ سالم بن قتیبہ نے قزعہ سے انہوں نے عبدالملک بن عبید سے انہوں نے معز سے، انہوں نے نمیلہ سے سنا، کہ رسولِ اکرمؐ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، اسی مقام میں ایمان ہوتا ہے، اور اسی میں نفاق۔ اور منافق اللہ کو بہت تھوڑا یاد کرتا ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۴۰) (سیدنا) **نمیلہ** (رضی اللہ عنہ)

ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ صاحب پیشتر مذکور آدمی سے مختلف ہیں ایک روایت کے مطابق ابو موسیٰ نے ان کا نسب یوں لکھا ہے۔ نمیلہ بن عبداللہ بن سحیم بن حزن بن سیار بن عبداللہ بن کلب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث، انہوں نے باسنادہ سلمہ سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی۔ کہ مقیس بن صبابہ کو نمیلہ بن عبداللہ نے جو ان کا ہم قوم تھا، قتل کیا تھا۔ کیونکہ حضور اکرمؐ نے مقیس کے قتل کا اس لئے حکم دیا تھا۔ کہ اس نے ایک انصاری کو قتل کر دیا تھا، جس سے اس کا بھائی غلطی سے قتل ہو گیا تھا۔ اور پھر وہ مرتد ہو کر کفارِ قریش کے پاس چلا گیا تھا۔ اس پر مقیس کی بہن نے ذیل کے اشعار کہے:۔

(۱) لعمری لقد اخزی نمیلة رهطه - ففجّع اضیاف الشتاء بمقیس

(ترجمہ) مجھے اپنی ذات کی قسم، کہ نمیلہ نے اپنے قبیلے کو رسوا کیا ہے اور موسم سرما کے مہمان مقیس کی موت کا سوگ منا رہے ہیں۔

(۲) فلله عینا من رای مثل مقیس - اذا النفساء اصبحت لم تخرس

(ترجمہ) بخدا کس کی آنکھوں نے مقیس جیسے کریم النفس آدمی کو دیکھا ہے۔ جب سارے قبیلے میں کوئی شخص کسی کی کفالت کو آمادہ نہ ہو۔

ابو موسیٰ نے ان کے ذکر سے ابن مندہ پر استدراک کیا ہے۔ حالانکہ ابن مندہ نے بالاختصار ان کا ذکر کیا ہے نمیلہ بن عبداللہ کے ترجمے میں اور انہیں الکلبی لکھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ ابو موسیٰ نے ایک بار انہیں بنو لیث سے، پھر بنو کنانہ سے اور ایک مقام پر کلبی لکھا ہے، اور انہیں کلب بن وبرہ سے منسوب کیا ہے، حالانکہ ان کا تعلق لیث سے ہے اور اس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ واللہ اعلم۔

باب نون و ہا

(۱۴۱) (سیدنا) نہار (رضی اللہ عنہ)

العبدی :۔ ابوموسیٰ نے اذنا، ابوالقاسم عباد بن محمد بن حسن کی کتاب سے انہوں نے ابواحمد بن محمد بن علی المکفوف سے روایت کی۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں۔ میں نے ابوالخیر محمد بن رجاء بن یونس سے پڑھا، انہوں نے احمد بن عبدالرحمٰن بن احمد سے انہوں نے احمد بن موسیٰ سے، ان دونوں نے عبداللہ بن محمد سے، انہوں نے محمد بن احمد بن معدان سے، انہوں نے محمد بن عوف سے، انہوں نے سفیان الفزاری سے، انہوں نے یوسف بن اسباط سے، انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے ثور بن یزید سے انہوں نے نہار سے جنہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی سنا۔ حضورؐ نے فرمایا، کہ حضرتِ اسحاق ذبیح اللہ تھے[1]۔ اس کے راوی ابوبکر ہیں جنہوں نے لغیر اذا اسناد نہار العبدی سے روایت کی، انہوں نے بیان کیا کہ ایک آدمی رسولِ کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا۔ یارسول اللہ! حسب ونسب کے لحاظ سے کون شخص اکرم الناس ہے۔ فرمایا، جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ جب وہ مڑا۔ تو فرمایا واپس آؤ، حسب ونسب کے لحاظ سے اکرم الناس حضرت یوسف بن یعقوب اسرائیل بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور انہیں اس اعزاز سے کون محروم کرسکتا ہے جب کہ انہوں نے بیس برس سے کچھ زیادہ عرصہ عبادتِ الٰہی میں صرف کر دیا۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۴۲) (سیدنا) نہشل (رضی اللہ عنہ)

بن مالک الوائلی :۔ حضور اکرمؐ نے انہیں ایک مکتوب دیا۔ یوسف بن عمرو بن موسیٰ بن سعید بن مسلم بن قتیبہ بن مسلم بن عمرو بن حصین وائلی باہلی نے اپنے والد سے انہوں نے مسلم بن قتیبہ سے روایت کی کہ رسولِ کریمؐ نے نہشل کو ایک فرمان لکھ کر دیا۔ اور حدیث بیان کی۔ ابن مندہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۴۳) (سیدنا) نہیر (رضی اللہ عنہ)

بن ہیثم بن نبی نابی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی، بیعت عقبہ میں موجود تھے۔ مگر غزوۂ بدر میں شرکت سے محروم رہے۔ ابوعمر نے ذکر کیا ہے ایک روایت میں نہیر آیا ہے۔

---

[1] یہ حدیث قرآن کی تصریحات کے خلاف ہے۔ ملاحظہ ہو سورۂ صافات

(۱۴۴) (سیدنا) نہیک (رضی اللہ عنہ)

بن اساف بن عدی بن زید بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی حارثی: ایک روایت میں اساف بن نہیک آیا ہے۔ ایک اور روایت کے رو سے دو تو روایتوں میں اساف کی جگہ لیساف آیا ہے۔

رافع بن خدیج نے اپنے چچا ظہیر بن رافع (دونوں کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی) سے روایت کی، انہوں نے کہا، میرے بھتیجے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا۔ تمہیں چاہیئے، کہ اللہ اور رسول کی رضا کی خاطر ایسے امور سے دست بردار ہو جاؤ۔ جنہیں تم اپنے لئے مفید خیال کرتے ہو چنانچہ آپؐ نے ہمیں مزارعت سے منع فرمایا۔ اس لئے ہم اپنی چیزیں نقصان پر بیچتے تھے۔ بنو سلیم کے ایک آدمی نے جس کا نام اساف بن ایمار تھا۔ ذیل کا شعر کہا۔

لعل ضراراً ان تبید دیارہا - وتسمع بالریان تعوی ثعالبہ

(ترجمہ) خدا کرے، کہ ضرار کی بستیاں تباہ ہو جائیں۔ اور ریان کے علاقے میں لومڑیاں عو عو کرتی سنی جائیں

اس کے جواب میں ہمارے ایک شاعر نے جس کا نام نہیک بن اساف یا اساف بن نہیک تھا ذیل کا شعر کہا:۔

لعل ضراراً ان تعیش دیارہا - وتسمع بالریان تبنی مشاربہ

(ترجمہ) خدا کرے، کہ ضرار کی بستیاں آباد ہوں۔ اور ریان کے علاقے میں اس کے چشمے آباد کئے جائیں۔

ابن مندہ اور ابو نعیم دونوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم کہتے ہیں، کہ ابن مندہ نے (قال نبعنا اموالنا بضرار الی آخرہ جس میں لیساف اور نہیک کا ذکر ہے) جو اضافہ کیا ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ کیونکہ یہ حدیث کا ٹکڑا نہیں۔ بلکہ بعض راویوں سے استشہاد ہے۔

(۱۴۵) (سیدنا) نہیک (رضی اللہ عنہ)

بن اوس بن خزمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف بن خزرج انصاری خزرجی از بنو قواقل: حسب قول ابو عمر، وہ غزوۂ احد اور مابعد کے غزوات میں شریک رہے۔ وہ خزیمہ بن خزمہ کے بھتیجے تھے۔ محمد بن سعد اطبری وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین اور ہوازن کی فتح کے بعد انہیں اہل مدینہ تک خوش خبری پہنچانے پر مامور فرمایا تھا۔ بعد میں حضرت ابو بکر صدیق نے انہیں اپنے دورِ خلافت

ہیں زیاد بن لبید کے پاس یمن کو روانہ کیا تھا اور پھر زیاد نے کچھ جنگی قیدی اور اشعث بن قیس کو خلیفہ کے پاس مدینے بھیجا تھا۔ ابونعیم، ابوموسیٰ اور ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۴۶) (سیدنا) **نہیک** (رضی اللہ عنہ)

بن صریم الیشکری؛ ایک روایت میں سکونی مذکور ہے۔ اہل شام میں شمار ہوتے تھے۔ ابوادریس خولانی نے حضور اکرمؐ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ تم مشرکین سے جہاد کرو اور جو تم سے بچ جائیں وہ دجال سے اردن کے دریا کے کنارے پر جہاد کریں۔ مجھے علم نہیں کہ اردن اللہ کی زمین پہ کہاں واقع ہے تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۴۷) (سیدنا) **نہیک** (رضی اللہ عنہ)

بن عاصم بن مالک بن منتفق، رفیق ابورزین لقیط بن عامر بن المنتفق عقیلی؛ ابوالمعالی نصراللہ بن سلامہ بن سالم الہیتی نے اجازۃً (اور میرا خیال ہے، میں نے ان سے سُنا) نقیب ابوجعفر احمد بن محمد بن عبدالعزیز عباسی سے، انہوں نے ابوعلی حسن بن عبدالرحمٰن شافعی سے، انہوں نے ابوالحسن احمد بن ابراہیم بن احمد بن ابراہیم بن فراس سے، انہوں نے ابوجعفر محمد بن ابراہیم بن عبداللہ دجیلی سے، انہوں نے ابویونس محمد بن احمد بن یزید بن عبداللہ المدینی انہوں نے ابراہیم بن منذر سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن مغیرہ خزامی سے انہوں نے عبدالرحمان بن عیاش انصاری سے انہوں نے دلہم بن اسود بن عبداللہ بن حاجب بن عامر بن المنتفق عقیلی سے، انہوں نے اپنے دادا عبداللہ سے انہوں نے اپنے چچا لقیط بن عامر العقیلی (ح) سے، دلہم نے کہا، کہ مجھ سے ابوالاسود بن عبداللہ بن عاصم بن لقیط نے بیان کیا، کہ لقیط بن عامر حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ان کے ساتھ ان کے رفیق نہیک بن عاصم بن مالک بن منتفق مدینے میں رجب کا مہینہ گزارنے آئے تھے۔ پھر راوی نے حدیث بیان کی۔ ابونعیم اور ابن مندہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۴۸) (سیدنا) **نہیک** (رضی اللہ عنہ)

بن قصی بن عوف بن جابر بن عبد نہم بن عبد العزیٰ بن تمیمہ بن عمرو بن مرہ بن عامر بن صعصعہ عامری سلولی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

یہ کلبی کا قول ہے۔

باب نون و واؤ

(۱۴۹) (سیدنا) نواس (رضی اللہ عنہ)

بن سمعان بن خالد بن عمرو بن عبداللہ بن ابو بکر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری کلابی۔ شامی شمار ہوتے ہیں۔ روایت ہے کہ ان کے والد سمعان بن خالد، حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضورؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد جناب سمعان نے حضور اکرمؐ کو جوتوں کا ایک جوڑا پیش کیا جو آپؐ نے قبول فرما لیا۔ پھر انہوں نے اپنی بہن کو آپؐ کی زوجیت میں دے دیا، لیکن جب حضورؐ اس عورت کے پاس گئے تو اس نے بیزاری ظاہر کی۔ اس کی بیزاری کے بارے میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔

جناب نواس نے رسولِ اکرمؐ سے، ان سے جبیر بن نفیر اور بشر بن عبداللہ وغیرہ نے، جناب نواس سے روایت کی۔

ابراہیم وغیرہ نے باسنادہم ابو عیسیٰ سے، انہوں نے علی بن حجر سے، انہوں نے ولید بن مسلم اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر طائی سے، انہوں نے عبدالرحمان بن جبیر سے، انہوں نے اپنے والد جبیر بن نفیر سے، انہوں نے نواس بن سمعان کلابی سے روایت کی، کہ ایک صبح کو آپؐ نے دجال کا ذکر کیا۔ آپؐ نے سر جھکا لیا۔ اور پھر اوپر اٹھایا۔ اس سے ہم یہ سمجھے، کہ دجال اس طائفے میں موجود ہے جو کھجوروں کے نیچے ٹھہرا ہوا ہے۔ چنانچہ ہم ادھر کو چل دیئے۔ پھر حضور اکرمؐ کی طرف لوٹ آئے۔ آپؐ ہماری پریشانی کو سمجھ گئے تھے۔ فرمایا۔ کیا معاملہ ہے؟ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آج جب آپ نے دجال کا ذکر فرمایا تھا۔ ہم سمجھے، کہ شاید وہ ان لوگوں میں موجود ہے۔ جو کھجور کے نیچے ٹھہرے ہوئے تھے۔ فرمایا مجھے دجال کے علاوہ بھی بعض اشرار کا خوف ہے۔ اگر میرے ہوتے کسی کا ظہور ہوا تو میں خود اس کا مقابلہ کروں گا لیکن اگر میرے بعد اس کا ظہور ہوا۔ تو ہر آدمی کو خود اپنا بچاؤ کرنا پڑے گا۔ اور اللہ تعالیٰ میری طرف سے تمہاری کفالت کرے گا۔ دجال نوجوان ہے اس کے بال گھنگھریلے ہیں اور اس کی آنکھیں بے نور ہیں اور اس کی شکل عبدالعزیٰ بن قطن سے ملتی جلتی ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

نوحؓ بن مخلد ضبیعی، جو ابو حمزہ نصر بن عمران کے دادا تھے۔ ابو حمزہ نصر بن عمران نے اپنے دادا نوح بن مخلد سے روایت کی، کہ وہ رسول کریمؐ سے ملاقات کرنے کو گئے۔ اور آپؐ ابھی تک مکے ہی میں تھے۔

حضور اکرمؐ نے دریافت فرمایا، تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا، ضبیعہ بن ربیعہ سے حضور نے فرمایا ربیعہ کے ذیلی قبائل میں عبدالقیس کا نمبر پہلا ہے اور پھر تمہارا۔ راوی کہتا ہے۔ پھر رسول اکرمؐ نے دو حلے دے کر انہیں خرید و فروخت کے لئے یمن کو روانہ کیا۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۱۵۰) (سیدنا) **نوفل** (رضی اللہ عنہ)

بن ثعلبہ بن عبداللہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج انصاری خزرجی (پھر بنو سالم بن عوف سے) یہ صاحب غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر (از بنو سالم بن عوف نیز بنو عجلان سے) روایت بیان کی، کہ نوفل بن عبداللہ ایک صحابی تھے۔ اسی طرح ابن اسحاق نے بھی ان کا نام نوفل بن عبداللہ بیان کیا ہے۔ اور ثعلبہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور یونس کی طرح بکائی اور سلمہ نے بھی ابن اسحاق سے غزوۂ احد میں ان کی شرکت اور شہادت کا ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے اسی اسناد سے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ مقتولین احد (از بنو عوف بن خزرج اور از بنو سالم) نوفل بن عبداللہ بن نضلہ ہی کا نام لیا ہے۔ رہا نسب اول (جس میں ثعلبہ کا نام آتا ہے) اسے صرف ابو عمر نے بیان کیا ہے۔

(۱۵۱) (سیدنا) **نوفل** (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قرشی ہاشمی۔ ان کی کنیت ابوالحارث تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ وہ غزوۂ بدر میں جنگی قیدی بنا لئے گئے تھے۔ اور حضرت عباس نے فدیہ دے کر انہیں آزاد کرایا تھا۔ اور پھر مسلمان ہو گئے تھے۔ ایک روایت کے مطابق وہ غزوۂ خندق کے موقعہ پر ایمان لائے، اور پھر ہجرت کی۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنے بہت سے تیر بطور فدیہ دے کر رہائی حاصل کی تھی۔ اور حضور اکرمؐ نے حضرت عباس اور ان کے درمیان مواخات قائم فرمائی تھی۔ یہ دونوں حضرات زمانہ جاہلیت میں بھی، ایک دوسرے سے لین دین میں اور میل ملاپ میں بہت قریب تھے۔

جناب نوفل، فتح مکہ، غزوۂ حنین اور طائف میں شریک رہے۔ اور حنین کی ابتدائی بدحواسی میں وہ رسول اکرمؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے۔ اور اس غزوے میں انہوں نے اسلامی لشکر کی امداد کے لئے تین ہزار تیر حضورؐ کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا تھا۔ اے نوفل! میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ میدان جنگ میں تیرے

تیر دشمنوں کی پیٹھوں کو بر مار رہے ہیں۔

عبداللہ بن حارث بن نوفل سے مروی ہے، کہ جب جناب نوفل غزوۂ بدر میں گرفتار ہو گئے، تو حضور اکرم نے ان سے کہا، تم فدیہ ادا کر کے آزادی حاصل کر لو۔ انہوں نے جواب دیا میرے پاس زرِ فدیہ نہیں رہائی کیسے ہو۔ حضورؐ نے فرمایا۔ وہ تیر جو تم نے جدہ میں رکھے ہوئے ہیں، وہ کس کام آئیں گے۔ انہوں نے کہا میرے ان تیروں کا علم خدا کے بغیر کسی کو نہیں ہے۔ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں۔ چنانچہ نوفل مسلمان ہو گئے۔ اور تیر دے کر رہائی حاصل کر لی۔ تیروں کی تعداد ایک ہزار تھی۔

ابوجعفر نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے حضرت عباس کو مشورہ دیا، کہ وہ فدیہ دے کر اپنی اور اپنے دو بھتیجوں نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب کی گلو خلاصی کرا لیں۔

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی، کہ نوفل بن حارث نے اپنے دونوں بیٹوں کو حضور اکرمؐ کی خدمت میں بھیجا، تاکہ آپ انہیں صدقات کے جمع کرنے پر مقرر فرما دیں۔ آپؐ نے فرمایا، چونکہ تم دونوں اہل بیت سے ہو۔ اور صدقات میں سے تمہارے لئے کچھ بھی جائز نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ کوئی ایسی چیز بھی درست نہیں ہو سکتی، جس سے ہاتھ دھوئے جا سکیں۔ ہاں خمس میں سے پانچواں حصہ تمہارے لئے جائز ہے اور اس سے تمہاری ضرورتیں پوری ہو جائیں گی۔

جناب نوفل نے ۱۵ ہجری میں وفات پائی۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۱۵۲) (سیدنا) نوفل (رضی اللہ عنہ)

بن طلحہ انصاری۔ ان کا ذکر، جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ علاء بن حضرمی کے خط کے گواہوں میں آ چکا ہے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً بیان کیا ہے۔

(۱۵۳) (سیدنا) نوفل (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن ثعلبہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم، یہ صاحب غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ ابن اسحاق، ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ اور نوفل بن ثعلبہ بن عبداللہ کا نسب ہم ابو عمر کی روایت کے مطابق پہلے بیان کر آئے ہیں۔

واللہ اعلم

(۱۵۴) (سیدنا) نوفل (رضی اللہ عنہ)

بن فروہ اشجعی۔ ابوفروہ نے کوفے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان سے ان کے بیٹوں فروہ عبدالرحمٰن اور سحیم نے سورۂ کافروں کی فضیلت کے بارے میں حدیث نقل کی، لیکن اس کے اسناد میں گڑبڑ ہے اس لئے حدیث کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

عبدالوہاب بن علی الامین نے باسنادہ ابو داؤد بن اشعث سے، انہوں نے نفیلی سے، انہوں نے زہیر سے، انہوں نے ابواسحاق سے، انہوں نے فروہ بن نوفل سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے انہیں فرمایا۔ اے نوفل! تم رات کو بعد از نماز عشاء سورۂ کافروں پڑھ کر سو جایا کرو، کہ یہ تمہاری طرف سے شرک سے برأت متصور ہوگی۔

زید بن ابی انیسہ۔ اشعث بن سوار، اسرائیل اور قطن بن خلیفہ نے ابواسحاق سے اسی طرح روایت کی ہے۔ ثوری نے بھی اس کو روایت کیا ہے، لیکن انہوں نے راوی کا نام فروہ اشجعی بیان کیا ہے اور ان کے والد کا نام نہیں لیا۔ اور عبدالرحمٰن بن نوفل نے اپنے والد سے بھی روایت کی ہے اور شریک نے ابواسحاق سے انہوں نے فروہ بن نوفل سے اور انہوں نے جبلہ بن حارثہ سے روایت کی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۵۵) (سیدنا) نوفل (رضی اللہ عنہ)

بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ (جو بنو مالک بن حسل بن عامر بن لوئی سے تھے) قرشی عامری: ابوسعید ان کی کنیت تھی۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں۔ کہ ان کی وفات عبدالملک بن مروان کے ابتدائی عہد میں ہوئی جناب نوفل حضور اکرمؐ کے ساتھ غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ اور ابوموسیٰ نے بغیر از اسناد: عبدالجبار بن سعد بن سلیمان بن نوفل سے روایت کی۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۵۶) (سیدنا) نوفل (رضی اللہ عنہ)

بن معاویہ بن عروہ اور ایک روایت میں نوفل بن معاویہ بن عمرو الدیلی مذکور ہے ۔ جو بنو الدیل بن ابی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ سے (اور پھر وہ بنو نفاثہ بن عدی بن الدیل کا ایک حصہ تھا) ابواحمد عسکری نے ان کا نسب بایں انداز بیان کیا ہے: نوفل بن معاویہ بن عروہ بن صخر بن یعمر بن نفاثہ بن عدی بن الدیل۔

جنگ فجار میں معاویہ (نوفل کا والد) بنو الدیل کے لشکر کا سردار تھا۔ ایک شاعر نے اس کے متعلق ذیل کا شعر کہا:-

فلا و ابیہا ما نزلنا بعامر - ولا عامر ولا النقاثی لنوفل

مگر معاویہ کے بیٹے نوفل مسلمان ہو گئے۔ اور فتح مکہ میں شریک تھے۔ اس سے پہلے وہ کسی غزوہ میں شریک نہیں ہوئے۔ انہوں نے مدینے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کی وفات یزید بن معاویہ کے عہد میں ہوئی۔

ان سے ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث، عبدالرحمٰن بن مطیع اور عراک بن مالک نے روایت کی۔

خطیب عبداللہ بن احمد بن محمد نے باسنادہ ابوداؤد طیالسی سے، انہوں نے اسد بن موسےٰ سے، انہوں نے ابن ابی ذئب سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے نوفل بن معاویہ سے روایت کی، انہوں نے رسول اکرمؐ سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جس آدمی نے نماز چھوڑ دی۔ گویا اس نے اپنے مال اور اولاد کو ہلاکت میں ڈالا۔ اسی طرح خالد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن اسحاق نے زہری سے، انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن مطیع سے، انہوں نے نوفل بن معاویہ سے اسی طرح سنا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۵۷) (سیدنا) نُوبَہ (رضی اللہ عنہ)

(حدیث زائدہ میں ان کا ذکر آیا ہے) عاصم بن ابی وائل نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی، کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپؐ کا مرض بڑھ گیا (اس واقعے کو مسروق نے بالتفصیل بیان کیا ہے) اس حدیث کے آخر میں حضرت عائشہ نے فرمایا، کہ ایک دن حضور اکرمؐ نے مرض میں کچھ افاقہ محسوس کیا۔ تو بریرہ اور نوبہ کے سہارے آپؐ حجرے سے باہر نکلے

امیر ابونصر بن ماکولا نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۵۸) (سیدنا) نویرہ (رضی اللہ عنہ)

مقاتل بن حیان نے قتادہ سے انہوں نے نویرہ سے جو حضورؐ کی خدمت میں رہے ہیں سنا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جو شخص میری احادیث میں سے چالیس حدیثیں میری امت کے لئے محفوظ کرلے گا۔ قیامت کے دن اس کا حشر علمائے امت میں ہوگا۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب نون و یا

(۱۵۹) (سیدنا) نیار (رضی اللہ عنہ)

بن ظالم بن عبس الانصاری، بنو بخار سے تھے، اور غزوۂ احد میں موجود تھے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔
ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے محمد بن سعد بن نیار بن ظالم الاسدی سے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: نیار بن ظالم بن عیس بن حرام بن جندب بن عامر بن عدی بن نجار: جناب نیار ابو الاعور بن ظالم کے بھائی تھے۔ غزوۂ احد میں شریک تھے۔ اور ان کی والدہ ام نیار دخترِ ایاس بن عامر بن بلی (جو بنو حارثہ کے حلیف تھے) سے تعلق رکھتی تھی۔ اور ان کا بھائی غزوۂ بدر میں شریک تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔
علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ابو موسیٰ اور ابو نعیم نے انہیں بنو اسد سے منسوب کر کے، ان کے نسب کو انصار سے جا ملایا ہے۔ اس میں واضح تضاد ہے مگر صحیح بات یہ ہے، کہ ان کا تعلق انصار سے ہے۔ اور ابو عمر کی رائے درست ہے۔

(۱۶۰) (سیدنا) نیار (رضی اللہ عنہ)

بن مسعود بن عبدہ بن مُظَهّر بن قیس بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف الانصاری وہ اور ان کے والد مسعود دونوں غزوۂ احد میں شریک تھے۔ ابو عمر نے طبری سے مختصراً نقل کیا ہے۔

(۱۶۱) (سیدنا) نیار (رضی اللہ عنہ)

بن مکرم اسلمی: انہیں حضور اکرم کی صحبت اور آپ سے روایت کا شرف حاصل ہے۔ جن لوگوں نے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد ان کی تدفین کی، ان میں یہ صاحب بھی شامل تھے۔ ان کے علاوہ حکیم بن حزام، جبیر بن مطعم، ابو جہم بن حذیفہ اور بقولِ مالک بن انس ان کے دادا مالک بن ابی عامر تھے۔
ابو محمد عبد اللہ بن سوید نے باسنادہ علی بن احمد بن متویہ ابو احدی سے، انہوں نے ابو نصر احمد بن محمد بن ابراہیم المہرجانی سے، انہوں نے عبید اللہ بن محمد الزاہد سے، انہوں نے محمد بن عبد اللہ البغوی سے انہوں نے محمد بن سلیمان سے، انہوں نے عبد الرحمان بن ابی زناد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے نیار بن مکرم سے یہ روایت بیان کی، کہ جب سورۂ روم نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر یہ سورت لے کر کفار مکہ کے ایک مجمع میں گئے۔ کفار نے پوچھا۔ کیا یہ کلام تمہارے رفیق (حضور اکرم) کا

ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ یہ اللہ کا کلام ہے، جو محمد رسول اللہ پر اترا ہے۔ اس سے کچھ عرصہ پیشتر ایران نے حکومت روم پر فتح پائی تھی۔ چنانچہ ایرانی رومیوں کو اپنا غلام گردانتے تھے۔ اسی طرح مشرکین مکہ کی خواہش بھی یہی تھی، کہ ایرانیوں کو رومیوں پر فتح نصیب ہو۔ کیونکہ ایرانی بھی کفار کی طرح، خدا کی وحدانیت اور جزا و سزا کے منکر تھے۔ والکفر ملۃ واحدۃ۔ اس کے برعکس مسلمانوں کی خواہش تھی۔ کہ رومیوں کو کامیابی نصیب ہو۔ کیونکہ وہ اہل کتاب تھے، اور جزا و سزا کو مانتے تھے۔ جناب نیار نے یہ قصہ جس میں دونوں طرف سے شرط باندھی گئی تھی۔ بیان کیا ہے تینوں نے اسے بیان کیا ہے۔

باب ھا والف

(۱۹۲) (سیدنا) **ہاشم** (رضی اللہ عنہ)

بن عتبہ بن ابی وقاص :۔ ابو وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرۃ القرشی الزہری ہے یہ صاحب سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے تھے، کنیت ابو عمرو اور عرف مرقال تھا، مکہ کی فتح کے موقعہ پر ایمان لائے اور کوفے میں سکونت اختیار کر لی۔ ان کا شمار بہادروں اور فضلا میں ہوتا تھا۔ جنگ یرموک میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ جلولا کی جنگ میں شریک تھے، جس میں ایرانیوں کو فاش شکست ہوئی تھی۔ اس فتح کو فتح الفتوح کا نام دیا گیا ہے، کیونکہ اس میں مالِ غنیمت اٹھارہ کروڑ روپے سے بھی زیادہ مالیت کا تھا معرکہ صفین میں حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے۔ فوج کا علم ان کے پاس تھا۔ اور پیادہ فوج کے کماندار تھے اور اسی معرکے میں شہید ہوئے۔ اسی بارے میں انہوں نے کہا۔

اعور یبغی اھلہ محلا - قد عالج الحیاۃ حتی ملا

ایک کانا آدمی اپنے لئے مناسب مقام چاہتا ہے، اس نے زندگی سے اس طرح کام لیا کہ تھک گیا ہے۔ لا بدان یفل او یفلا۔ اب وہ مجبور ہے کہ بھاگ جائے یا بھگا دے۔

اس جنگ میں ان کا پاؤں کٹ گیا، چنانچہ وہ اپنی جگہ پہ ٹھہرے رہے۔ اور جو آدمی بھی ان سے قریب ہوتا۔ اس سے باقاعدہ لڑتے۔ اور کہتے: الفحل یحمی شولہ معقولا "بہادر آدمی اپنے نفس کو بچاتا ہے، خواہ اس کے پاؤں بندھے ہوں" روایت ہے کہ ابو الطفیل عامر بن وائلہ نے ذیل کا شعر ان کے بارے میں کہا ہے۔

یا ھاشم الخیر جزیت الجنة - قاتلت فی اللہ عدو السنة

(ترجمہ) اے اچھے ہاشم، تجھے اللہ اس کے بدلے میں جنت دے۔ تم خدا کے لئے رسالت کے دشمن سے لڑتے رہے ہو۔

صفین کا معرکہ ۳۷ ہجری میں پیش آیا تھا۔

عبدالملک بن عمیر نے جابر بن سمرہ سے، انہوں نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے سنا، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان جزیرۃ العرب پر غلبہ پالیں گے، اسی طرح مسلمان ایران اور روم پر قبضہ کرلیں گے۔ نیز مسلمان کانے دجال کو شکست دیں گے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم کے مطابق ان کا سلسلۂ نسب یوں ہے: ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص زہری۔ اور ایک روایت میں نافع ابو ہاشم مذکور ہے۔ اور عبدالملک کی حدیث جابر سے، انہوں نے ہاشم بن عتبہ سے روایت کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن اثیر کہتے ہیں:، کہ ابن مندہ اور ابو نعیم کے قول سے معلوم ہوتا ہے، کہ ہاشم بن عتبہ کو نافع کہا جاتا تھا۔ یا ابو ہاشم نافع کی کنیت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن مندہ نے کہیں اخو ہاشم لکھا دیکھا، اور اسے ابو ہاشم سمجھ بیٹھے۔ یا کسی نسخے میں انہوں نے ابو ہاشم (غلط) لکھا دیکھا، اور اس پر غور نہیں کیا چنانچہ ابن مندہ کے تتبع میں ابو نعیم بھی یہی سمجھ بیٹھے۔ نیز یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے۔ کہ دونوں نے اس حدیث کو اولاً ہاشم سے روایت کرکے پھر دونوں نے اسی حدیث کو یہ سمجھتے ہوئے کہ نافع اور ہاشم ایک ہی آدمی کا نام ہے۔ نافع سے بھی روایت کیا۔ حالانکہ نافع اور ہاشم دونوں بھائی ہیں اور یہ حدیث دونوں سے مروی ہے۔

ان دونوں کے بارے میں علماء کے اختلاف کی نوعیت وہی ہے، جو اسی طرح کے معاملات میں اکثر ہوتی ہے، اور جس کی کئی مثالیں اس کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ محدثین میں ایک آدمی ایک حدیث کو زید سے روایت کرتا ہے۔ تو دوسرا عمرو سے، اور چونکہ حدیث کے الفاظ ایک جیسے ہوتے ہیں، اس لئے دونوں راویوں کو ایک سمجھ لیا جاتا ہے۔ ہم اپنے مقام پر نافع کا ترجمہ بیان کر آئے ہیں اور علماء نے دونوں کو بھائی قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس حدیث کی روایت نافع بن عتبہ سے صحیح ہے۔ رہے ہاشم بن عتبہ ان کا ذکر کم ہی آتا ہے۔

(۱۶۳) (سیدنا) **ہالہ** (رضی اللہ عنہ)

بن ابی ہالہ تمیمی اسیدی ۔ ہم ان کا نسب نباش بن ابی ہالہ کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں۔ اور وہ ہند بن ابی ہالہ کے (جو بنو عبدالدار بن قصی کے حلیف تھے) بھائی تھے۔ اور ان کی والدہ ام المومنین حضرت خدیجہ تھیں جو لبعد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی تھیں۔ انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور ان کے بیٹے نے ان سے روایت کی۔ ابوعمر ابن مندہ اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن مندہ نے ان کے ترجمے میں ہند بن ابی ہالہ کی وہ حدیث روایت کی ہے جو امام حسن بن علی نے ان سے روایت کی لیکن ہالہ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ اور ہم اس حدیث کو ہند کے ترجمے میں بیان کریں گے۔ بظاہر اسی وجہ سے ابونعیم نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں البتہ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ مگر حدیث بیان نہیں کی۔

ابوموسیٰ لکھتے ہیں کہ ہالہ بن ابی ہالہ کا ترجمہ حافظ ابوعبداللہ نے لکھا ہے، اور ان کے ترجمے میں ہند کی حدیث بیان کی ہے۔ نیز جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور انہیں حضرت خدیجہ کا بیٹا لکھا ہے۔ لیکن حافظ ابو عبداللہ لکھتے ہیں، کہ ہالہ ام المومنین خدیجہ کی ہمشیرہ کا نام تھا۔ اور دونوں کے والد خویلد تھے، اور ہالہ ابوالعاص بن ربیع کی والدہ تھیں۔

ابوموسیٰ نے اجازۃً ابوعدنان محمد بن احمد المطہر بن ابونزار سے، ان دونوں نے محمد بن عبداللہ الطبی سے انہوں نے سلیمان بن احمد طبرانی سے، انہوں نے علی بن محمد بن عمرو بن تمیم بن زید بن ہالہ بن ابی ہالہ تمیمی سے مصر میں سنا، کہ ان سے ابومحمد نے انہوں نے اپنے والد عمرو سے انہوں نے اپنے والد زید سے انہوں نے اپنے والد ہالہ بن ابی ہالہ سے سنا۔ کہ وہ حضور اکرمؐ کے حجرے میں داخل ہوئے۔ اور آپؐ سوئے ہوئے تھے۔ آپؐ جاگ اٹھے۔ ہالہ کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا۔ ہالہ! ہالہ! ہالہ۔

(۱۶۴) (سیدنا) **ہامہ** (رضی اللہ عنہ)

ابوزہیر: جعفر بن یحییٰ بن یونس نے ابوالنعمان سے، انہوں نے معتمر بن سلیمان سے روایت کی کہ انہیں ان کے والد ابوعثمان نے بتایا۔ کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا نام ہامہ تھا، اور وہ اپنے آپ کو بڑا دولت مند بتاتا تھا۔ حضور اکرمؐ نے اس سے دریافت فرمایا، کہ تجھے اپنے مال سے زیادہ پیار ہے، یا اپنے آزاد کردہ غلاموں کے مال سے۔ اس نے کہا، یارسول اللہ! اپنے مال سے، حضورؐ نے فرمایا۔ اے ابوزہیر! تمہارا خیال غلط ہے۔ اس مال میں تمہارا صرف اتنا حصہ

ہے۔ جس سے تم استفادہ کرتے ہو اور جو باقی بچیگا۔ وہ تیرے وارث اٹھا کرلے جائیں گے۔ اور کوئی بھی تیرا شکر گزار نہ ہوگا۔ ابوموسیٰ نے اسے بیان کیا ہے۔

(۱۶۵) (سیدنا) ہامہ (رضی اللہ عنہ)

بن الہیم بن لاقیس بن ابلیس، جعفر نے ہامہ کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن ان کے نزدیک، اس کا اسناد ثابت نہیں۔ ابوموسیٰ نے اجازۃً ابوالفرج سعید بن ابوالرجا سے، انہوں نے ابوعلی حسن بن احمد الباد (رح) سے ابوموسیٰ کہتے ہیں، ہمیں احمد بن محمد بن احمد سے، انہوں نے ابوالعباس احمد الرزوانی سے، ان دونے احمد بن موسیٰ سے، انہوں نے احمد بن حسین بن احمد البصری سے انہوں نے عبداللہ بن محمد بن علیسی الضبی بصری سے، انہوں نے حسن بن رضوان الشیبانی سے انہوں نے احمد بن موسیٰ سے (انہوں نے مالک بن دینار سے بہت سے اسناد بیان کئے ہیں، اور (انہوں نے انس بن مالک سے یہ روایت بیان کی، کہ وہ حضور اکرمؐ کی رفاقت میں، مکے کی پہاڑیوں سے دور نکل گئے تھے، کہ ایک بڈھے سے سامنا ہوگیا، جو ایک نیزے پر سہارا لئے ہوئے تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کی چال ڈھال اور آواز جنوں کی سی ہے۔ اس نے کہا۔ کہ آپ کا اندازہ درست ہے، حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ تم جنوں کے کس گروہ سے ہو؛ اس نے کہا۔ ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس کے گروہ سے۔ حضور نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے، کہ تم میں اور اس میں دو نسلوں کا فاصلہ ہے۔ اس نے کہا، درست ہے۔ حضورؐ نے پھر دریافت کیا، تمہاری عمر کتنی ہو گی۔ اس نے جواب دیا۔ میری عمر دنیا کی عمر سے چند برس ہی کم ہو گی۔ جس رات قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا میں ان دنوں چند برس کا لڑکا تھا۔ بعدہٗ میں حضرت نوحؑ کے ہاتھ پر ایمان لایا۔ پھر میں حضرت شعیبؑ حضرت ابراہیم اور حضرت علیسی علیہم السلام سے ملا۔ حضرت علیسیٰؑ نے فرمایا، کہ اگر تمہاری ملاقات محمد رسول اللہ سے ہو، تو میری طرف سے انہیں سلام کہنا۔ حضور اکرمؐ نے سلام کا جواب دیا۔ تو وہ آپؐ پر ایمان لے آیا۔ اس کے بعد آپؐ نے اسے قرآن کی دس سورتیں پڑھائیں۔ حضرت عمر سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ وفات پا گئے لیکن ہمیں اس کی وفات کے بارے میں کوئی اطلاع نہ ملی۔ امید ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہو گا۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر کہتے ہیں، ہمارے خیال میں اس کا ترک کر دینا۔ اس کے ذکر سے بہتر ہے۔ ہم نے باقی لوگوں کے تتبع میں اس کا ذکر اس لئے کر دیا۔ تاکہ اس کا ترجمہ رہ نہ جائے۔

(نوٹ :- تعجب ہے، علامہ کو یہ خیال کیوں نہ آیا۔ کہ حضرت انس بن مالک جو انصار سے ہیں۔ مکے کیسے پہنچ گئے : مترجم)

(۱۶۶) (سیدنا) ہانی (رضی اللہ عنہ)

بن جزء بن نعمان بن قیس المرادی : نعمان عطیقی کے بھائی تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فتح مصر میں موجود تھے۔ بقول ابوسعید بن یونس ان سے ایک روایت بھی مروی ہے ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶۷) (سیدنا) ہانی (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن جبلہ بن حجر بن شرجیل بن حارث بن عدی بن ربیعہ بن معاویۃ الاکرمین الکندی :- حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶۸) (سیدنا) ہانی (رضی اللہ عنہ)

بن عدی بن معاویہ بن جبلہ :- حجر بن عدی الکندی کے بھائی تھے۔ ہم ان کا نسب ان کے بھائی کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ دونوں بھائی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ابن الکلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶۹) (سیدنا) ہانی (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو ابوشریح الخزاعی :- ان کے نام میں اختلاف ہے۔ سلیمان نے انہیں ان لوگوں میں ذکر کیا ہے، جن کا نام ہانی ہے۔ ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۷۰) (سیدنا) ہانی (رضی اللہ عنہ)

بن فراس الاشجعی :- بیعت رضوان میں موجود تھے۔ کوفے میں سکونت اختیار کی، تو بیمار ہو گئے چنانچہ دونوں گھٹنوں کے نیچے تکیے استعمال کرتے تھے۔ تینوں نے ان کا مختصر سا تذکرہ کیا ہے۔ مگر بعض نے انہیں اسلمی تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۷۱) (سیدنا) ہانی (رضی اللہ عنہ)

ابومالک الکندی۔ خالد بن یزید بن مالک کے دادا تھے۔ اس میں شبہ ہے۔ کہ آیا انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ یہ امام بخاری کا قول ہے۔ انہیں شامیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

یحییٰ بن محمود نے اجازۃً باسنادہ ابن ابی عاصم سے، انہوں نے محمد بن ادریس سے، انہوں نے سلیمان بن عبدالرحمن سے، انہوں نے خالد بن یزید بن ابی مالک سے، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا ہانی سے سنا۔ کہ وہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں یمن سے حاضر ہوئے۔ آپؐ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ تو انہوں نے قبول کر لی۔ اس پر حضورؐ نے ان کے لئے دعائے برکت فرمائی اور انہیں یزید بن ابی سفیان کے پاس ٹھہرایا۔

جب حضرت ابوبکرؓ نے شام پر چڑھائی کے لئے لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ تو جناب ہانی بھی یزید بن سفیان کے لشکر میں شامل تھے۔ لشکر تو لوٹ آیا۔ مگر یہ وہیں رہ گئے۔ ابوحاتم رازی کا قول ہے کہ جناب ہانی عبدالرحمن بن ابی مالک کے دادا تھے۔ انہیں صحبت نصیب ہوئی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۷۲) (سیدنا) ہانیؓ (رضی اللہ عنہ)

المخزومی:۔ علی بن حرب الطائی نے، ابوایوب یعلی بن عمران البجلی سے (جو جریر کی اولاد سے تھے) انہوں نے مخزوم بن ہانی الطائی سے، انہوں نے اپنے والد سے (جن کی عمر اس وقت ڈیڑھ سو برس تھی) سنا، کہ جس رات کو حضور اکرمؐ کی ولادت ہوئی۔ ایوان کسریٰ میں زلزلہ آ گیا، اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ ساوہ کی جھیل خشک ہو گئی، وادی سماوہ میں سیلاب آ گیا۔ اور فارس کے آتش کدے کی آگ، جو گذشتہ ہزار برس سے نہیں بجھی تھی، بجھ گئی۔ نیز موبدوں نے خواب میں ایک سرکش اونٹ کو دیکھا، جو عربی نسل کے گھوڑوں کی رونمائی کر رہا تھا، انہوں نے دجلہ کو عبور کیا اور تمام ایران میں پھیل گئے۔

جناب ہانی نے یہ حدیث تفصیل سے بیان کی۔ ابن دباغ نے اسے ابن السکن سے بیان کیا ہے۔ اس حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں۔ جس سے راوی کی صحبت ثابت ہو۔ واللہ اعلم

(۱۷۳) (سیدنا) ہانیؓ (رضی اللہ عنہ)

بن نیار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن بلی ابوبردہ بلوی جو انصار کے حلیف تھے۔ یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔ وہ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور تھے۔ اور براء بن عازب کے ماموں تھے۔ نیز وہ بیعت عقبہ میں موجود تھے۔ اسی طرح تمام غزوات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔

ابوجعفر عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکیر سے انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بیعت عقبہ بیان کیا، کہ ابو بردہ کا نام ہانیٔ بن نیار بن عمرو بن عبید بن عمرو بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن ہنی بن بلی ہے اور اسی اسناد سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر، ابن اسحاق نے جو بنو حارث بن خزرج کا حلیف ہے۔ بیان کیا۔ کہ ابو بردہ بن نیار کا نام ہانیٔ تھا، اور وہ لاولد تھے۔ انہوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی، اور ان سے براء بن عازب نے اور تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی۔

اسماعیل بن علی بن عبید اور ابراہیم بن محمد الفقیہ وغیرہ نے اس اسناد سے جو محمد بن عیسیٰ تک پہنچتا ہے بیان کیا، کہ ہم سے قتیبہ نے۔ ان سے یزید بن ابی حبیب نے۔ ان سے بکیر بن عبداللہ بن اشج نے، ان سے سلیمان بن یسار نے، ان سے عبدالرحمان بن جابر بن عبداللہ نے۔ ان سے ابو بردہ بن نیار نے بیان کیا، کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ کسی شخص کو دس دروں سے زیادہ نہ مارے جائیں، سوائے حدود اللہ کے۔ کہتے ہیں انہوں نے ۴۵ ہجری میں وفات پائی، ایک دوسری روایت میں ۴۱ یا ۴۲ ہجری مذکور ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶۴) سیدنا ہانیٔ (رضی اللہ عنہ)

بن یزید بن نہیک بن درید بن سفیان بن ضباب ان کا نام سلمہ بن حارث بن ربیعہ بن حارث بن کعب الحارثی تھا، ایک روایت میں ہانیٔ بن یزید بن کعب المذحجی حارثی آیا ہے۔ یہ ابوعمر وغیرہ کا قول ہے ابن مندہ نے انہیں النخعی لکھا ہے، لیکن اول الذکر روایت زیادہ درست ہے۔ اگرچہ نخع بھی بنو مذحج کی ایک شاخ ہے لیکن ہانیٔ کا تعلق بنو نخع سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ حارث بن کعب کی اولاد سے ہیں۔ جو بنو مذحج سے ہیں۔ ان کی کنیت بڑے بیٹے کی وجہ سے ابو شریح تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے ان کی کنیت ابوالحکم تھی۔ عبدالوہاب بن علی نے باسنادہ ابوداؤد بن اشعث سے، انہوں نے ربیع بن نافع سے، انہوں نے یزید بن مقدام بن شریح سے۔ انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے اپنے دادا شریح سے، انہوں نے اپنے والد ہانیٔ سے سنا کہ جب وہ اپنی قوم کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپؐ نے سنا کہ ان کی قوم کے آدمی انہیں ابوالحکم کہہ کر مخاطب کر رہے تھے۔ حضورؐ نے انہیں طلب فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ ان کی کنیت ابوالحکم ہے۔ حضورؐ

نے فرمایا، حکم تو اللہ کا صفاتی نام ہے۔ اس لئے تم ابوالحکم نہ کہلواؤ۔ انہوں نے عرض کیا، جب میری قوم میں کوئی جھگڑا اٹھ کھڑا ہوتا ہے، تو یہ لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ میں ان کے منافقات کا فیصلہ ایسے طریقے پر کرتا ہوں، کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں مطمئن ہو جاتے ہیں۔ حضور اکرمؐ نے ان کی تحسین فرمائی۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ تمہارے کتنے بیٹے ہیں، انہوں نے عرض کیا۔ شریح، مسلم اور عبداللہ، اور اول الذکر سب سے بڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، پس آج سے تم ابوشریح ہو۔

یحیٰی بن محمود نے باسنادہ جو ابن ابوعاصم تک جاتا ہے۔ بتایا، کہ انہوں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے انہوں نے یزید بن مقدام بن شریح سے، انہوں نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا، یارسول اللہ! وہ کون سا عمل ہے جس سے میں لازمی طور پر جنت حاصل کر سکوں۔ فرمایا، حسنِ کلام اور خدا کے نام پر محتاجوں کو کھانا کھلانا تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶۵) (سیدنا) ہبار (رضی اللہ عنہ)

بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزی بن قصی القرشی: ان کی والدہ کا نام فاختہ دختر عامر بن قرط قشیریہ تھا اور ان کے دو اخیافی بھائی ہبیرہ اور حزن تھے۔ اور ان کے والد کا نام ابو وہب مخزومی تھا جناب حزن مشہور تابعی سعید بن مسیب کے دادا تھے، اور انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت میسر آئی۔

یہ ہبار وہی آدمی ہے، جس نے ایک اور بدقماش کے ساتھ حضرت زینب دختر رسول کریمؐ کا اس وقت تعاقب کیا تھا۔ جب ان کے شوہر ابوالعاص نے انہیں مدینے روانہ کیا تھا۔ اس دوران میں ہبار ان پر لپکا، ان کے کجاوے پر حملہ کیا، اور اونٹنی کو دو چار ڈنڈے لگائے۔ چونکہ جناب زینب حاملہ تھیں، زمین پر گرنے سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ حضورؐ کو جب اس زیادتی کا علم ہوا۔ تو فرمایا، اگر ہبار تمہارے ہتھے چڑھ جائے، تو اسے آگ میں ڈال دینا۔ فرمایا نہیں۔ اللہ کے بغیر اور کوئی ایسی سزا دینے کا مجاز نہیں ہے۔ اس لئے اگر قابو آجائے، تو قتل کر دینا۔ لیکن وہ کسی کے قابو نہ آیا۔ آخر جب مکہ فتح ہوا۔ تو اسلام لا کر تعزیر سے جان بچا لے گیا۔

محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ میں جعرانہ سے واپسی پر حضور اکرمؐ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ہبار بن اسود، دروازے کے سامنے آکھڑا ہوا۔ حاضرین نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہبار بن اسود، فرمایا، ہاں میں نے دیکھ لیا ہے۔ اتنے میں ایک آدمی اس سے نمٹنے کو اٹھا۔ فرمایا

بیٹھے رہو۔ اس دوران میں ہبار حضور کے قریب آگیا، اور سلام عرض کر کے کلمۂ شہادت پڑھا۔ پھر گزارش کی۔ یارسول اللہ میں آپؐ کے ڈر سے گھبرا کر اِدھر اُدھر بھاگتا پھرا، اور ارادہ کیا، کہ کسی دوسرے ملک میں چلا جاؤں لیکن پھر مجھے آپؐ کے حسنِ خلق کا خیال آیا، کہ کس فراخ حوصلگی سے آپؐ نے ہماری حماقتوں اور جہالتوں سے درگزر فرمایا ہے، یارسول اللہ! ہم مشرک تھے۔ اللہ نے ہمیں آپ کے طفیل ہدایت عطا فرمائی اور ہمیں تباہی اور بربادی سے بچالیا۔ التجا کرتا ہوں۔ کہ آپؐ میری تقصیرات سے درگزر فرمائیں اور جو کچھ آپؐ نے میرے بارے میں سنا ہے۔ اُسے فی سبیل اللہ بھول جائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ گفتگو سنی۔ تو فرمایا۔ میں نے تجھے معاف کیا۔ اور اللہ کا تجھ پر کتنا کرم ہے کہ تجھے قبول اسلام کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اسلام زمانۂ جاہلیت کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔

حسن بن محمد بن ہبتہ اللہ شافعی نے ابوالعشائر محمد بن خلیل بن فارس القیسی سے انہوں نے قاسم بن علی بن محمد بن علی بن ابوالعلاء مصیصی سے، انہوں نے ابو محمد عبدالرحمٰن بن عثمان بن ابونصر سے، انہوں نے ابوالسحاق ابراہیم بن محمد بن ابوثابت سے، انہوں نے عبدالحمید بن مہدی سے، انہوں نے معافی سے، انہوں نے محمد بن سلمہ سے، انہوں نے فزاری سے، انہوں نے عبداللہ بن ہبار سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہ جناب ہبار نے اپنی لڑکی کی شادی کی۔ تو انہوں نے اس کی شادی پر ڈھول اور دف بجوایا جب رسولِ اکرمؐ کو اس کا علم ہوا۔ تو آپؐ نے فرمایا، یہ کیا حرکت ہے۔ اُسے بتاؤ۔ پھر فرمایا۔ یہ نکاح ہے، بدکاری تو نہیں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹۶) سیدنا ہبار (رضی اللہ عنہ)

بن سفیان بن عبدالاسد بن بلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی مخزومی: وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد کے بھتیجے اور قدیم الاسلام تھے، اور ہجرتِ حبشہ میں شریک تھے۔

ابوجعفر نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ مہاجرینِ حبشہ از بنو مخزوم، اور ہبار بن سفیان اور ان کے بھائی عبداللہ بن سفیان کا ذکر کیا ہے۔ ایک روایت کے رو سے وہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے۔ ابوعمر کے نزدیک یہ روایت مخدوش ہے۔ کیونکہ ابن عقبہ اور ابن اسحاق میں سے کسی نے بھی ان کا نام مقتولینِ موتہ میں شمار نہیں کیا۔ جبکہ ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ وہ جنگ اجنادین میں، جو حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں واقع ہوئی تھی۔ شہید ہوئے تھے۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کا

ذکر کیا ہے۔

(۱۶۷) (سیدنا) ہبار (رضی اللہ عنہ)

بن صیفی: ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔ لیکن اس میں شبہ ہے۔ ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے

(۱۶۸) (سیدنا) ہُبَیب (رضی اللہ عنہ)

بن مُغفل الغفاری: ابونعیم نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: ہُبَیب بن عمرو بن مغفل بن واقعہ بن حرام بن غِفار الغفاری۔ ان کے والد کو مغفل اس لئے کہتے تھے، کہ انہیں اپنے اونٹ کو داغ دینا بھول گیا تھا۔ انہوں نے بصرے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

ابوالفضل بن ابوالحسن مخزومی نے باسنادہ جو احمد بن علی تک پہنچتا ہے۔ بتایا، کہ ہارون بن معروف نے عبداللہ بن وہب سے، انہوں نے عمرو بن حارث سے، انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے اسلم بن ابوعمران سے، انہوں نے ہبیب بن مغفل سے سنا، کہ انہوں نے محمد بن عُلَیْبَہ القرشی کو دیکھا، کہ وہ اپنی ازار (دھوتی) کو زمین پر گھسیٹ رہے تھے۔ ہبیب نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ میں نے رسولِ اکرم کو یہ فرماتے سنا، کہ جو شخص اپنی ازار تکبر سے زمین پر گھسیٹتا ہے۔ وہ اسے جہنم میں گھسیٹتا ہے۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۱۶۹) (سیدنا) ہبیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن سُبل بن عجلان بن عتاب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف الثقفی: ابوموسیٰ نے کتابۃً ابوعلی سے، انہوں نے ابونعیم سے، انہوں نے ابوالعباس احمد بن محمد بن یوسف البغوی سے، انہوں نے ابن سعد سے، انہوں نے ابوبکر بن محمد بن ابومیسرہ سے یا مرۃ المکی سے، انہوں نے مسلم بن خالد سے۔ انہوں نے ابن جریج سے یا ابن جریہ سے روایت کی، کہ جب رسولِ اکرم نے فتح مکہ کے بعد طائف پر چڑھائی کی۔ تو آپ نے مکہ میں ہبیرہ بن سبل بن عجلان کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اور جب آپ طائف سے واپس تشریف لے آئے۔ اور مدینے جانے کا ارادہ فرمایا۔ تو حضور نے عتاب بن اسید کو مکے کا والی مقرر فرمایا، اور اسی طرح آٹھویں سال ہجرت کا امیر حج بھی۔

یحییٰ بن محمود نے ابونصر محمد بن احمد بن عبداللہ تکرینی سے، انہوں نے ابومسلم محمد بن علی بن محمد بن مہرایزد سے، انہوں نے ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم سے، انہوں نے ابوعروبہ حرانی سے، انہوں نے سلمہ بن شبیب سے، انہوں نے عبدالرزاق سے، انہوں نے ابن جریج سے روایت کی،

کہ فتح مکہ کے بعد جس شخص نے مکے میں اول از ہمہ مسلمانوں کو نماز پڑھائی، وہ ہبیرہ بن سہل بن عجلان تھے۔ ان کا تعلق بنو ثقیف سے تھا۔ اور صلح حدیبیہ کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔ ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے

ابن اثیر کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ امر مخدوش ہے، کہ فتح مکہ کے بعد وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی۔ کیونکہ فتح مکہ کے بعد، جب تک حضور اکرمؐ مکے میں قیام فرما رہے آپؐ ہی امامت فرماتے رہے۔ ہاں البتہ یہ کہنا درست ہو گا۔ کہ فتح مکہ کے بعد وہ پہلے حاکم شہر تھے کہ جن کی اقتدا میں مسلمانوں نے نماز ادا کی۔

(۱۷۰) (سیدنا) ہبیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن مغاضۃ العامری۔ جب حضور اکرمؐ کی وفات کے بعد، فتنۂ ارتداد نے زور باندھا، تو انہوں نے بنو سلیم کو کہلا بھیجا، کہ وہ اسلام پر قائم رہیں۔ ابن اسحاق سے وثیمہ نے یہ قول نقل کیا ہے۔ یہ ابن الدباغ کا بیان ہے۔

(۱۷۱) (سیدنا) ہُبَیل (رضی اللہ عنہ)

بن کعب کا تعلق بنو ریان سے تھا۔ جس عہد میں حضور اکرمؐ نے سکاسک اور سکون کے درمیان قیام فرمایا تھا۔ تو معاذ بن جبل اور مازن بن خیثمہ نے انہیں حضورؐ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ اور آپؐ نے ان دو قبیلوں کے درمیان مواخات قائم فرمائی تھی۔ اسے صفوان بن عمرو بن قیس بن ثور بن مازن بن خیثمہ نے بیان کیا ہے۔

(۱۷۲) (سیدنا) ہبیل (رضی اللہ عنہ)

بن وبرۃ الانصاری۔ جن کا تعلق بنو عوف بن خزرج سے ہے، جو عصمۃ بن وبرہ انصاری کے بھائی تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق یہ دونوں بھائی حصین بن وبرہ بن خالد بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن خزرج بن ثعلبہ کے بیٹے ہیں۔ ہم عصمۃ کا ترجمہ بیان کر آئے ہیں۔ بقولِ عروہ دونوں بھائی غزوۂ بدر میں شریک تھے۔

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۷۳) (سیدنا) ہجیع (رضی اللہ عنہ)

بن قیس: ابو بکر بن ابو علی نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ اور انہوں نے باسنادہ ہشیم سے انہوں نے عبد الرحمٰن بن یحییٰ سے، انہوں نے ہجیع بن قیس سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی کے دل میں یہ خواہش ہو۔ کہ وہ حضرت عیسٰی اور ان کی والدہ جناب مریم علیہما السلام کی زیارت سے فیض یاب ہو۔ اسے ابوذرؓ کو دیکھ لینا کافی ہو گا۔ ابن ابو حاتم کہتے ہیں کہ جناب ہجیع، حضرت علیؓ سے اور ابراہیم نخعی سے مرسل حدیث بیان کرتے ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۷۴) (سیدنا) ہداج (رضی اللہ عنہ)

الحنفی: ان کا تعلق بنو عدی بن حنیفہ سے تھا۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ ان سے ان کے بیٹے نے روایت کی۔ کہ ایک شخص حضور اکرمؐ کے پاس آیا۔ جس کی ڈاڑھی زرد رنگ کی تھی۔ آپ نے فرمایا، یہ اسلامی خضاب ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور آیا۔ جس کی ڈاڑھی کا رنگ سرخ تھا، فرمایا۔ یہ ایمانی خضاب ہے۔ انہوں نے زمانۂ جاہلیت کو بھی پایا تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں، اس حدیث کا اسناد قوی نہیں۔

(۱۷۵) (سیدنا) ہدار (رضی اللہ عنہ)

الکنانی: ان کا شمار اہل حمص میں ہوتا ہے۔ محمد بن عوف بن سفیان نے اپنے والد سے انہوں نے شقیر حضرت عباسؓ کے آزاد کردہ غلام سے سنا، وہ کہتے ہیں، کہ میں نے جناب ہدار کو سنا۔ جب وہ عباس بن ولید کو میدے کی روٹی کھانے پر ناراض ہو رہے تھے۔ کہہ رہے تھے، کہ حضور اکرمؐ نے زندگی بھر ایک دن بھی گندم کی روٹی پیٹ بھر نہ کھائی۔ کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے یہ حدیث محمد بن عوف سے سنی۔

تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابو عمر نے اختصار سے کام لیا۔ اور صرف اتنا لکھا ہدار الکنانی کو حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔

(۱۷۶) (سیدنا) ہدم (رضی اللہ عنہ)

بن مسعود: ابن ماکولا نے ان کا نام ہدم بہ کسرۂ اول و سکون دوم لکھا ہے۔ اور ان کا نسب ہدم بن

مسعود بن عدی بن بجاد بن عبد بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عبس العبسی ہے یہ ان نو آدمیوں میں شامل تھے۔ جو ان کے قبیلے سے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے یہ ابن کلبی کا قول ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۷۷) (سیدنا) ہارہ (رضی اللہ عنہ)

جعفر کہتے ہیں، یہ ابوالہ یذنبوی کا نام ہے۔ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی انہوں نے ابوالعباس محمد بن عبد الرحمٰن الدغولی سے روایت کی۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

(۱۷۸) (سیدنا) ہدیل (رضی اللہ عنہ)

ابن ابی الدنیا نے عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیث کے بعد ذکر کیا ہے۔ کہ دو معذور میاں بیوی کا ایک لڑکا تھا۔ وہ مرگیا۔ حضور اکرمؐ کو معلوم ہوا، تو فرمایا۔ اگر کسی آدمی کو کسی دوسرے آدمی کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا۔ تو اس لڑکے کو معذور والدین کی خاطر چھوڑ دیا جاتا۔ اس کے بعد ابن ابی الدنیا نے کہا کہ یعقوب بن عبید نے قبیصہ سے انہوں نے ابوالسوداء سے، انہوں نے ابن سابط سے روایت کی، کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اگر کسی کو کسی ضرورت کے پیشِ نظر یا کسی کی مفلسی کی خاطر چھوڑ دیا جاتا۔ تو ہدیل کو اس کے والدین کی خاطر زندہ رہنے دیا جاتا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۷۹) (سیدنا) ہُذَیم (رضی اللہ عنہ)

التغلبی: ایک روایت میں ادیم مذکور ہے۔ ان سے ضبی بن معبد نے روایت کی ہے ادیم کے ترجمے میں ہم پہلے ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ مگر ہدیم زیادہ مشہور ہے۔

(۱۸۰) (سیدنا) ہُذَیم (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ بن علقمہ بن مطلب بن عبد مناف۔ یہ اور ان کے بھائی جنادہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے۔ حضورؐ سے ان کی صحبت مذکور نہیں۔ ابن اثیر کہتے ہیں، بلاشبہ انہیں یہ شرف حاصل ہوا۔ کیونکہ ابو عمر نے ان کے بھائی جنادہ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ انہیں جنگ یمامہ میں شہادت نصیب ہوئی۔ ابو موسیٰ اور ابو عمر دونوں نے ان کے والد عبد اللہ کا ذکر کیا ہے۔ ان کی کنیت ابو نبقہ تھی۔ اور حضور اکرمؐ نے انہیں خیبر میں جاگیر عطا کی تھی۔ اس سے ان کے اسلام اور شرفِ صحبت کا علم ہوتا ہے۔ نیز فتح مکہ کے بعد قریش میں کوئی ایسا آدمی نہیں رہ گیا تھا۔ جو مسلمان نہ ہو گیا ہو۔ علاوہ ازیں حضور اکرمؐ کی وفات از

جنگ یمامہ کے درمیان زیادہ عرصہ نہیں، تاکہ کہا جاسکے کہ جناب ہذیم حضورؐ کے بعد اسلام لائے ہوں گے۔ واللہ اعلم۔ ابو عمر نے ان کا نام ہریم لکھا ہے۔

(۱۸۱) (سیدنا) ہرم (رضی اللہ عنہ)

بن حیان العبدی: کم عمر صحابہ میں سے تھے۔ خلیفہ نے ولید بن ہشام سے، انہوں نے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی کہ عثمان بن ابو العاص نے ہرم بن حیان کو ۱۶ ہجری میں، قلعۂ الشیوخ کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ پھر ۱۸ ہجری میں ابو شہر کی تسخیر ان کے سپرد ہوئی۔ دورانِ محاصرہ حاکم شہر نے ایک عورت کو دیکھا، کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے بیٹے کو کھا رہی تھی۔ حاکم شہر نے یہ دل دوز منظر دیکھ کر صلح کر لی۔ اور شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۸۲) (سیدنا) ہرم (رضی اللہ عنہ)

بن خنبش:۔ ایک روایت میں وہب مذکور ہے۔ شعبی نے ان سے روایت کی، کہ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ ایک خاتون نے دریافت کیا، یارسول اللہ! میں عمرہ کس مہینے میں ادا کروں، فرمایا، رمضان میں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۸۳) (سیدنا) ہرم (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ انصاری۔ ان کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا۔ اور یہ ان لوگوں میں شامل تھے۔ جن کے بارے میں قرآنِ حکیم کی یہ آیت اتری، "تولوا و اعینہم تفیض من الدمع" ابو عمر نے ان کا نام ہرم تحریر کیا ہے۔ لیکن ان کے علاوہ اور لوگوں نے ہرمی تحریر کیا ہے۔

(۱۸۴) (سیدنا) ہرم (رضی اللہ عنہ)

بن قطبۃ الفزاری: یہ وہ صاحب ہیں، جنہوں نے عیینہؓ بن حصن کو، فتنۂ ارتداد کے دوران میں ثابت قدم رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ وثیمہ نے ابن اسحاق سے یہ قول بیان کیا ہے، جسے ابن الدباغ نے ذکر کیا ہے۔

(۱۸۵) (سیدنا) ھُرم (رضی اللہ عنہ)

بن مسعدہ:۔ ابو حفص بن شاہین نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور باستادہ ہشام بن محمد سے، انہوں نے ابو التقب العبسی سے روایت کی، کہ بنو عبس کے نو آدمی حضور اکرمؐ کی خدمت میں بہ صورت

وفد حاضر ہوئے۔ ان میں ہرم بن مسعدہ بھی شامل تھے۔ ان سب نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ہدم کے ترجمے میں ان کا ذکر کرنے کے بعد دوبارہ ہرم کے تحت بھی ان کا ذکر کیا ہے، جو غلط ہے، کیونکہ ابن ماکولا نے جو اس فن کے امام ہیں۔ ان کا نام ہدم ہی لکھا ہے۔ نیز ہشام بن محمد الکلبی نے الجمہرہ میں ہدم ہی تحریر کیا ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تصحیف ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۸۶) (سیدنا) ہرماس (رضی اللہ عنہ)

بن زیاد بن مالک بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ بن غنم بن قتیبہ الباہلی جو قیس عیلان ہیں۔ ان کی کنیت ابوحدیر تھی۔ ایک روایت میں ان کا نام شریح مذکور ہے۔ ان سے عکرمہ بن عمار نے روایت کی ہے۔ ابن ماکولا نے انہیں یمامی تحریر کیا ہے۔ اور یمامہ کے رہنے والے سب بنو حنیفہ سے ہیں۔

ابوالفرج عیسیٰ بن محمود نے سحامی سے، انہوں نے ابوسعد جرجرودی سے، انہوں نے ابوعمرو بن ہمدان سے، انہوں نے ابویعلی موصلی سے، انہوں نے عبداللہ بن بکار سے، انہوں نے عکرمہ بن عمار سے، انہوں نے ہرماس بن زیاد سے روایت کی، کہ انہوں نے رسول کریمؐ کو حجۃ الوداع کے موقعہ پر اونٹ کی پیٹھ سے لوگوں کو خطاب کرتے دیکھا

یعیش بن صدقہ بن علی نے باسنادہ احمد بن شعیب سے، انہوں نے عبدالرحمان بن محمد بن سلام سے انہوں نے عمر بن یونس سے، انہوں نے عکرمہ بن عمار سے، انہوں نے ہرماس بن زیاد سے روایت کی۔ کہ میں ابھی لڑکا ہی تھا۔ کہ میں نے اپنے ہاتھ حضور اکرمؐ کی طرف بیعت کے لئے پھیلائے۔ لیکن حضورؐ نے انکار کر دیا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۸۷) (سیدنا) ہرمزؓ (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت کے رو سے ان کا نام کیسان تھا، اور حضور اکرمؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عطاء بن سائب سے مروی ہے۔ کہ میں حضرت علیؓ کی صاحبزادی ام کلثوم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ مجھے ہرمز یا کیسان نے بتایا۔ کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا، کہ ہم صدقات کا مال نہیں کھاتے۔ ایک روایت میں ان کا نام مہران یا میمون بھی بیان ہوا ہے۔

ابواحمد عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضورؐ کے آزاد کردہ غلام کیسان، ہرمز ہی

تھے۔ ابن ابی خیثمہ وغیرہ نے ان کا ترجمہ اسی طرح بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں، کہ کیسان آل ابی طالب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اور غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۸۸) (سیدنا) ہرمز (رضی اللہ عنہ)

بن ماہان فارسی احمد بن عمر بن ابوسعد انہ نے والد سے، انہوں نے دادا سے، انہوں نے ہرمز بن ماہان سے جو ایرانی تھے، سنا کہ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے اور آپؐ نے انہیں خالد بن ولید کے لشکر میں شامل فرمادیا۔ وہ پھر حاضر خدمت ہو کر ملتجی ہوئے، کہ انہیں صدقہ سے کچھ رقم عطا فرمائی جائے۔ فرمایا۔ صدقہ نہ تو میرے لئے حلال ہے اور نہ میرے اہل بیعت کے لئے۔ اس کے بعد حضورؐ نے انہیں ایک دینار عطا فرمایا۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں۔ ابن مندہ نے اس سے پہلے ترجمے میں بیان کیا ہے کہ ہرمز حضور اکرمؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابن موسیٰ نے اسی ترجمے کو بیان کیا ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں، کہ ان دونوں کے خیال میں یہ دو آدمی ہیں۔ لیکن ابن اثیر کی رائے یہ ہے، کہ دونوں ایک ہیں۔ ہرمز ایرانی نام ہے اور حدیث کا مضمون بھی ایک ہی ہے۔ اور دونوں تراجم میں انہیں حضور اکرمؐ کا آزاد کردہ غلام کہا گیا ہے۔ اگر یہ صاحب غلام نہ ہوتے۔ تو حضورؐ انہیں صدقہ دینے سے کیوں انکار کرتے، اور کیوں فرماتے کہ صدقہ میرے لئے اور میرے اہل بیت کے لئے حرام ہے۔ اور اگرچہ اس ترجمے میں مولیٰ کا لفظ مذکور نہیں۔ لیکن فحوائے کلام سے یہ سمجھا جاسکتا ہے۔

(۱۸۹) (سیدنا) ہرمی (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن رفاعہ بن نجدہ بن مجدعہ بن عامر بن کعب بن واقف، ان کا نام مالک بن امرؤ القیس بن مالک بن اوس انصاری اوسی واقفی ہے جناب ہرمی قدیم الاسلام ہیں، اور ان لوگوں میں شامل تھے، جو غزوۂ تبوک کے موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سواری کے لئے حاضر ہوئے تھے، اور جب خواہش پوری نہیں ہوئی تھی۔ تو روتے واپس ہوئے تھے۔ یہ ابوعمر کلبی ابونعیم کا قول ہے ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ ابوعمر کے نزدیک ان کا نام ہرم انصاری ہے۔ اور بنو عمر بن عوف سے ہیں کیونکہ بنو واقف ان کے حلیف تھے۔ اس لئے جناب ہرم کو بھی بنو عمرو بن عوف سے سمجھ لیا گیا۔

ابن مندہ لکھتے ہیں۔ کہ ہرمی بن عبداللہ واقفی کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔ لیکن بغیر ثبوت کے اور

انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے ثمامہ بن قیس سے، انہوں نے ہرمی بن عبداللہ سے روایت کی جو حضور اکرمؐ کے زمانے میں تھے اور انہیں صحابہ کی صحبت میسر آئی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابن مندہ نے ہرمی بن عبداللہ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ان سے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ ہاں البتہ انہوں نے اجازۃً ہمیں ان کی طرف سے وہ حدیث سنائی۔ جو ابوالقاسم، اسماعیل بن محمد بن فضل نے احمد بن خلف سے، انہوں نے ابوالطاہر سے، انہوں نے ابو حامد بن بلال سے، انہوں نے ابوالازہر سے، انہوں نے یعقوب بن ابراہیم سے، انہوں نے ابی سے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے ثمامہ بن قیس بن رفاعہ واقفی سے، انہوں نے ہرمی بن عبداللہ سے۔ جو حضور اکرمؐ کے عہد میں پیدا ہوئے اور انہیں کثیر التعداد صحابہ کی صحبت نصیب ہوئی سنا۔ آپ نے فرمایا۔ جو شخص جمعے کی اذان سنتا ہے۔ اور نماز پڑھنے کے لئے مسجد کا رُخ نہیں کرتا۔ تو اس کے لیے کا دوسرا جمعہ اسے زیادہ بوجھل معلوم ہوگا۔ اسی طرح اگر وہ متواتر چار جمعوں کی اذانیں سنتا ہے، اور نماز پڑھنے نہیں جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ ابراہیم نے محمد بن اسحاق سے مختصراً روایت کی ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ابو نعیم، ابو عمر اور ابن کلبی نے انہیں ان لوگوں میں شمار کیا ہے، جو غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضور اکرمؐ سے سواری مانگنے آئے تھے۔ ابن ماکولا لکھتے ہیں، کہ ہرمی سوائے غزوۂ تبوک کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ لیکن ابن مندہ اور ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ جناب ہرمی حضور اکرمؐ کے زمانے میں بچے تھے۔ لیکن ابن ماکولا کی رائے درست ہے۔

عدوی اور ابن ماکولا کی سوچ ایک جیسی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں ابن ماکولا کے بیان میں اختلاف ہے چنانچہ واقفی کے ترجمے میں وہ لکھتے ہیں، ہرمی بن عبداللہ بن رفاعہ بن نجدہ بن مجدعہ بن کعب الواقفی سوائے تبوک کے تمام غزوات میں شریک تھے، اور ان لوگوں میں شامل تھے۔ جو حضور اکرمؐ سے سواری مانگنے آئے تھے۔ ان سے عبیداللہ بن حصین الوائلی نے روایت کی ہے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق ان کا نام ہرمی بن عقبہ تھا۔ اور انہوں نے خزیمہ بن ثابت سے روایت کی ہے۔

ہرمی کے ترجمے میں لکھتے ہیں: ہرمی بن عبداللہ بن رفاعہ بن نجدہ بن مجدعہ بن کعب الواقفی۔ تبوک کے بغیر تمام غزوات میں موجود رہے۔ اور ان لوگوں میں شامل تھے جو حضور اکرمؐ سے سواری مانگنے آئے تھے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ ہرمی بن عبداللہ نے خزیمہ بن ثابت سے حدیث روایت کی۔ اور ان سے

عبدالملک بن عمرو الخطمی اور عمرو بن شعیب نے روایت کی۔ ایک روایت کے مطابق ان کا نام ہرم تھا۔ انہیں بنو واقف سے شمار کیا ہے۔ اور لکھا ہے، کہ وہ غزوۂ خندق میں شریک تھے۔ اور ان لوگوں میں شامل تھے، جو حضور اکرمؐ سے سواری مانگتے گئے تھے۔ نیز انہوں سے خزیمہ سے روایت کی ہے۔

وہ آگے چل کر لکھتے ہیں، کہ وہ ہرمی جنہوں نے خزیمہ سے روایت کی، وہ اہل واقفی سے جو غزوۂ خندق میں موجود تھے۔ اور حضورؐ سے سواری مانگنے گئے تھے مختلف آدمی ہیں۔ اگر ابن ماکولا، ان اقوال کو ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کسی امام کی طرف منسوب کر دیتے، کیونکہ ان کے ہاں ایسے اختلاف کی کمی نہیں تو ان سے ذمہ داری کا بوجھ اتر جاتا۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔

(۱۹۰) (سیدنا) ہریم (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن علقمہ بن مطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی: اپنے بھائی جنادہ کے ساتھ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے۔ ابو عمر نے مختصراً ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولا نے ان کا نام ہذیم تحریر کیا ہے

(۱۹۱) (سیدنا) ہزال (رضی اللہ عنہ)

بیعت رضوان میں شریک تھے۔ معاویہ بن قرہ نے ان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا، تم لوگ بعض اوقات ایسے گناہ کر بیٹھتے ہو۔ جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی باریک ہوتے ہیں۔ حالانکہ ہم انہیں گناہوں کو حضور اکرمؐ کے زمانے میں ہلاکت انگیز گردانتے تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان سے اس کے علاوہ اور کوئی حدیث نہیں سنی گئی۔

(۱۹۲) (سیّدنا) ہزال (رضی اللہ عنہ)

بن مرہ اشجعی: ازرق نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابو عمر نے انتصار سے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹۳) (سیدنا) ہزال (رضی اللہ عنہ)

بن ذیاب بن یزید بن کلیب بن عامر بن خزیمہ بن مازن بن حارث بن سلامان بن اسلم بن افصی الاسلمی: ابو عمر نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم کے مطابق ان کا نسب یوں ہے! "ہزال بن یزید الاسلمی"، شعبہ نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے محمد بن منکدر سے، انہوں نے ابن ہزال سے، انہوں نے اپنے والد ہزال سے روایت کی، کہ جس دن ہم نے ماعز کو رجم کیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا، اگر تم ماعز کی میت کو اپنے کپڑے ہی سے ڈھانپ دیتے، تو کتنا اچھا ہوتا۔

یحییٰ بن ابی کثیر نے ابی سلمہ سے، انہوں نے نعیم بن ہزال سے روایت کی، کہ ہزال کے پاس ایک لونڈیا تھی، جو ان کی بکریاں چراتی تھی۔ ماعز نے اس سے جماع کیا، تو ہزال نے اسے فریب دیا اور کہا، آؤ تمہیں حضور اکرمؐ کے پاس لے چلیں۔ آپ کو اصل واقعہ بتائیں، شائد قرآن کا کوئی حکم نازل ہو۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا، تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کی سزا رجم ہے۔ چنانچہ ماعز کو رجم کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضور اکرمؐ نے فرمایا" ہزال! اگر تم ماعز کی میت کو اپنے کپڑے سے ڈھانپ دیتے، تو اس پر تمہیں ثواب ملتا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹۴) (سیدنا) ہزان (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو:۔ ابن اسحاق نے بہ سلسلۂ شرکائے بدر از بنو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج، ہزان بن عمرو بن قریوس بن غنم بن سالم کا نسب تحریر کیا ہے۔ یہ جعفر کا قول ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے

(۱۹۵) (سیدنا) ہزیل (رضی اللہ عنہ)

بن شرجیل، کوفہ کے تابعین میں سے تھے۔ انہوں نے زمانۂ جاہلیت کو بھی پایا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر اختصار سے کیا ہے۔

(۱۹۶) (سیدنا) ہشام (رضی اللہ عنہ)

بن حبیش بن خالد بن اشعر: یحییٰ بن یونس کہتے ہیں مجھے اس کا علم نہیں کہ آیا انہیں حضورؐ کی صحبت میسّر آئی یا نہ۔ لیکن ابو حاتم بن حیان کہتے ہیں، کہ جناب ہشام کو حضور کی صحبت نصیب ہوئی۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر سے سماع کیا۔ اور یہ سب کچھ جعفر المستغفری کا بیان ہے۔

عبداللہ بن یزداد نے ابو ادریس سے انہوں نے حزام بن ہشام بن حبیش بن اشعر نے اپنے والد سے سنا، کہ ایک دفعہ حضور اکرمؐ نے ایک وادی میں ایک بادل کو آتے دیکھا، تو فرمایا کہ یہ بادل نصر بن کعب کی بستی پر برسے گا۔

ایک روایت میں ہے، کہ اشعر بنو حزام کا لقب ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے اور حضور اکرمؐ نے نصر بن کعب کا نام اس وقت لیا تھا۔ جب عمرو بن سالم الخزاعی نے حضور اکرمؐ سے اہل مکہ کی شکایت کی تھی۔ اس کا ذکر ہم عمرو بن سالم کے ترجمے میں کر آئے ہیں ابو نعیم نے اس کا متن ہنیدہ بن خالد کے ترجمے میں بیان کیا ہے۔

(۱۹۷) (سیدنا) ہشام (رضی اللہ عنہ)

بن ابو حذیفہ: اور ابو حذیفہ کا نام مہشم بن مغیرہ مخزومی تھا۔ اور ان کی والدہ ام حذیفہ اسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی دختر تھیں۔ اور جناب ہشام مہاجرین حبشہ سے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ واپس مدینہ آئے تھے۔ جو حبشہ سے دو کشتیوں میں سوار ہو کر آئے تھے۔

ابو جعفر نے باسنادہ، یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلۂ مہاجرین حبشہ از بنو مخزوم، ان کا نام ہشام بن ابی حذیفہ لکھا ہے۔ واقدی نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔ لیکن انہوں نے ان کا نام ہاشم بن ابو حذیفہ تحریر کیا ہے (جو وہم ہے) زبیر نے ان کا نام ہشام لکھا ہے اور مہاجرین حبشہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے انہیں مہاجرین حبشہ میں شمار نہیں کیا تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹۸) (سیدنا) ہشام (رضی اللہ عنہ)

بن حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی، قرشی، اسدی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ان کے والد کی پھوپھی تھیں۔ بقول ابو عمر وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور اپنے والد سے پہلے وفات پا گئے۔ ابن مندہ کہتے ہیں، کہ ہشام بن حکیم بن حزام مخزومی بن خویلد بن اسد قرشی تھے اور ان کی والدہ ام ہشام، بنو فراس بن غنم سے تھیں۔ ایک روایت میں ان کی والدہ کا نام ملیکہ دختر مالک از بنو حارث بن فہر مذکور ہے۔ ان کی وفات اپنے والد سے پہلے ہوئی۔ اور بروایتے وہ جنگ اجنادین میں شہید ہوئے تھے۔ عیاض بن غنم کے ساتھ انہیں جو واقعہ پیش آتا تھا۔ وہ ہم عیاض کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ... ان لوگوں میں سے تھے، جو امر کا حکم دیتے اور نواہی سے روکتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے سامنے جب کسی ناپسندیدہ کام کا ذکر ہوتا، تو فرماتے، جب تک میں اور ہشام زندہ ہیں۔ ایسی بات نہیں ہو سکتی۔

ابراہیم بن محمد فقیہ وغیرہ نے باسنادہم ابو عیسیٰ ترمذی سے بیان کیا کہ ہم سے حسن بن علی کے علاوہ اور کئی لوگوں نے بیان کیا۔ کہ ان سے عبدالرزاق نے، ان سے معمر نے ان سے زہری نے ان سے عروہ نے، ان سے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمان بن عبدالقاری نے بیان کیا، کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو کہتے سنا۔ کہ وہ حضور اکرمؐ کے عین حیات میں ایک ایسے مقام سے گزرے۔ جہاں جناب

ہشام نماز پڑھا رہے تھے۔ اور سورۂ فرقان کی قرأت کر رہے تھے۔ اس کے دوران میں انہوں نے بعض آیات کی قرأت ایسے طریقے پر کی۔ جو اس قرأت کے خلاف تھی، جو حضرت عمرؓ نے آپؐ سے سنی تھی۔ وہ اثنائے نماز ہی میں ان پر جھپٹنا چاہتے تھے۔ لیکن انہوں نے نماز کے ختم کرنے کا انتظار کیا۔ جب وہ فارغ ہوئے، تو حضرت عمرؓ نے ان کی چادر کو کھینچا۔ اور دریافت کیا، کہ تمہیں یہ آیات کس نے پڑھائی ہیں۔ انہوں نے رسولِ اکرمؐ کا نام لیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم غلط کہتے ہو، کیونکہ میں نے بھی یہ سورت آپؐ ہی سے پڑھی ہے وہ انہیں گھسیٹ کر حضورؐ کے پاس لے گئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! ہشام نے سورۂ فرقان کی کچھ آیات کی تلاوت ایسے طریقے پر کی ہے، کہ جس طریقے پر حضور نے مجھے پڑھائی تھیں۔ اس کی تلاوت اس سے مختلف ہے، آپؐ نے جناب ہشام سے فرمایا، اچھا تم وہ آیات پڑھو۔ انہوں نے وہ آیات پڑھیں۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ تمہاری قرأت درست ہے۔ بعدہٗ آپؐ نے حضرت عمرؓ کو ان آیات کی تلاوت کا حکم دیا، انہوں نے تعمیل ارشاد کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ تمہاری قرأت بھی درست ہے۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ قرآن حکیم عرب کے سات لہجوں کے مطابق نازل ہوا ہے۔ تمہیں جو قرأت آسان معلوم ہو۔ وہ اپنا لو۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ابن مندہ نے ہشام بن حکیم بن حزام مخزومی کو خویلد بن اسد کی اولاد سے شمار کیا ہے۔ یہ بات ایک عالم سے بڑی عجیب معلوم ہوتی ہے، کہ وہ ایک آدمی کو مخزومی لکھ کر اس کے سلسلۂ نسب کو بنو اسد تک لے جائے۔ حالانکہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں، کہ وہ اسدی ہیں۔ اور جن لوگوں نے انہیں مخزومی لکھا ہے۔ وہ غلطی پر ہیں۔ نیز ابونعیم کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ جناب ہشام اجنادین میں شہید ہوئے تھے، کیونکہ ۱۳ ہجری میں جنگ اجنادین میں شہید ہونے والے ہشام بن عاص تھے۔ نیز ہشام بن حکیم بن حزام کا قصہ جو عیاض بن غنم کے ساتھ پیش آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنگ اجنادین میں شہید نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ ابونعیم نے باسناد وہ بیان کیا ہے کہ جناب ہشام نے حمص میں عیاض بن غنم کو یہ دیکھا کہ وہ نبطیوں کے ایک گروہ سے وصولی جزیہ میں سختی سے پیش آرہے تھے۔ جب جناب ہشام نے دیکھا، تو کہنے لگے، اے عیاض! کیا تمہیں معلوم نہیں، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کسی کو دکھ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں عذاب دے گا۔ اور حمص کی فتح۔ اجنادین کی فتح سے بہت بعد میں واقع ہوئی۔ مزید تفصیل کے لئے التاریخ الکامل کا مطالعہ کیجئے۔

(۱۹۹) (سیدنا) ہشام (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرمؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان سے ابوالزبیر نے روایت کی، کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں آیا۔ اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! میرے پاس ایک ایسی عورت ہے جو کسی چھونے والے ہاتھ سے بدکتی نہیں۔ فرمایا۔ اسے طلاق دے دو۔ اس نے عرض کیا، میں اسے پسند کرتا ہوں۔ اور وہ مجھے چاہتی ہے۔ فرمایا۔ اسے استعمال کر۔ بقول ابن اثیر اس میں اختلاف ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۰۰) (سیدنا) ہشام (رضی اللہ عنہ)

بن صبابہ بن حزن بن سیار بن عبداللہ بن کلیب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناہ بن کنانۃ الکنانی لیثی: ان کے بھائی کا نام مقیش بن صبابہ تھا۔

ابو صالح نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی، کہ مقیش کے بھائی ہشام کو کسی نے بنو نجار میں سے قتل کر دیا۔ مقیش نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معاملہ پیش کیا۔ حضورؐ نے زہیر بن عیاض فہری کو مقیش کے ساتھ بنو نجار کے پاس روانہ فرمایا۔ اور حکم دیا، کہ اگر ہشام بن صبابہ کے قاتل کو جانتے ہو تو اسے مقیش کے حوالے کر دو۔ اور اگر نہیں جانتے، تو خون بہا ادا کرو۔ بنو نجار نے باہم مل کر خون بہا جمع کیا۔ اور مقیش کے حوالے کر دیا جب مقیش خون بہا وصول کر چکا، تو اس نے زہیر کو قتل کر دیا۔ اور مرتد ہو کر بھاگ گیا، اس موقعہ پر اس نے کچھ اشعار کہے، جن میں سے ایک شعر درج ذیل ہے۔

فادرکت ثاری واضطجعت وسادۃ ۔ وکنت من الاسلام اول راجع

(ترجمہ) میں نے انتقام لے لیا، اور بستر پر آرام سے لیٹ گیا۔ اور میں اسلام سے پہلے ہی منحرف ہو چکا تھا۔

ابو عمر لکھتے ہیں، کہ جناب ہشام غزوۂ ذی قرد میں ۶ ہجری میں قتل ہوئے تھے۔ انہیں غلطی سے عبادہ بن صامت کے قبیلے سے ایک شخص نے کافر سمجھ کر قتل کر دیا تھا۔ ابن مندہ لکھتے ہیں، کہ وہ غزوۂ بنو مصطلق میں ۶ ہجری میں قتل ہوئے تھے۔

عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے عبداللہ بن

ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کی، کہ ہشام بن صبابہ (جو بنو فلاں بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر سے تھے) نے غزوۂ مریسیع میں لڑائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور یہ بڑے جوشیلے مسلمان تھے۔ میدان جنگ میں بنو عوف بن خزرج کے ایک آدمی سے ان کا آمنا سامنا ہو گیا۔ وہ جناب ہشام کو کافر سمجھا اور اس نے انہیں قتل کر دیا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۰۱) (سیدنا) ہشام (رضی اللہ عنہ)

بن عاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی قرشی سہمی ان کی والدہ کی کنیت ام حرملہ دختر ہشام بن مغیرہ تھی۔ یہ عمرو بن عاص کے بھائی اور قدیم الاسلام تھے حضور اکرمؐ ابھی مکے ہی میں تھے، کہ جناب ہشام ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ حضورؐ ہجرت کر کے مدینے چلے گئے ہیں، تو جناب ہشام مکے آئے۔ تو ان کے قبیلے نے انہیں روک لیا اور پھر غزوۂ خندق کے بعد دوبارہ ہجرت کر کے مدینے آئے۔ ہشام بڑے پارسا اور فاضل آدمی تھے اور عمرو بن عاص کے چھوٹے بھائی تھے۔ ایک روایت میں مذکور ہے۔ کہ حضور اکرمؐ ابھی مکے ہی میں تھے کہ ان کے قبیلے نے انہیں روک لیا تھا۔

عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکیر سے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے اپنے والد سے سنا۔ کہ جب ہم ہجرت کے لئے جمع ہوئے، تو میں عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن عاص نے بنو غفار کے حوض کے پاس اکٹھا ہونے کا وعدہ کیا۔ اور طے یہ پایا۔ کہ جو شخص مقررہ صبح کو وہاں نہ پہنچ سکا۔ تو یہ سمجھ لیا جائے گا۔ کہ اسے روک لیا گیا ہے، اور اس کے دوسرے دو ساتھیوں کو جانے کی اجازت ہو گی۔ چنانچہ مقررہ صبح کو میں اور عیاش تو مقام موعود پر پہنچ گئے۔ مگر ہشام نہ پہنچ سکے۔ ہم سمجھ گئے کہ وہ کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ اور اسی لئے نہیں آسکا۔

ہم نے مدینے کا رخ کیا۔ ہم دل میں یہ سوچتے چلے آرہے تھے، کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کی توبہ کو کیسے قبول کرے گا۔ جنہوں نے اللہ کو پہچانا، رسول پر ایمان لائے، اور دنیا کے مصائب سے ڈر کر دین سے رجوع کر لیا۔ اور ہم لوگ ان خیالات کا اظہار اپنے بارے میں کر رہے تھے۔ اس پر قرآنِ حکیم کی درج ذیل آیت نازل ہوئی۔

"قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم، فلا تقنطوا من رحمة اللہ"
الی آخرہ۔

جب میں نے یہ آیت سنی، تو اپنے ہاتھ سے لکھ کر ہشام بن عاص کو بھجوائی۔ ہشام کہتے ہیں، جب یہ آیت مجھے موصول ہوئی۔ تو میں وادی ذی طوسی کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ چنانچہ اس آیت پر غور وخوض کرتا چلا آیا۔ تاکہ میں اس کے مفہوم تک رسائی حاصل کرسکوں۔ اس سے میں سمجھ گیا۔ کہ اس آیت کا نزول ہمارے بارے میں ہوا ہے۔ کیونکہ یہ خیال بار بار ہمارے ہی دلوں میں آرہا تھا۔ پس میں اپنے اونٹ پر سوار ہوا۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ ایک روایت میں آیا ہے، کہ ہشام حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں جنگِ اجنادین میں ۱۳ ہجری میں شہید ہوئے۔ ایک دوسری روایت میں ہے، کہ وہ جنگِ یرموک میں شہید ہوئے۔ جناب ہشام نے غسان کے ایک آدمی پر حملہ کرکے اسے قتل کردیا۔ اس پر غسانیوں نے ان پر حملہ کرکے انہیں قتل کردیا۔ پھر سواروں کا دستہ ان کی میت کو کچلتا ہوا گزر گیا۔ اور ان کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ پھر ان کے بھائی جنگ سے فراغت کے بعد لوٹ کر آئے اور ان کے جسم کے لوتھڑوں اور ہڈیوں کو جمع کرکے دفن کردیا۔

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ جب جنگ اجنادین میں رومیوں کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ تو اس اثنا میں وہ ایک ایسے تنگ درے کے دہانے پر جا پہنچے۔ جہاں سے ایک وقت میں صرف ایک آدمی گزر سکتا تھا۔ رومیوں نے اس مقام پر قبضہ کرلیا۔ جناب ہشام نے بڑھ کر ان پر حملہ کیا، اور وہ شہید ہوگئے۔ درہ بند ہوگیا۔ اور ایک ایک کرکے دشمن کا سارا لشکر ان کی میت کے اوپر سے گزر گیا۔ جب اسلامی لشکر رومیوں کے تعاقب میں اس مقام پر پہنچا۔ اور ان کی میت کو وہاں پڑا ہوا پایا۔ تو انہوں نے گوارا نہ کیا۔ کہ وہ خود یا ان کے گھوڑے ان کے جسم کے اوپر سے گزریں لشکر کا یہ توقف دیکھ کر حضرت عمرو بن عاص نے انہیں یوں مخاطب کیا: برادرانِ اسلام! میرے بھائی کو خدا نے شہادت کی نعمت سے سرفراز فرمایا، اور اس کی روح کو اپنی طرف اٹھالیا۔ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، یہ اس کا جسم ہے، اس لئے اسے روندنے میں کوئی حرج نہیں چنانچہ انہوں نے سواروں کے دستے کو گزرنے کا حکم دیا۔ پھر خود گزرے۔ اور ان کے بعد لشکر گزرا۔ جب دشمنوں کا تعاقب ختم ہوا۔ تو عمرو بن عاص واپس آئے۔ بھائی کے گوشت، ہڈیوں اور اعضاء کو جمع کیا۔ اور چمڑے کے ایک ٹکڑے میں ڈال کر زمین

میں دفن کر دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث مروی ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا تھا۔ کہ عاص کے دونوں بیٹے مومن ہیں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۰۲) (سیدنا) ہشام (رضی اللہ عنہ)

بن عاص بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی، مخزومی: ان کی والدہ کا نام عاتکہ تھا، جو ولید بن مغیرہ کی بیٹی اور خالد کی ہمشیرہ تھیں۔ اور ہشام ابوجہل بن ہشام کے بھتیجے تھے۔ ان کا باپ عاص غزوۂ بدر میں کفر کی حالت میں مارا گیا تھا۔ بروایتے انہیں حضرت عمر بن خطاب نے قتل کیا تھا۔ اور عاص حضرت عمرؓ کا ماموں تھا۔

ہشام فتح مکہ کے دن حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ کی پیٹھ سے کپڑا اتارا اور مہر نبوت پر ہاتھ رکھ لیا۔ آپ نے ان کے ہاتھ کو ہٹا کر تین دفعہ ان کے سینے پر ہاتھ مارا، اور فرمایا۔ اے خدا تو اس کے دل سے کینہ اور حسد دور فرما۔ اور ان میں ایک آدمی جس کی گردن ٹیڑھی تھی۔ اور جس کا نام محمد بن عبدالرحمان بن ہشام بن یحییٰ بن ہشام بن عاص تھا۔ کہا کرتے، کہ حضور اکرمؐ کی دعا کی وجہ سے ہم میں بغض اور کینہ کم ہے۔ ابوعمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۰۳) (سیدنا) ہشام (رضی اللہ عنہ)

بن عامر بن امیہ بن زید بن حساس بن مالک بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار الانصاری جاہلیت میں ان کا نام شہاب تھا، جو حضورؐ نے بدل کر ہشام کر دیا۔ ان کے والد عامر غزوہ احد میں شریک تھے جناب ہشام نے بعد میں بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ یہ سعد بن ہشام کے والد ہیں، جنہوں نے حضرت عائشہؓ سے حضور اکرمؐ کے وتروں کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ انہوں نے بصرے میں وفات پائی۔

ابوالربیع سلیمان بن ابوالبرکات محمد بن محمد بن خمیس نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو نصر احمد بن عبدالباقی بن حسن بن طوق سے، انہوں نے ابوالقاسم نصر بن احمد بن المرجی سے، انہوں نے ابو یعلی موصلی سے، انہوں نے شیبان بن فروخ سے، انہوں نے سلیمان بن مغیرہ سے، انہوں نے حمید بن ہلال سے، انہوں نے ہشام بن عامر سے سنا، کہ انصار غزوۂ احد کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی، یارسول اللہ، ہم زخموں اور تھکان سے چور ہیں۔ شہدا کی تعداد اتنی زیادہ ہے۔ اب حضورؐ کا کیا

حکم ہے۔ قبریں تیار کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ فرمایا۔ ایک ایک قبر میں دو دو تین تین آدمی دفن کرتے جاؤ اور قبروں کو ذرا کشادہ اور گہرا کر دو۔ انہوں نے پھر پوچھا، کہ تقدیم و تاخیر میں کس قاعدے کو پیش نظر رکھیں۔ فرمایا۔ قرآن کو معیار بناؤ جسے دوسروں کے مقابلے میں قرآن زیادہ یاد ہو۔ اسے ترجیح دو، چنانچہ میرے والد نے دو انصار کو میرے سامنے حوالہ قبر کیا۔ شاید ایک انصار ہی کہا ہو۔

(۲۰۴) (سیدنا) ہشام (رضی اللہ عنہ)

بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد الشمس القرشی عبشمی: یہ معاویہ کے ماموں تھے، کنیت ابوحذیفہ اور نام ہشیم تھا۔ ایک روایت میں مہشم مذکور ہے۔ وہ اور ان کے آزاد کردہ غلام سالم ۱۱ ہجری میں جنگ یمامہ میں موجود تھے۔ نیز وہ غزوۂ بدر کے مجاہدوں میں بھی شامل تھے۔ چونکہ وہ کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ اس لئے ہم ان کا ذکر وہاں زیادہ تفصیل سے لکھیں گے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۰۵) (سیدنا) ہشام (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن ربیعہ بن حارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی: اور جذیمہ نصر بن مالک کے بھائی مولفۃ القلوب میں سے تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غنائم حنین سے سو کے لگ بھگ اونٹ عطا فرمائے تھے۔ یہ ابن مندہ کا قول ہے۔

ابوجعفر نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ رسولِ اکرم نے کئی آدمیوں کو سو کے لگ بھگ اونٹ دیئے تھے۔ ان میں سے ہشام بن عمرو بھی تھے، جو بنو عامر بن لوئی کے بھائی تھے۔ یہ وہی صاحب ہیں، جنہوں نے اس صحیفے کو جسے قریش نے بنو ہاشم سے مقاطعہ کے متعلق لکھ کر کعبے میں لٹکا دیا تھا۔ اور جس میں تحریر تھا۔ کہ نہ بنو ہاشم کو کوئی چیز بیچیں گے اور نہ خریدیں گے اتار کر پھینک دیا تھا۔

ابوجعفر نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی۔ کہ اس صحیفے کے خلاف جس میں بنو ہاشم کے خلاف تمام قریش مکہ نے ایک عہد نامہ مرتب کیا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد قریش کے کئی آدمی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن اسے منسوخ العمل قرار دینے کے لئے جو کردار ہشام بن عمرو نے ادا کیا تھا، اس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ وہ نضلہ بن ہاشم بن عبد مناف کے بھتیجے تھے اور نضلہ اور عمرو بھائی تھے۔ اور چونکہ ہشام اپنے قبیلے میں معزز اور محترم شمار ہوتے اس لئے وہ بنو ہاشم سے شعب

ابی طالب میں ملنے چلے جایا کرتے تھے۔ جناب ہشام نے اس عہد نامے کے خاتمے اور اس میں اپنے کردار کا ذکر کیا ہے۔

تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔ البتہ ابو عمر نے بہت اختصار سے کام لیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ مجھے اس سے زیادہ کا علم نہیں، کہ ہشام بن عمرو مولفۃ القلوب میں سے تھے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ابن اسحاق نے ان کا نسب نامہ اسی طرح بیان کیا ہے اور اس میں جذیمہ بن نصر بن مالک کا اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن باقی لوگ اس کے خلاف ہیں۔ ابن کلبی نے ان کا نسب اس طرح لکھا ہے۔ جیسا کہ ہم نے ابتدائے ترجمہ میں درج کیا ہے۔ اسی طرح زبیر بن بکار اور ابن ماکولا وغیرہ نے تحریر کیا ہے۔

(۲۰۶) (سیدنا) **ہشام** (رضی اللہ عنہ)

بن قتادہ الرہاوی: انہوں نے رہا میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ یہ بغوی کا قول ہے۔ ابو نعیم اور یحییٰ نے ان کا تتبع کیا ہے۔ جناب ہشام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اور ان سے قتادہ بن فضیل نے روایت کی۔

ابو موسیٰ نے اذناً ابو علی سے، انہوں نے ابو نعیم سے، انہوں نے احمد بن محمد بن یوسف سے انہوں نے منیعی سے، انہوں نے ابو بکر بن زنجویہ سے، انہوں نے علی بن بحر سے، انہوں نے قتادہ بن فضیل بن عبد اللہ بن قتادہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے چچا ہشام بن قتادہ سے روایت کی، کہ جب حضور اکرمؐ نے مجھے اپنی قوم کا سردار مقرر فرمایا۔ تو میں نے حضور اکرمؐ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور آپؐ سے دعا کی التجا کی، اور حضورؐ سے رخصت ہوا۔ آپؐ نے فرمایا، تقویٰ تیرا زادِ سفر ہو۔ اللہ تیرے قصور معاف فرمائے۔ اور تو جہاں بھی ہو۔ بھلائی تیرا استقبال کرے اور یہ روایت ہشام بن قتادہ نے اپنے والد سے بیان کی ہے۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۰۷) (سیدنا) **ہشام** (رضی اللہ عنہ)

بن مغیرہ بن عاص: ابن ابی مریم نے ابو غسان سے، انہوں نے ابی حازم سے، انہوں نے عمر دین ہشام سے، انہوں نے عمرو اور ہشام (یہ دونوں ان کے بزرگ تھے) سے روایت کی، حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ قرآن خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اور قرآنِ حکیم کی بعض آیات دوسری آیات کی تصدیق کرتی ہیں۔ جن آیات کے مفہوم تک تمہاری رسائی ہو جائے (یعنی آیات محکمات) ان پر عمل کرو۔ اور جو آیات

تمہاری ذہنی گرفت میں نہ آسکیں (یعنی متشابہات) ان پر ایمان لاؤ۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۲۰۸) (سیدنا) ہشام (رضی اللہ عنہ)

ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے، کہ یہ ایک اور ہشام ہیں۔ اور جعفر نے ان کا نام لیا ہے اور باسنادہ عمران القطان سے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے زرارہ بن ابی اوفیٰ سے، انہوں نے سعد بن ہشام سے، انہوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی، کہ جس کا نام شہاب تھا، کا ذکر آیا۔ تو آپ نے فرمایا، کہ آج سے تمہارا نام ہشام ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے، ممکن ہے، وہ ہشام بن عامر ہوں، جو سعد کے والد تھے۔

(۲۰۹) (سیدنا) ہشام (رضی اللہ عنہ)

بن ولید بن مغیرہ مخزومی: خالد بن ولید کے بھائی اور مولفۃ القلوب سے تھے، لیکن اس میں اشتباہ پایا جاتا ہے۔ ابوعمر نے اختصار سے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۱۰) (سیدنا) ہشیم (رضی اللہ عنہ)

ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس قرشی عبشمی: ابن شاہین نے محمد بن سعد سے یہی نام بیان کیا ہے۔ ہم کنیتوں کے عنوان کے تحت پھر ان کا ذکر کریں گے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے

(۲۱۱) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

اسلمی: ان کی بیٹی ام ہلال نے ان سے روایت کی۔ ابوضمرہ انس بن عیاض نے محمد بن ابی یحییٰ اسلمی سے، انہوں نے اپنی والدہ سے سنا، کہ انہیں ام ہلال دختر ہلال نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ کہ بھیڑ کا بچہ قربانی کے لئے جائز ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۱۲) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن امیہ بن عامر بن قیس بن عبد الاعلم بن عامر بن کعب بن واقف: اور ان کا نام مالک امرؤ القیس بن اوس انصاری واقفی ہے۔ معرکہ ہائے بدر اور احد میں موجود تھے قدیم الاسلام تھے اور بنو واقف کے بت انہوں ہی نے توڑے تھے، فتح مکہ کے موقعہ پر ان کی قوم کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔ ان کی والدہ کا نام انیسہ تھا، جو ہدم کی بیٹی اور کلثوم بن ہدم کی بہن تھیں ہدم وہی صاحب ہیں

جن کے پاس حضور اکرمؐ نے ہجرتِ مدینہ کے موقعہ پر قیام فرمایا تھا۔ انہوں نے اپنی بیوی سے لعان کیا تھا۔ اور اسے شریک بن سحماء سے مطعون کیا تھا۔ اور یہ ان تین حضرات میں شامل تھے جو کاہلی کی وجہ سے غزوۂ تبوک میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ ان کے علاوہ کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع تھے۔ جن کے بارے میں " وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا " آیت نازل ہوئی تھی۔ لعان کا واقعہ ہم نے شریک بن سحماء کے ترجمے میں اور ان کے تخلف کا ذکر کعب بن مالک کے ترجمے میں بیان کیا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۱۳) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن حارث ابوالحمل :- ہم ان کا ذکر کنیتوں کے عنوان کے تحت تفصیل سے بیان کریں گے کیونکہ یہ اپنی کنیت کی وجہ سے مشہور تھے۔ وہ شامی تھے۔ ابوعمر نے مختصراً اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ ابوعمر کا وہم ہے۔ کیونکہ ان کی کنیت ابوالحمراء تھی۔

ابوالحمل کے ترجمے میں ہم اسے بیان کریں گے۔

(۲۱۴) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن الحمراء : ایک روایت کے رو سے ان کا نام ہلال بن حارث ابوالحمراء ہے اور یہی درست ہے اور ایک روایت میں ان کا نام ہانی بن حارث ابوالحمراء خادم رسول اکرمؐ مذکور ہے۔ انہوں نے حمص میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ امام بخاری لکھتے ہیں، انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی، لیکن ان کی حدیث درست نہیں۔

ابواسحاق سبیعی نے، ابوداؤد القاص سے، انہوں نے ابوالحمراء سے روایت کی، کہ وہ ایک مہینہ مدینے میں ٹھہرے رہے، انہوں نے دیکھا، کہ رسولِ اکرمؐ ہر روز صبح کو حضرت علیؓ کے مکان پر تشریف لاتے۔ الصلوۃ، الصلوۃ فرماتے اور پھر آیت تطہیر کی تلاوت کرتے، واللہ اعلم۔ ابوعمر اور ابوموسے نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابوعمر نے ان کا نام ابن الحمراء ابوالحمراء لکھا ہے اور یہی درست ہے۔

(۲۱۵) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن حکم (اگر ثابت ہو) فلیح بن سلیمان نے ہلال بن علی سے، انہوں نے عطا بن یسار سے، انہوں نے ہلال بن حکم سے روایت کی، کہ جب وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپؐ سے دینی امور

کی تعلیم حاصل کی، تو ان میں ایک بات یہ بھی تھی، کہ جب چھینک آئے تو الحمد للہ کہنا چاہیئے، اور اگر دوسرے آدمی کو چھینک آئے، تو اس کے الحمد للہ کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا چاہیئے۔

حضور اکرمؐ ایک دن نماز پڑھا رہے تھے، دورانِ نماز میں ایک شخص کو چھینک آئی، تو میں نے بلند آواز میں یرحمک اللہ کہہ دیا، اس پر تمام نمازیوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے ان سے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے، کہ مجھے گھور رہے ہو۔ جب نماز ختم ہوئی، تو آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ نماز میں کون بول رہا تھا صحابہ نے میرا نام لیا۔ حضورؐ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ اور فرمایا۔ دیکھو میاں اعرابی! نماز میں قرآن کی قرأت کی جاتی ہے اور اللہ کو یاد کیا جاتا ہے۔ جب تم نماز پڑھنے لگو، تو تمہیں بھی یہی کچھ کرنا چاہیئے۔ ہلال بن حکم کہتے ہیں، کہ میں نے آپؐ سے بڑھ کر کوئی معلم نرمی سے بات کرنے والا نہیں دیکھا۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے، کہ اس واقعہ کا انتساب معاویہ بن حکم سے کیا گیا ہے۔ لیکن یہ وہم ہے۔

(۲۱۶) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن ابی خولی: اور ابو خولی کا نام عمرو بن زہیر بن خیثمہ بن ابی حمران نعمان تھا (اور ابو حمران نعمان کا نام: حارث بن معاویہ بن حارث بن مالک بن عوف بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی الجعفی تھا۔ جو عدی بن کعب اور خطاب حضرت عمرؓ کے والد کے حلیف تھے) بقولِ موسیٰ بن عقبہ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں، کہ خولی اور مالک دونوں ابو خولی کے بیٹے تھے۔ سب بدر میں شریک تھے۔ ہشام بن کلبی لکھتے ہیں۔ کہ خولی بن ابو خولی، مع اپنے بھائیوں ہلال اور عبداللہ کے غزوۂ بدر میں موجود تھے لیکن انہوں نے مالک بن خولی کا ذکر نہیں کیا۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۱۷) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ: انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ لیکن ان کی حدیث مرسل ہے۔ عبدالرحمان بن بشیر نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے انہوں نے ہلال بن ربیعہ سے روایت کی۔ کہ بنو عائذ مخزومی کی تلوار غزوۂ بدر میں ان کے ہاتھ لگ گئی۔ جب رسولِ اکرمؐ نے مالِ غنیمت کی واپسی کا حکم دیا۔ تو میں نے اسے مالِ غنیمت کے ڈھیر میں پھینک دیا جسے ارقم بن ابی ارقم نے پہچان لیا۔ چنانچہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے مانگ لی اور آپؐ نے انہیں عطا

فرمادی۔ یہ ابن مندہ کا قول ہے۔

ابونعیم نے بھی ان کا ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے، کہ بعض متاخرین نے بھی ان کا ذکر کیا ہے ابونعیم لکھتے ہیں، کہ انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ لیکن ان کی حدیث مرسل ہے، جسے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ نیز وہ مالک بن ربیعہ ابواسید الساعدی تھے، جنہیں اس نے ہلال بن عامر بنا دیا اور حدیث کی روایت ابراہیم بن سعد نے ابن اسحاق سے کی ہے۔ اور مالک بن ربیعہ کا نام لیا اور یہی صحیح ہے۔

عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے عبداللہ سے انہوں نے بنو ساعدہ کے بعض لوگوں سے، انہوں نے ابی اسید سے سنا، کہ ہلال بن ربیعہ نے کہا کہ مجھے بنو عائذ کی تلوار مل گئی اور واقعہ کو اسی طرح بیان کیا۔ اور تلوار کا نام مرزبان تھا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۱۸) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن سعد: انہوں نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں شہد بطور تحفے کے پیش کیا۔ جو آپ نے قبول کر لیا۔ دوبارہ اسی طرح شہد پیش کیا۔ اور کہا کہ یہ صدقہ ہے۔ حضورؐ نے حکم دیا، کہ اسے صدقات میں شامل کر دیا جائے، اس سے علماء نے استنباط کیا، کہ شہد سے بھی زکات وصول کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ حدیث منقطع الاسناد ہے۔ ابوعمر اور ابوموسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۲۱۹) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

سمعان نے بیان کیا۔ کہ انہیں عبدالوہاب بن علی نے باسنادہ، سلیمان بن اشعث سے انہوں نے احمد بن شعیب حرانی سے، انہوں نے موسیٰ بن اعین سے، انہوں نے عمرو بن حارث المصری سے انہوں نے عمرو بن شعیب سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ بنو سمعان کے ایک آدمی، جن کا نام ہلال تھا، حضورؐ کی خدمت میں شہد کا عشر لے کر آئے۔ اور درخواست کی، کہ وادی سلبہ ان کی تحویل میں دے دی جائے۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول فرمالی۔ جب حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت آیا، تو سفیان بن وہب نے خلیفہ سے اس وادی کے بارے میں دریافت کیا۔ خلیفہ نے لکھا، کہ اگر ہلال تمہیں بھی وہ مواجبات ادا کرتا رہے جو حضورؐ کو ادا کرتا

تھا، تو وادی کو اس کی تحویل میں رہنے دو۔ ورنہ اسے شہد کی مکھی سمجھو جو چاہے، اس سے فائدہ اٹھائے اصحاب ابوحنیفہ نے اس واقعہ کو کتب فقہ میں نقل کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

(۲۲۰) (سیدنا) **ہلال** (رضی اللہ عنہ)

بن عامر از بنو نمیر:۔ ان کی کنیت ابن سحیم تھی۔ ان کے والد کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی، یہ ابن مندہ کا قول ہے۔ اور انہوں نے باسنادہ وہب سے، انہوں نے ایوب سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے قبیصہ سے روایت کی، اور ان کے سوا باقی لوگوں نے ہلال بن عامر سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ کے زمانے میں ایک دفعہ سورج کو گرہن لگا۔ اور حدیث بیان کی۔ اور ایک دوسرے اسناد سے، جریر بن حازم سے روایت کی، کہ ایک آدمی مجلس ایوب میں بیٹھا ہوا تھا، کہ مجھ سے قرہ بن دعموص نمیری نے بیان کیا۔ کہ رسول اکرمؐ نے، ضحاک بن قیس کو صدقات جمع کرنے کو روانہ کیا۔ جب وہ واپس آئے، تو حضورؐ نے فرمایا۔ تم نمیر بن عامر، ہلال بن عامر اور عامر بن ربیعہ کے ہاں گئے ہو۔ اور ان کے بہترین جانور ہانک لائے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں نے آپ کو جہاد کا ذکر کرتے سنا۔ اس لئے میں نے مناسب جانا۔ کہ بہترین جانور لے کر جاؤں۔ تاکہ ان سے سواری اور باربرداری کا کام لیا جاسکے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا، واپس جاؤ، اور ان کے اعلیٰ جانور واپس کرکے معمولی درجے کے جانور لے آؤ۔

ابوموسیٰ لکھتے ہیں کہ ہلال بن عامر بن قبیصہ الہلالی کا ذکر اور ان کا ترجمہ جعفر نے اسی طرح لکھا ہے اور کسوف شمس کی حدیث بیان کی ہے، لیکن یہ وہم ہے اور ہمیں صحیح بات ابوالعباس احمد بن حسین بن ابوذر صالحانی نے اپنے دادا سے، انہوں نے ابوالشیخ حافظ سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن رستہ سے انہوں نے معاویہ بن عمران بن واہب بن سوادالجرمی سے، انہوں نے انیسہ بن سوادالجرمی سے، انہوں نے ایوب سے، انہوں نے ابوقلابہ سے، انہوں نے ہلال بن عاصم بن قبیصہ ہلالی سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ کے عہد میں ایسا زبردست سورج گرہن لگا۔ کہ دن کو تارے نمودار ہوگئے تھے۔ اس روایت میں عاصم بن قبیصہ کا نام مذکور ہے۔ حالانکہ ہونا چاہیئے۔ "ہلال بن عاصم عن قبیصہ" ابوموسیٰ اور ابن مندہ ہردو نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ لیکن ابن مندہ پر ابوموسیٰ کے استدراک کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ اور حالانکہ انہیں غلط بات لکھنے کی عادت نہیں۔

---

(۲۲۱) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن عامر المزنی؛ محمد بن عبید الطنافسی نے بنو فزارہ کے شیخ سے، جس نے ہلال بن عامر المزنی وغیرہ سے روایت کی۔ کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر یا اونٹ پر سوار دیکھا ابوموسیٰ نے مختصراً ذکر کیا ہے۔ نیز وہ لکھتے ہیں کہ ہم ہلال بن عامر کا ذکر نمیر بن عامر کے ترجمے میں کر آئے ہیں

(۲۲۲) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن علقمہ؛ جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ حمید بن ہلال کہتے ہیں۔ کہ جس شخص نے سب سے پہلے دریائے دجلہ کو عبور کیا۔ وہ ہلال بن علقمہ تھے۔ شعبی کہتے ہیں، کہ جس نے سب سے پہلے دریائے دجلہ میں گھوڑا ڈالا۔ وہ سعد تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق دریا کو عبور کرنے والے بنو عبدالقیس کے ایک آدمی تھے۔ ابوعمر نے ہلال بن علقمہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں، کہ مجھے ان سے کوئی روایت نہیں پہنچی۔

ابن اثیر کہتے ہیں، کہ عبور دجلہ کا واقعہ جنگ قادسیہ کے موقعہ پر پیش نہیں آیا۔ کیونکہ دریائے دجلہ اور قادسیہ میں بڑا فاصلہ حائل ہے۔ ان دونوں کے درمیان جو نہریں حائل ہیں۔ ان میں سے ایک تو وہ نہر ہے جو اس قرب و جوار کی زمینوں کو سیراب کرتی ہے۔ جن میں قادسیہ، حیرہ اور آس پاس کے علاقے شامل ہیں۔ نیز دریائے فرات اور دریائے نیل بھی درمیان میں حائل ہیں (نہ معلوم دریائے نیل سے ابن اثیر کی کیا مراد ہے۔ کیونکہ نیل تو براعظم افریقہ میں ہے اور قادسیہ ایشیا میں۔ مترجم) اور مسلمانوں نے دریائے دجلہ کو اس وقت عبور کیا۔ جب وہ ایرانیوں کو قادسیہ میں شکست دے چکے تھے اور نیز مدائن کا مغربی حصہ بھی فتح کر چکے تھے۔ دریائے دجلہ کو عبور کرنے کی نوبت اس وقت آئی۔ جب مسلمانوں نے مدائن کے مشرقی حصے کو جس میں کسریٰ کے محلات واقع تھے۔ فتح کرنے کے لئے چڑھائی کی۔ اس موقعہ پر مسلمانوں نے دریائے کو گھوڑوں پر عبور کیا تھا۔ (مزید تفصیل کے لئے علامہ کی الکامل فی التاریخ کا مطالعہ کیجئے۔)

(۲۲۳) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن مرہ یا ہلال بن مروان اشجعی: یہ بروع دختر واشق کے شوہر تھے۔ انہیں ہم نے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے۔ جن کا نام جراح تھا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

(۲۲۴) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن معلی بن لوذان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن عبد مناہ بن حلیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج انصاری خزرجی۔ ان کا تعلق بنی جشم بن خزرج سے تھا۔ غزوہ بدر میں اپنے بھائی رافع کے ساتھ شریک تھے۔ ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ لکھتے ہیں، کہ غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ ابن اسحاق کی بھی یہی رائے ہے۔ ابو حاتم بن حیان نے اپنی تاریخ میں یہی لکھا ہے۔

(۲۲۵) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن ابی ہلال اسلمی ان سے ان کی بیٹی ام ہلال نے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑ کے بچے کی قربانی کو جائز قرار دیا تھا۔ اس حدیث کی راویہ ان کی لڑکی ہے اور حدیث میں ان کے والد کا ذکر نہیں آیا۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۲۶) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن وکیع بن بشر بن عمرو بن عدس بن زید بن عبد اللہ بن دارم التمیمی دارمی: جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے لشکر میں تھے۔ میدان جنگ میں مارے گئے۔ ابو عمر نے مختصراً بیان کیا ہے۔

(۲۲۷) (سیدنا) ہلب (رضی اللہ عنہ)

طائی؛ قبیصہ کے والد تھے۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام بخاری نے یزید بن قنافہ اور ایک اور روایت کے رو سے ان کا نام یزید بن عدی بن قنافہ بن عدی بن عبد شمس بن عدی ابن اخزم آیا ہے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ الکلبی کہتے ہیں، ان کا نام سلافہ بن یزید بن عدی بن قنافہ بن عدی بن عبد شمس بن عدی بن اخزم ہے۔ وہ اور عدی بن اخزم طائی عدی بن اخزم میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔

انہیں ہلب اس لئے کہتے تھے، کہ گنجے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کے بعد ان کے سر پر بے تحاشا بال اگ آئے۔ چنانچہ ان کا لقب ہلب پڑ گیا۔ وہ کوفی ہیں۔ ان کے بیٹے قبیصہ نے ان سے روایت کی، کہ کئی آدمیوں نے اپنے اپنے اسناد سے جو محمد بن عیسیٰ تک پہنچتا ہے، قتیبہ سے، انہوں نے ابوالاحوص سے، انہوں نے سماک بن حرب سے، انہوں نے قبیصہ بن

ہلب سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ جب رسولِ کریمؐ وضو فرماتے، تو بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑ لیتے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۲۸) (سیدنا) ہلواب (رضی اللہ عنہ)

اسمر بن ساعدہ کے دادا تھے۔ ہم نے اسمر کے ترجمے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے اسے مختصراً بیان کیا ہے۔

(۲۲۹) (سیدنا) ہمام (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن ضمرہ: غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ ابو عمر نے اختصاراً ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے، کہ مجھے ان سے کسی روایت کا علم نہیں۔

(۲۳۰) (سیدنا) ہمام (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرمؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان سے ابو الزبیر نے روایت کی، کہ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، یا رسول اللہ میری ایک بیوی ہے، جو کسی چھونے والے کے ہاتھ کو پاس نہیں آنے دیتی ابو موسیٰ نے مختصراً اس کا ذکر کیا ہے۔ اور یہی الفاظ بسم ہشامؓ مولائے رسول کریمؐ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ہم یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بلاشبہ یہ لفظ اول الذکر کی تصحیف ہے۔

(۲۳۱) (سیدنا) ہمام (رضی اللہ عنہ)

بن زید بن وابصہ: ابو یوسف یعقوب بن محمد صیدلانی نے سہل بن عمار سے انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن محمد سے روایت کی، کہ جب ہمام بن زید بن وابصہ کوفے میں داخل ہوئے، تو جس آدمی کے پاس سے گزرتے، سلام کہتے۔ مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بچہ، اور کہتے، کہ حضور اکرمؐ نے ہمیں سلام کو پھیلانے کا حکم دیا ہے۔ ہمام کہتے ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک چادر اوڑھائی تھی اور لکڑی کا ایک پیالہ عطا فرمایا تھا۔ لوگ اس پیالے میں پانی پیتے، اور اس چادر کو تبرکاً چھوتے ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابو عبداللہ حاکم نے انہیں ان صحابہ میں شمار کیا ہے۔ جو خراسان چلے گئے تھے۔

(۲۳۲) (سیدنا) ہمام (رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن معاویہ عبدی: ہم ان کا نسب مزیدہ بن مالک کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں

وہ اور ان کے بھائی عبیدہ دونوں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ یہ کلبی کا قول ہے۔

(۲۴۳) (سیدنا) ہمیل (رضی اللہ عنہ)

بن دمون بن عبید بن مالک: یہ اپنے بھائی قبیصہ کے پاس آئے، اور دونوں نے آپؐ کی بیعت کی۔ اور حضورؐ نے دونوں کو طائف میں اتارا۔ اور دونوں بنو ثقیف میں ٹھہرے، ابو نصر اور ابن ماکولا دونوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۴۴) (سیدنا) ہند (رضی اللہ عنہ)

بن حارثہ بن ہند: ایک روایت کے مطابق ان کا نسب ہند بن حارثہ بن سعید بن عبداللہ بن غیاث بن سعد بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصی و مالک بن افصی ہے۔ بقول ابو عمر ہندؓ اسلم حجازی کے بھائی تھے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم کے خیال میں ان کا نسب یوں تھا۔ ہند بن اسماء بن حارثہ بن ہند اسلمی۔ ابو نعیم لکھتے ہیں، کہ ایک روایت میں ہند بن حارثہ مذکور ہے ابن کلبی نے ان کے بھائی کا نام اسماء بن حارثہ لکھا ہے۔ اور ابو عمر کی طرح ہند کو اسماء بن حارثہ کا بھائی لکھا ہے۔ اور یہ وہی صاحب ہیں، جنہیں حضور اکرمؐ نے حکم دیا تھا۔ کہ اپنی قوم کو کہو کہ وہ عاشورہ کے دن روزہ رکھیں۔ اور ابن مندہ نے ان کے بھائی اسماء کا نسب ابو عمر کی طرح تحریر کیا تھا۔ اور سب نے انہیں اسلمی قرار دیا ہے حالانکہ وہ مالک بن افصی کے قبیلے سے ہیں۔ جو اسلم بن افصی کے بھائی تھے، اور اسلم کی شہرت کی وجہ سے مالک کا خاندان بھی اسلمی کہلاتا تھا۔ جناب ہند سے ان کے بیٹے حبیب نے روایت کی کہ وہ آٹھ بھائی تھے، اور سب نے اسلام قبول کر لیا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے۔ چنانچہ بیعت رضوان کے موقعہ پر یہ سب بھائی موجود تھے۔

ان کے نام حسب ذیل تھے (۱) اسماء (۲) ہند (۳) خراش (۴) ذؤیب (۵) حمران (۶) فضالہ (۷) سلمہ (۸) مالک۔ ان میں سے ہند اور اسماء عرصے تک حضور اکرمؐ کی خدمت سے بہرہ ور ہوتے رہے دونوں بھائی اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، کہ وہ ایک لمبے عرصے تک ان بھائیوں کو حضورؐ کی خدمت گزاری میں مصروف دیکھتے رہے۔ یہ ہند۔ ہند بن ہند کے والد ہیں۔ جن سے عبدالرحمان بن حرملہ نے درج ذیل حدیث روایت کی۔

ابو یاسر نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یعقوب بن ابراہیم

سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے عبداللہ بن محمد سے انہوں نے حبیب بن ہند بن اسماء اسلمی سے، انہوں نے اپنے والد ہند سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے مجھے اپنے قبیلے بنو اسلم کی طرف یہ حکم دے کر روانہ فرمایا، کہ آج عاشورہ کا دن ہے، اس لئے سب لوگ روزہ رکھیں۔ اور جن لوگوں نے صبح کو کچھ کھا پی لیا ہے انہیں چاہیئے کہ اس کے بعد کچھ نہ کھائیں پئیں۔

امام احمد بن حنبل نے، اپنے مجموعۂ احادیث میں ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے، جس طرح کہ ابن مندہ اور ابونعیم نے کیا ہے۔ لیکن ابن ماکولا نے ان کا نام ہند بن حارثہ کی بجائے ہند بن جاریہ تحریر کیا ہے، اور ان کا نسب نہیں لکھا۔ اور صرف اتنا لکھنے پر اکتفا کیا، کہ جناب ہند اسماء اہم غیرہ کے بھائی ہیں، اور اس باب میں اختلاف ہے، عجب تر اینکہ جناب ہند کو تو حارثہ کا بیٹا نہیں لکھا۔ لیکن ان کے بھائی اسماء کو حارثہ کا بیٹا لکھ دیا ہے۔ غالباً انہوں (ابن ماکولا) نے ہند کے بجائے ان کے بھائی اسماء کا نام لکھنا کافی سمجھا۔ اگر صورتِ حال یہ ہے، تو اس صورت میں ہند بن جاریہ اس ہند سے مختلف ہوگا۔ جو اسماء کا بھائی ہے۔ اور اگر جاریہ کے بارے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے، تو کیا اسی لئے ابن ماکولا نے اسماء کے والد کا نام حارثہ لکھا اور ہند کے والد کا نام جاریہ۔ لیکن یہ غلط ہے۔ اور یہ ان کی عادت ہے، کہ ایک ہی جگہ پر دو مختلف باتیں لکھ دیتے ہیں۔ کیونکہ صحیح بات یہ ہے، کہ دونوں کے والد کا نام حارثہ تھا۔ واللہ اعلم

(۲۳۵) (سیدنا) **ہند** (رضی اللہ عنہ)

بن ابی ہالہ: ہم ان کا نسب پہلے بیان کر آئے ہیں۔ وہ تمیمی ہیں، اور بنو اسید بن عمرو بن تمیم سے ہیں۔ جناب ہند رسولِ اکرمؐ کے ربیب تھے۔ اور ان کی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ تھیں، جو بعد میں آپؐ کی زوجیت سے مشرف ہوئیں۔ حضرت زینبؓ، رقیہؓ۔ ام کلثومؓ اور فاطمہؓ ان کی اخیافی بہنیں تھیں اور ان کے والد بنو عبدالدار کے حلیف تھے۔

ابوہالہ کے نام کے متعلق علماء میں اختلاف ہے۔ ایک روایت میں نباش بن زرارہ بن وقدان ایک دوسری میں مالک بن زرارہ بن نباش اور تیسری میں مالک بن نباش بن زرارہ مذکور ہے یہ ابن الزبیر کا قول ہے۔ لیکن علمائے نسب کا ان کے نام میں اختلاف ہے۔ ابن کلبی نے ابوہالہ

ہند بن نباش بن زرارہ تحریر کیا ہے۔ حضرت خدیجہ کے لطن سے ہند پیدا ہوئے۔ جو غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ ان کے بیٹے اور پوتے کا نام بھی ہند تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ غزوۂ احد میں بھی موجود تھے۔ اور جنگ جمل میں حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے اور اس جنگ میں مارے گئے۔ ایک اور روایت میں مذکور ہے، کہ ہند بن ہند بصرہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ جہاں وہ لاولد فوت ہو گئے۔

جناب ہند بن ابی ہالہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک درج ذیل حدیث میں بیان کیا تھا ابو العباس احمد بن عثمان بن ابی علی اور حسین بن یوحن بن اتویہ بن نعمان الیادری نے فضل بن محمد بن عبدالواحد بن عبدالرحمٰن نسیلی سے، انہوں نے ابو القاسم احمد بن منصور الخلیلی البلخی سے، انہوں نے ابو القاسم علی بن احمد بن محمد خزاعی سے، انہوں نے ابو سعید الہیثم بن کلیب بن شریح بن معقل الشاشی سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے سفیان بن وکیع سے، انہوں نے جمیع بن عمر بن عبدالرحمٰن عجلی سے (انہوں نے اپنی کتاب سے املا کرائی) اور بیان کیا۔ کہ انہیں ایک شخص نے جو بنو تمیم سے ابوہالہ کی پشت سے تھا۔ اور جس کی کنیت ابو عبداللہ تھی، ابن ابوہالہ سے انہوں نے حسنؓ بن علیؓ سے روایت کی کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابوہالہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیے مبارک کے بارے میں دریافت کیا۔ میری خواہش تھی، کہ وہ مجھے حضور اکرمؐ کے متعلق ایسی باتیں بتائیں جو میں یاد رکھوں چنانچہ انہوں نے بتایا۔

> کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوبصورت اور پُر رعب شخصیت کے مالک تھے، آپؐ کا چہرہ اس طرح چمکتا تھا جس طرح چودھویں کی رات کو چاند چمکتا ہے۔ آپؐ ٹھگنے قد والے سے لمبے اور طویل القامت سے چھوٹے تھے (آپؐ کا قد درمیانہ تھا) سر بڑا تھا۔ بال ایسے تھے۔ کہ اگر درمیان میں مانگ نکالی جاتی، تو علیحدہ علیحدہ رہتے، ورنہ نہ۔ بال بڑھ جاتے، تو کانوں کی لوؤں تک پہنچ جاتے۔ رنگ سفید تھا، اور پیشانی کشادہ تھی بھویں لمبی اور کشادہ تھیں۔ اور درمیان میں پیوستہ نہ تھیں۔ دونوں بھوؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو

غصے کی حالت میں پھڑکنے لگ جاتی۔ناک سیدھی استوان تھی، جس سے چمک سی اٹھتی معلوم ہوتی۔ ڈاڑھی گھنی، رخسار ہموار، دہانہ ذرا چوڑا اور ہونٹ باہم پیوستہ، دانتوں میں باہم فاصلہ تھا۔گردن لمبی اور چاندی کی طرح سفید تھی بدن کسا ہوا، پیٹ اور سینہ ہموار تھے۔ سینہ چوڑا تھا، اور دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا، آپؐ کے جوڑ مضبوط تھے، روشن اور صاف سینے سے ناف تک بالوں کی ایک پتلی سی لکیر تھی پیٹ اور پستان بغیر بالوں کے تھے۔بازوؤں اور کندھوں پر کافی بال تھے، سینہ اٹھا ہوا تھا، بازو لمبے، ہتھیلی چوڑی، ہاتھ اور پاؤں گداز تھے۔ پونچا بڑا تھا۔ بازو لمبے تھے، آپؐ کے پاؤں کے تلوے زمین سے اُٹھے ہوئے نہ تھے۔ دونوں برابر تھے۔اور ان سے پانی بہ جاتا۔آپؐ زمین پر آہستہ قدم رکھتے۔ چلتے تو یوں معلوم ہوتا۔گویا اترائی سے اتر رہے ہیں۔تیز قدم اٹھاتے، جب مڑتے، تو پوری طرح مڑتے۔ زیادہ تر نگاہیں زمین پر لگی رہتیں۔

(۲۳۶) سیدنا ہند رضی اللہ عنہ

بن ہند بن ابی ہالہ:۔ یہ مذکورہ بالا صحابی کے بیٹے تھے۔ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے ترجمے میں سری بن یحییٰ کی حدیث، جو انہوں نے مالک بن دینار سے، انہوں نے ہند بن خدیجہ ام المومنین سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مروان بن حکم کے پاس سے گزرے وہ آپؐ کی توہین کر رہا تھا۔ اور انگلی سے آپؐ کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔حضورؐ نے اس کے حق میں بددعا فرمائی، "اے خدا، تو اسے لرزے میں مبتلا کر" چنانچہ وہیں اس کے جسم پر رعشہ طاری ہو گیا۔ اس حدیث کا ہند بن ہند سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ ان کے والد نے بیان کی ہے۔زبیر بن بکار کہتے ہیں، کہ ہند بن ہند اور مصعب بن زبیر اس دن قتل ہوئے۔جس دن مختار ثقفی ۶۷ ہجری میں قتل

ہوا۔ زبیر کہتے ہیں کہ ہند بن ہند بصرے میں طاعون سے فوت ہوئے لوگوں نے اپنے جنازے چھوڑ دیئے۔ اور ان کے جنازے پر ہجوم کر کے آ گئے۔ کیونکہ وہ حضور اکرمؐ کے ربیب تھے۔

ابو عمر باسنادہ محمد بن حجاج سے، انہوں نے بنو تمیم کے ایک آدمی سے روایت کی۔ کہ اس نے ہند بن ہند ابی ہالہ کو بصرے میں دیکھا۔ وہ طاعون سے فوت ہوئے تھے۔ ان کے جسم پر کرتہ نہ تھا۔ اور سبز رنگ کی چادر سے ان کی میت ڈھانپی گئی تھی۔ چونکہ لوگ کثرتِ اموات کی وجہ سے اپنے اپنے مردوں کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے۔ اس لئے جنازہ اٹھانے کے لئے صرف چار آدمی مل سکے تھے۔ ایک عورت نے یہ حال دیکھا۔ تو اس نے دہائی دی "لوگو! ہندؓ حضور اکرمؐ کے ربیب ہیں۔ اور ان کی بے کسی کا یہ عالم ہے۔" لوگوں نے سنا۔ تو اپنے اپنے مردوں کو چھوڑ کر سب ان کے جنازے کے ساتھ ہو لئے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۸۷) (سیدنا) ہنیدہ (رضی اللہ عنہ)

بن خالد الخزاعی: ایک روایت میں نخعی مذکور ہے۔ اس امر میں اختلاف ہے، کہ آیا انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی یا نہ۔ ان کی والدہ حضرت عمرؓ کی زوجیت میں تھیں، یہ کوفے میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔

ان سے ابو اسحاق سبیعی نے روایت کی، کہ ایک دفعہ ایک بادل اٹھا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ یہ گھٹا نصر بنو کعب پر برسے گی۔ نیز ان سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا، کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے گا۔ اس جماعت میں سے ایک شخص نے اٹھائی، دشمن کی صفوں میں گھس گیا اور شہید ہو گیا۔ ذیل کا مصرع اسی نے کہا تھا۔

انا الذی عاھدنی خلیلی :- میں ہی وہ آدمی ہوں۔ جس سے اس کے دوست نے وعدہ کیا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۸۸) (سیدنا) ہوبجہ (رضی اللہ عنہ)

بن بجیر بن عامر بن سفیان بن اسید بن زائدہ بن حصین بن عیاش بن شبیب بن عبد قیس بن علیا بن قیس بن عائذہ بن مالک بن بکر بن سعد بن ثعلبۃ الضبی: ہجرت کر کے حضور اکرمؐ کے پاس آئے اور وہاں مقیم ہو گئے۔ انہوں نے درخواست کی۔ یا رسول اللہ! مجھے کوئی نصیحت فرمایئے

آپ نے فرمایا۔ انصاف کی بات کر۔ اور لوگوں سے بھلائی کر۔ انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! مجھے اس کی استطاعت نہیں۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں یا رسول اللہ! میرے پاس اونٹ ہیں۔ فرمایا۔ ان اونٹوں میں سے ایسا اونٹ جو پانی لا سکے، تو اسے ایسے خاندان کے سپرد کر دے، جنہیں پینے کا پانی تیسرے دن ملتا ہے۔

ابو محمد بن ابی القاسم علی بن عساکر دمشقی نے اجازۃً اپنے والد سے، ہوبجہ بن بجیر کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ جیسا کہ پیشتر تحریر کیا جا چکا ہے۔ وہ لکھتے ہیں، کہ جناب ہوبجہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے، لیکن ان کی لاش میدانِ جنگ میں نہیں مل سکی تھی۔ احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری نے بھی اتنا ہی ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ہشام بن کلبی لکھتے ہیں، کہ جناب ہوبجہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے، اور ان کی لاش نہ مل سکی تھی۔

(۲۳۹) (سیدنا) ہوذ (رضی اللہ عنہ)

بن احمل حارثی: بنو سدوس کے وفد کے ہمراہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ابو موسیٰ نے اختصاراً ذکر کیا ہے۔

(۲۴۰) (سیدنا) ہوذہ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عجرہ بن عبد اللہ بن نقطر بن عصیہ بن خفاف بن امرء القیس بن بہثہ بن سلیم بن منصور سلمی اسلام لائے۔ اور فتح مکہ کے موقعہ پر موجود تھے۔ یہ وہ صاحب ہیں۔ جنہوں نے اپنے عمزاد سے عَلَم کے بارے میں جھگڑا کیا۔ اور حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا۔

لقد دار ھذا الامر فی غیر اھلہ - الا فا بصروا الامر این یرید

(ترجمہ) یہ معاملہ ان لوگوں تک جا پہنچا ہے۔ جو اس کے اہل نہیں ہیں۔ بہر حال اس معاملے پر نگاہ تو ڈالو، کہ وہ کدھر جانا چاہتا ہے۔

ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۴۱) (سیدنا) ہوذہ (رضی اللہ عنہ)

بن خالد الکنانی: علماء کا خیال ہے کہ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان کی حدیث کو ابو الزبیر نے جابر بن عبد اللہ سے مع اس واقعہ کے جو معاویہ کے ساتھ پیش آیا، ذکر کیا ہے۔

نہ معلوم یہ صاحب وہی ہیں یا کوئی اور۔ ہم بعد میں پھر ان کا ذکر کریں گے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے۔ میرے خیال میں جو حضورؐ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ وہ ہیں۔ جن کا ذکر ابن مندہ نے کیا ہے۔ اور صرف اتنا لکھا۔ کہ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ مگر ان کا نسب نہیں لکھا۔ ہاں ابو احمد عسکری نے ہوذہ کنانی کے ترجمے میں ان کے والد کا نام خالد لکھا ہے۔ اور وہ حدیث بھی بیان کی ہے۔ جو ابن مندہ نے ان کے ترجمے میں لکھی ہے کہ معاویہ نے ان سے دریافت کیا۔ آیا تم غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ انہوں نے جواب اثبات میں دیا۔ کہ نہ ان کے خلاف کوئی بات ہوئی، اور نہ حق میں۔ ابوموسیٰ لکھتے ہیں۔ میں انہیں نہیں جانتا۔ اور نہ جانتا ہوں کہ انہیں حضورؐ کی صحبت میسّر آئی، یا نہ

(۲۴۲) (سیدنا) **ہوذہ** (رضی اللہ عنہ)

بن عرفطہ حمیری: حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فتح مصر میں موجود تھے۔ ان سے کوئی حدیث مذکور نہیں۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۴۳) (سیدنا) **ہوذہ** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن یزید بن عمرو بن ریاح بن عوف بن عمیرہ بن ہون بن اعجب بن قدامہ بن جرم بن ربان: بروایت کلبی وطبری، حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابن ماکولا نے ترجمۂ ریاح میں ان کا نسب ہوذہ بن عمرو بن یزید بن عمرو بن ریاح لکھا ہے۔ نیز یہ تحریر کیا ہے، کہ یہ بنو جرم بن ربان سے تھے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ یہ ابن حبیب کا قول ہے۔

(۲۴۴) (سیدنا) **ہوذہ** (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن عبادہ بن وہیم بن عطیہ بن زید بن قیس بن عامر بن مالک بن ادس انصاری: ان کے نسب میں اختلاف ہے۔ عبدالوہاب بن ہبۃ اللہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد بن حنبل سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی بن ثابت سے، انہوں نے عبدالرحمان بن نعمان بن ہوذہ انصاری سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے سوتے وقت خوشبو دار سُرمہ استعمال کرنے کا حکم دیا۔ یہ روایت صالح بن ازین نے علی بن ثابت سے۔ انہوں نے عبدالرحمان بن معبد بن ہوذہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے دادا سے بیان کی۔ ایک

روایت میں عبدالرحمان بن نضر بن ہوذہ آیا ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۴۵) (سیدنا) ہوذہ (رضی اللہ عنہ)

ان کا نسب مذکور نہیں۔ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ مجالد نے شعبی سے روایت کی، کہ معاویہ کے پاس ایک آدمی جس کا نام ہوذہ تھا آیا، معاویہ نے دریافت کیا۔ اے ہوذہ کیا تم غزوۂ بدر میں شامل تھے۔ اس نے جواب دیا۔ نہ نقصان نہ فائدہ۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ذکر کیا ہے ابونعیم کہتے ہیں کہ بقول بعض متاخرین انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب نہ ہو سکی۔ کیا یہ آپؐ کی وفات کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(۲۴۶) (سیدنا) ہیبان (رضی اللہ عنہ)

الاسلمی: ایک روایت میں ہیفان مذکور ہے۔ عبداللہ بن زجر نے یزید بن ابی منصور سے انہوں نے عبداللہ بن ہیبان سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا، کہ ایک مسلمان جسے وسعت و مقدرت حاصل ہے۔ اگر فی سبیل اللہ صدقہ کرے، تو خالص کستوری کی طرح اس کی خوشبو ایک دن کی مسافت پر سونگھی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی غریب اور فاقہ زدہ مسلمان صدقہ کرے، تو خالص کستوری کی طرح اس کی خوشبو ایک سال کی مسافت پر سونگھی جا سکتی ہے۔ ابو مندہ اور ابونعیم نے ذکر کیا ہے۔

(۲۴۷) (سیدنا) ہیت (رضی اللہ عنہ)

یہ وہ مخنث ہے۔ جس کا نام ماتع تھا اور جو کبھی کبھی ازواج مطہرات کے حجروں میں چلا جاتا تھا اور جسے بوجہ مخنث ہونے کے بے ضرر سمجھا جاتا تھا۔ ایک دن حضورؐ باہر سے تشریف لائے، تو یہ مخنث حضورؐ کی ازواج مطہرات میں سے کسی بی بی کے سامنے کسی خاتون کی تعریف کر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا اسے سامنے سے دیکھو۔ تو چار جلتی اور پیچھے سے دیکھو، تو آٹھ جلتی معلوم ہوتی ہے۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا۔ میں نہیں سمجھتا تھا، کہ یہ ان باتوں کو سمجھتا ہے۔ آئندہ اسے اندر مت آنے دو۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صحرا میں بھیج دیا۔ ہر جمعہ کو آتا۔ کھانا کھاتا اور پھر لوٹ جاتا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۴۸) (سیدنا) ہیثم (رضی اللہ عنہ)

بن دہر۔ منذر بن جہم نے ان سے روایت کی۔ کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کے نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے

درمیان (بچہ، ریش) اور آپؐ کی پیشانی پر چند سفید بال دیکھے، جو بہ مشکل تیس ہوں گے۔ ابو موسیٰ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۴۹) (سیّدنا) ہیثم (رضی اللہ عنہ)

ابو قیس سلمی: محمد بن سلام نے عبدالقاہر بن السری بن قیس بن ہیثم سے روایت کی، کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دادا ہیثم کو اپنے قبیلے کے صدقات جمع کرنے کے لئے مقرر فرمایا۔ انہوں نے یہ رقم حضرت ابوبکر کو پوری پوری ادا کر دی۔ اور زبرقان نے بھی رقم ادا کر دی۔ اس پر حضرت ابو بکر نے کہا کہ زبرقان نے صدقات کی رقم تکرّماً ادا کی اور ہیثم نے تحرجاً تنگی سے یا تبرعاً خوشی سے ادا کی۔ اس پر محمد بن سلام نے عبدالقاہر سے دریافت کیا، کہ آپ کو یہ بات کس نے بتائی ہے؟ تھوڑا سا سوچنے کے بعد کہنے لگے۔ کہ حمید نے حسن سے سنا۔ ابونعیم اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

اور اس ہیثم سے مراد ابن قیس بن صلت بن حبیب السلمی ہیں، جو قیس بن ہیثم کے والد اور عبداللہ بن حازم بن اسماء بن صلت السلمی کے چچا تھے انہوں نے خراسان میں فتنہ برپا کیا تھا

(۲۵۰) (سیدنا) ہیثم (رضی اللہ عنہ)

بن ابو معقل اسدی: ابونعیم کا قول ہے، کہ ابو معقل کا نام ہیثم ہے زیرِ عنوان کنیت بھی ان کا ذکر کیا جائے گا۔ ابو موسیٰ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۱) (سیّدنا) ہیکل (رضی اللہ عنہ)

بن جابر: حماد بن عمرو النصیبی نے عطاف بن حسن سے، انہوں نے ہیکل بن جابر سے روایت کی۔ کہ ایک موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد حرام کا طواف کرتے دیکھا۔ اور وہ اس دوران میں خدا سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے، اے خدا، اس مبارک گھر کے واسطے سے بھی تو نے میرے گناہ معاف نہیں کئے۔ حضورؐ نے سنا تو فرمایا۔ تیرا بھلا نہ ہو۔ کیا تیرے گناہ زمین و آسمان سے زیادہ ہیں، انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! معاملہ کچھ ایسا ہی ہے، مجھے اللہ نے کافی مال و دولت سے نوازا ہے۔ لیکن میری حالت یہ ہے، کہ جب بھی کوئی سائل مجھ سے کچھ مانگتا ہے، تو میرے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔ تو فرمایا، مجھ سے دُور ہٹ کر کھڑا ہو خدا تجھ سے سمجھے۔ اس کے بعد آپ نے بخل کی مذمت میں ایک حدیث بیان کی۔

ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

باب واؤ والف:

(۲۵۴) (سیدنا) والبصہ (رضی اللہ عنہ)

بن معبد بن مالک بن عبید الاسدی (جن کا تعلق بقولِ ابوعمر، اسد بن خزیمہ سے ہے) ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا سلسلۂ نسب یوں بیان کیا ہے: وابصہ بن معبد بن عتبہ بن حارث بن مالک بن حارث بن لبشر بن کعب بن سعد بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی ان کی کنیت ابوسالم تھی۔ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ اولاً کوفہ میں سکونت اختیار کی، پھر رقہ چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ انہوں نے حضورؐ سے کئی احادیث روایت کیں ہیں۔ ان سے ان کے دو بیٹوں عمرو اور سالم، نیز شعبی، زیاد بن ابوالجعد وغیرہ نے روایت کی۔

کئی راویوں نے باسناد ہم جو ابوعیسٰی ترمذی تک پہنچتا ہے بتایا کہ انہوں نے ہناد سے، انہوں نے ابوالاحوص سے، انہوں نے حصین سے، انہوں نے ہلال بن یساف سے روایت کی، کہ زیاد بن جعد نے جب ہم رقہ میں تھے۔ میرا ہاتھ پکڑا، اور مجھے ایک عمر رسیدہ آدمی کے پاس جس کا نام وابصہ بن معبد تھا۔ لے گیا۔ اور کہا۔ کہ ایک شخص نے حضورؐ کے پیچھے نماز ادا کی، اور وہ صف کے پیچھے اکیلا کھڑا تھا۔ حضورؐ نے اسے نماز دہرانے کا حکم دیا۔ کئی راویوں نے اس حدیث کو ابوالاحوص کی روایت کی طرح زیاد بن جعد سے بواسطہ وابصہ روایت کیا ہے۔ اور حصین کی حدیث میں مذکور ہے۔ کہ ہلال کو وابصہ سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔

محدثین میں اس حدیث کے بارے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک عمرو بن مرہ کی حدیث جو ہلال نے عمرو بن اسد سے اور انہوں نے وابصہ سے روایت کی اصح ہے اور بعض کہتے ہیں، کہ حصین بن ہلال کی حدیث جو زیاد سے اور انہوں نے وابصہ سے روایت کی ہے، اصح ہے۔ چنانچہ ابوعیسٰی ترمذی کے خیال کے مطابق یہ اسناد پہلے سے بہتر ہے۔

جناب وابصہ نے رقہ میں وفات پائی۔ اور ان کا مزار جامع مسجد کے مینار کے پاس رافقہ میں واقع ہے۔ جناب وابصہ بڑے رقیق القلب تھے۔ اور اکثر روتے رہتے تھے۔ ان کی اولاد میں سے ہیں عبدالرحمان

بن صخر جو رقہ کے قاضی ہیں تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۴) سیدنا واثلہ (رضی اللہ عنہ)

بن اسقع بن عبدالعزی بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناہ بن کنانہ الکنانی اللیثی ایک روایت میں واثلہ بن عبداللہ بن اسقع ہے۔ ان کی کنیت ابو شداد یا ابوالاسقع یا ابو قرصافہ تھی۔ یہ اس عہد میں ایمان لائے۔ جب حضور اکرمؐ غزوۂ تبوک کی تیاری کر رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب واثلہ اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ اور تین سال آپ کی خدمت میں رہے۔

واقدی لکھتے ہیں کہ جناب واثلہ، مضافات مدینہ میں فروکش تھے، کہ ایک دن حضورؐ ادھر کو تشریف فرما ہوئے۔ اور انہوں نے صبح کی نماز آپ کی اقتدا میں ادا کی۔ حضور اکرمؐ کی عادت تھی، کہ بعد از نماز صبح، منہ صحابہ کی طرف پھیر لیتے، اور غور سے ہر آدمی کا چہرہ ملاحظہ فرماتے آپؐ نے انہیں دیکھا۔ تو اجنبیت کی وجہ سے نہ پہچان سکے۔ دریافت فرمایا، کون ہو، اور کیوں آئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! بیعت کرنے کے لئے آپؐ نے پوچھا کیا تو ہر مہم میں شریک ہوگا۔ خواہ تجھے پسند ہو یا ناپسند، عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ! پھر دریافت فرمایا، بشرطِ استطاعت عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ!

حضور اکرمؐ ان دنوں غزوۂ تبوک کی تیاری میں مصروف تھے۔ لیکن جناب واثلہ کے پاس سواری نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے منادی کرادی، کہ جو مجھے سواری فراہم کرے گا۔ میں اپنا حصہ مال غنیمت سے اسے دوں گا۔ کعب بن عجرہ نے انہیں بلایا۔ واثلہ! میں تمہیں رات کو اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھا لیا کروں گا اور تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ کے تابع ہوگا۔ اور اس کے بدلے میں مال غنیمت میں سے جو حصہ تمہیں ملے گا وہ میں لے لوں گا۔ اس پر معاہدہ ہو گیا۔

جناب واثلہ کہتے ہیں، خدا اسے جزائے خیر دے۔ اس نے مجھے پیچھے بٹھا لیا۔ اور اپنے راشن سے مجھے باقاعدہ حصہ ادا کرتا رہا۔ بایں ہمہ میرا احترام کرتا۔ جب حضور اکرمؐ نے خالد بن ولید کو اکیدر کندی کے خلاف، دومتہ الجندل پر حملے کے لئے روانہ فرمایا۔ تو واثلہ اور کعب بن عجرہ بھی اسی لشکر میں شامل تھے اس مہم میں چھ اونٹنیاں، جناب واثلہ کے ہاتھ لگ گئیں۔ وہ انہیں اپنے رفیق کعب کے پاس لے آئے اور کہا، آؤ، اور اپنی اونٹنیاں سنبھالو، وہ ہنستے ہوئے باہر نکلے۔ کہنے لگے، اللہ تجھے اپنے فضل و کرم سے نوازے۔ میں نے کسی لالچ کی وجہ سے تجھ سے یہ مروت نہیں کی تھی۔ میں ان سے کوئی بھی بطور

معاوضہ قبول نہیں کروں گا۔

جناب واثلہ نے بصرے میں سکونت اختیار کر لی۔جہاں ان کا ایک مکان بھی تھا۔پھر وہاں سے وہ شام آ گئے۔اور دمشق سے تین میل کے فاصلے پر یہ مقام بلاط مقیم ہو گئے، فتح دمشق کی مہم میں شریک تھے، اور ان مہموں میں بھی شریک رہے، جو دمشق اور حمص سے مختلف سمتوں میں روانہ کی جاتی رہیں۔بعدہٗ وہاں سے فلسطین آ گئے۔اور بیت المقدس یا بیت جبرین میں ٹھہر گئے۔

ان سے ابوادریس خولانی، شداد بن عبداللہ ابوعمار، ربیعہ بن یزید القصیر، عبدالرحمان بن ابی قسیمہ اور یونس بن میسرہ نے روایت کی۔

جناب واثلہ نے ۸۳ھ میں جب بروایت سعید بن خالد ان کی عمر ۱۰۵ برس تھی وفات پائی ابومسہر کہتے ہیں۔کہ انہوں نے ۸۵ھ میں، جب وہ ۹۸ برس کے تھے۔انتقال کیا۔ایک روایت کے رو سے وہ بیت المقدس میں یا دمشق میں فوت ہوئے۔وہ ڈاڑھی کو مہندی لگاتے تھے اور آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔

تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۴) (سیدنا) واثلہ (رضی اللہ عنہ)

بن خطاب القرشی العدوی؛ حضرت عمر کے قبیلے سے تھے۔انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی وہ دمشق میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔جہاں ان کا ایک مکان تھا۔انہوں نے حضور اکرمؐ سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔اسماعیل بن عیاش نے مجاہد بن فرقد سے، انہوں نے واثلہ بن خطاب قرشی سے روایت کی، کہ ایک شخص مسجد نبوی میں داخل ہوا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تنہا تشریف فرما تھے۔جب آپؐ نے اسے دیکھا۔تو آپؐ تھوڑا سا اپنے مقام سے ہلے، اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ! جگہ تو کافی ہے۔آپ نے کیوں زحمت فرمائی۔فرمایا۔مسلمان پر مسلمان کا حق ہے، جب وہ اسے دیکھے، تو اس کی خاطر اِدھر اُدھر تھوڑا بہت سرکے ابونعیم اور ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

یہ روایت اسماعیل سے مروی ہے اور ایک روایت کے مطابق مجاہد سے مروی ہے جنہوں نے ربعی سے روایت کی۔

(۲۵۵) (سیدنا) **واثلہ** (رضی اللہ عنہ)

لیثی۔ جو ابوالطفیل عامر بن واثلہ کے والد تھے۔ عمر بن یوسف ثقفی نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے، انہوں نے اپنے والد یا دادا سے روایت کی کہ انہوں نے حجرِ اسود کو دیکھا کہ وہ سفید تھا۔ اور زمانۂ جاہلیت میں زیارت کے لئے آنے والے، جب اپنے قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے، تو ان کا خون اور گوبر حجرِ اسود پر مل دیتے تھے۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے، اور اسے حدیث غریب قرار دیا ہے۔ (اگر یہ پتھر ابتدا میں سفید تھا۔ تو پھر اسے اسود کیوں کہتے تھے۔ مترجم)

(۲۵۶) (سیدنا) **وازع** (رضی اللہ عنہ)

بن زارع؛ ابوبکر بن علی نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور ان سے کسی بات کا ذکر نہیں کیا ہاں ان کے بھائی کو حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابوموسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۷) (سیدنا) **وازع** (رضی اللہ عنہ)

ابن ماکولا نے، وازع ابوذریح لکھا ہے۔ انہیں آپؐ کی صحبت نصیب ہوئی اور حضورؐ سے روایت بھی کی۔ ان کے بیٹے ذریح نے ان سے روایت کی۔

(۲۵۸) (سیدنا) **وازم** (رضی اللہ عنہ)

بن زرالکلبی۔ یحییٰ بن یونس لکھتے ہیں کہ وازم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن مجھے کوئی سند یاد نہیں۔ محمد بن یزید بن زیان بن واسع بن علی بن وازم بن زرالکلبی نے روایت بیان کی۔ کہ وازم حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے عائشہ بنت سعد کے بارے میں ایک طویل حدیث بیان کی۔ ابن ماکولا نے بھی یحییٰ سے اسی طرح روایت کی ہے اور اسی طرح جعفر نے۔ ابن ماکولا نے ان کا نام ودان بن زر لکھا ہے۔ اور محمد بن یزید کی حدیث میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کی بعض روایات میں اختلاف کا بھی۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۹) (سیدنا) **واسع** (رضی اللہ عنہ)

بن حبان بن منقذ الانصاری؛ ہم ان کا نسب ان کے والد اور دادا کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ بغوی نے الوحدان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے مدینہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ لیکن ان کی صحبت کے بارے میں اختلاف ہے۔

ابوموسیٰ نے اذناً ابوعلی سے، انہوں نے ابونعیم سے، انہوں نے احمد بن محمد بن یوسف سے انہوں نے عبداللہ بن محمد البغوی سے، انہوں نے ہاشم بن ولید سے، انہوں نے ابن وہب سے انہوں نے عمرو بن حارث سے روایت کی کہ حبان بن واسع نے اپنے والد سے انہیں یہ روایت سنائی کہ انہوں نے آپؐ کو دیکھا، کہ حضورؐ نے سر پر ابی پانی سے مسح کیا، جس سے ہاتھ تر تھے۔ ہاشم بن ولید بن طالب نے ابن وہب سے، انہوں نے عمرو بن حارث سے، انہوں نے حبان سے اور علی بن خشرم نے ابن وہب سے روایت کی۔ کہ حبان نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبداللہ بن زید سے روایت کی۔ اور یہ اسناد اصح ہے۔

عدوی لکھتا ہے، کہ جناب واسع بیعتِ رضوان میں موجود تھے اپنے بھائی سعد بن حبان کے ساتھ۔ اسی طرح بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ اور یوم الحرہ کو قتل ہوئے یہ ابن دباغ کا قول ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۶۰) (سیدنا) واصلہ (رضی اللہ عنہ)

بن حباب القرشی: ابوبکر بن ابوعلی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح قتیبہ بن ابوعبدالرحمٰن مہران نے اسماعیل بن عیاش سے، انہوں نے مجاہد بن فرقد سے انہوں نے واصلہ بن حباب القرشی سے روایت کی، کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر ساری حدیث اس طرح بیان کی جس طرح ہم واثلہ بن خطاب کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یا تو اس راوی سے اور یا اوپر کے کسی راوی سے، جناب واصلہ اور ان کے والد کے نام کے بارے میں غلطی ہو گئی ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں۔ بلاشبہ اس نام میں تصحیف ہوئی ہے۔ چنانچہ حافظ ابوالقاسم بن عساکر دمشقی نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے کہ صحیح نام واثلہ بن خطاب ہے۔

(۲۶۴) (سیدنا) واقد (رضی اللہ عنہ)

بن حارث الانصاری: انہیں صحبت نصیب ہوئی۔ اور ان کا شمار اہلِ مصر میں ہوتا ہے۔ قیس بن رافع نے ان سے روایت کی۔ کہ رسولِ اکرمؐ کے صحابہ حضرت عباس کے پاس جمع ہوئے انہوں نے گزرے ہوئے اچھے دنوں کی یاد تازہ کی۔ جس سے حاضرین پر رقت طاری ہو گئی۔ واقد بن حارث

خاموش بیٹھے رہے، حاضرین نے کہا۔ اے ابوالحارث آپ کیوں نہیں بولتے انہوں نے جواب دیا آپ لوگ بول رہے ہیں۔ اور میں خیال کرتا ہوں۔ کہ اس پر اضافے کی گنجائش نہیں۔ حاضرین نے اصرار کیا۔ کہ آپ بھی گفتگو کریں۔ کیونکہ آپ کسی سے چھوٹے نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں بات یوں سنتا ہوں۔ گویا مجھے اس سے خوف آتا ہے، میں کام کو یوں دیکھتا ہوں، گویا اس سے مجھے سکون ملتا ہے تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے

(۲۶۲) (سیّدنا) **واقد** (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرمؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان سے زاذان نے روایت کی۔ کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا جس نے اللہ کی اطاعت کی۔ خواہ اس نے نماز اور روزے کی ادائیگی اور تلاوت میں کوتاہی کی ہو۔ اسے ذکر الٰہی شمار کیا جائے گا۔ اور جس نے خدا کی نافرمانی کی اور اس نے کثرت سے نمازیں پڑھیں۔ اور روزے رکھے اور تلاوت کی اس کی نمازیں اور روزے رائیگاں جائیں گے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۶۳) (سیدنا) **واقد** (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناہ بن تمیم التمیمی حنظلی یربوعی، حلیف بنو عدی بن کعب۔ یہ ابو عمر کا قول ہے ابن مندہ نے انہیں واقد بن عبداللہ الحنظلی لکھا ہے۔ ابونعیم نے بھی انہیں حنظلی لکھا ہے۔ ایک روایت میں یربوعی مذکور ہے، یہ وہی صاحب ہیں۔ جنہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کے سریے میں روانہ فرمایا تھا۔ انہوں نے اسلام، اس وقت قبول کیا تھا۔ کہ حضور اکرمؐ ابھی دارِ ارقم میں منتقل نہیں ہوئے تھے۔ اور آپؐ نے بعد میں ان کے اور بشر بن براء بن معرور کے درمیان رشتۂ مواخات قائم کیا تھا۔

ابوجعفر بن سمین نے باسنادہ، یونس بن بکیر سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ انہیں یزید بن رومان نے اور انہوں نے عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ حضور اکرمؐ نے عبداللہ بن جحش کو نخلہ کی طرف روانہ فرمایا۔ اور حکم دیا کہ تم وہاں ٹھہرنا اور قریش کی نقل و حرکت کے بارے میں ہمیں اطلاع دینا۔ مگر آپ نے لڑائی کا حکم نہیں دیا تھا اور یہ واقعہ شہر حرام میں پیش آیا تھا۔

اس کے بعد راوی نے حدیث بیان کی۔

تعمیل ارشاد میں یہ لوگ نخلہ کو چل دیئے۔ وہاں پہنچے، تو عمرو بن حضرمی، حکم بن کیسان اور عثمان اور مغیرہ فرزندانِ عبداللہ وہاں سے گزرے۔ جب مسلمانوں نے ان لوگوں کو دیکھا، تو واقد بن عبداللہ پر، جنہوں نے اپنا سر منڈایا ہوا تھا۔ ان لوگوں کی نظر پڑی۔ تو عمار نے ان سے کہا، کہ ان لوگوں سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں، کیونکہ سر کا منڈانا، یا تو زیارتِ کعبہ سے پہلے، معمول تھا، یا بعد از زیارت اور ایسی حالت میں لڑنا بالخصوص ماہِ حرام میں سخت ناپسندیدہ امر تھا۔

رجب کی آخری تاریخ کو مسلمان دستہ فوج نے ان کے بارے میں مشورہ کیا۔ چنانچہ طے پایا کہ ابن حضرمی اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا جائے۔ چنانچہ واقد بن عبداللہ کے تیر سے عمرو بن حضرمی مارا گیا بعدہٗ انہوں نے عثمان اور حکم کو پکڑ لیا۔ اور مغیرہ بھاگ گیا۔ اور اونٹوں کو ہانک کر حضور اکرمؐ کے پاس لے آئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں نے ماہِ حرام میں لڑنے کی اجازت نہیں دی تھی جب قریش نے حضور اکرمؐ پر ماہِ حرام کی بے حرمتی کا الزام لگایا۔ تو قرآن کی درج ذیل آیت نازل ہوئی۔ یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ۔ قل قتال فیہ کبیر الخ۔

جناب واقد پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے ایک کافر کو قتل کیا۔ اور عمرو بن حضرمی پہلا مشرک ہے۔ جو ایک مسلمان کے ہاتھوں مارا گیا۔ واقد غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ ابوجعفر نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے غزوۂ بدر از بنی عدی، جناب واقد کا جو ان کے حلیف تھے ذکر کیا ہے۔ یہ لاولد تھے وہ احد کے علاوہ باقی تمام غزوات میں شریک رہے تھے، اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے۔ واقد اور ابن حضرمی کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے۔

سقینا من ابن الحضرمی رماحنا ۔ بنخلۃ لما اوقد الحرب واقد

(ترجمہ) ہم نے ابن حضرمی کے قتل سے اپنے نیزوں کو اس وقت سیراب کیا۔ جب نخلہ کے مقام پر واقعہ نے لڑائی کی آگ بھڑکائی۔

ابن مندہ نے واقد بن عبداللہ کو حنظلی قرار دے کر اس قصے کو اس طرح بیان کیا ہے، جس طرح کہ ہم لکھ آئے ہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ابونعیم کا واقد کو حنظلی کہنا اور پھر ایک اور روایت کے رو سے انہیں

یربوعی کہنا مبنی برظن ہے، اور اس میں تناقض ہے۔ لیکن صورتِ حال یوں نہیں ہے کیونکہ بنو یربوع بنو حنظلہ سے ہیں۔ اور بنو حنظلہ بنو تمیم سے۔ جب کسی کو یربوعی کہا جائے گا تو وہ حنظلی بھی ہوگا، اور تمیمی بھی، ابونعیم کو یہ غلطی اس لئے لگی۔ کہ ابن مندہ نے واقد کا ذکر حنظلی کی ذیل میں بھی کیا ہے۔ اور یربوعی کے تحت بھی۔ جس سے ابونعیم یہ سمجھے کہ دونوں ایک ہیں۔ ہم اس پہ اگلے ترجمے میں بھی گفتگو کریں گے۔

(۲۶۴) (سیدنا) **واقد** (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ یربوعی (کبار صحابہ میں سے ہیں۔ عبداللہ بن عمر نے اپنے بیٹے کا نام ان کے نام پر واقد رکھا تھا۔ حضور اکرمؐ نے انہیں قریش کے قافلے کی تلاش میں عبداللہ بن جحش کے ساتھ بھیجا تھا ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کے بعد کلبی کی وہ حدیث بیان کی ہے۔ جو ابوصالح نے بروایت ابن عباسؓ بیان کی ہے کہ حضورؐ نے واقد بن عبداللہ کو عبداللہ بن جحش کے ساتھ قریش کے قافلے کی تلاش میں روانہ فرمایا تھا۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ مقام تعجب ہے، کہ ابن مندہ نے ایک ہی حدیث کو دو تراجم (واقد بن عبداللہ حنظلی اور واقد بن عبداللہ یربوعی) کے تحت بیان کیا ہے۔ حالانکہ دونوں تراجم کے تحت ایک ہی آدمی کا ذکر کیا ہے۔ حنظلی، یربوعی کی شاخ ہے۔ ایسی معمولی بات کو نہ سمجھنا حد درجہ حیران کن ہے۔ امیر ابونصر وغیرہ سے بھی یہ غلطی صادر ہوئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑے آدمیوں سے بڑی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔

(۲۶۵) (سیدنا) **واقد** (رضی اللہ عنہ)

ان کی کنیت ابومراوح تھی۔ ابوداؤد سجستانی کہتے ہیں۔ کہ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان سے عروہ بن زبیر اور زید بن اسلم نے روایت کی۔

ربیعہ بن عثمان نے زید بن اسلم سے، انہوں نے واقد بن مراوح لیثی سے روایت کی۔ کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ ہم نے مال اس لئے اتارا، کہ لوگ نماز قائم کریں۔ اور زکات ادا کریں۔ ابن مندہ اور ابونعیم ہر دو نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں کہ بعض متاخرین مثلاً ابن مندہ نے واقد کا ذکر بحوالہ، ابوداؤد سجستانی کے کیا ہے۔ اور ان کی صحبت کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم نے

اسی پر اکتفا کیا ہے۔

(۲۶۶) (سیدنا) واقد (رضی اللہ عنہ)

بشرطیکہ صحیح ہو۔ لیث بن سعد نے یزید بن ابی حبیب سے، انہوں نے یزید بن محمد سے انہوں نے جعفر بن عبداللہ بن واقد سے روایت کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عورتوں کو مساجد میں آنے سے نہ روکو۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے، کہ یہ وہم ہے۔ اور یہ صاحب واقد بن عبداللہ بن عمر سے زیادہ مشابہ ہیں۔

(۲۶۷) (سیدنا) وائل (رضی اللہ عنہ)

بن حجر بن ربیعہ بن وائل بن یعمر الحضرمی۔ یہ ابو عمرو کا قول ہے۔ ابوالقاسم بن عساکر الدمشقی نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: وائل بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن ضمعج بن وائل بن ربیعہ بن وائل بن نعمان بن زید بن مالک بن زید اور ایک اور روایت کے رو سے ان کا نسب یوں تھا: وائل بن حجر بن سعید بن مسروق بن وائل بن نعمان بن ربیعہ بن حارث بن عوف بن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن شرجبیل بن مالک بن مرہ بن حمیر بن زید الحضرمی۔ ابو ہنیدہ حضرمی، حضرموت کے سرداروں سے تھے، اور ان کا والد وہاں کے ملوک سے تھا۔ یہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ نے ان کے آنے سے کئی دن پیشتر ہی صحابہ کرام کو ان کے آنے کی بشارت دے دی تھی کہ عنقریب حضرموت کا حاکم اللہ اور رسول کی خوشنودی کی خاطر حلقۂ اسلام میں شامل ہونے کے لئے آنے والا ہے۔

جب وائل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپؐ نے انہیں خوش آمدید کہا، اپنی چادر بچھا کر اس پر انہیں بٹھایا۔ اور ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعائے خیر فرمائی پھر حضورؐ نے حضرموت کے سرداروں کا انہیں حاکم اعلیٰ مقرر فرما دیا۔ اور وہاں انہیں جاگیر عطا کی اور معاویہ بن ابوسفیان کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ اور حکم دیا، کہ یہ جاگیر معاویہ بن سفیان کو دے دینا۔

معاویہ بن سفیان نے وائل سے کہا کہ چونکہ گرمی سخت ہے۔ اس لئے مجھے اپنے پیچھے بٹھا لو وائل نے کہا۔ تم بادشاہوں کے حاشیہ نشینوں میں سے نہیں ہو۔ انہوں نے کہا۔ اپنے جوتے ہی

مجھے دے دو۔ وائل نے کہا۔ اونٹنی کے سایے سے کام لو۔ انہوں نے کہا یہ ناکافی ہے۔

وائل نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں گزارش کی۔ کہ جب میرے اہل قبیلہ کو علم ہوا۔ کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں، تو وہ مجھے نکال باہر کریں گے۔ حضورؐ نے فرمایا، گھبراؤ مت۔ میں تمہیں اس سے دُگنا دوں گا

قبول اسلام کے بعد وائل کوفے میں قیام پذیر ہو گئے اور امیر معاویہ کے عہد حکومت تک وہیں ٹھہرے رہے، اس دوران میں امیر معاویہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے جناب وائل کو اپنے ساتھ تخت پر جگہ دی۔ اس وقت انہیں خیال آیا۔ کاش میں نے انہیں اس موقعہ پر، اونٹنی پر اپنے آگے بٹھایا ہوتا۔ جنگ صفین میں وائل حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے اور اپنے قبیلے کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

ان کے دونوں بیٹوں علقمہ اور عبدالجبار نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔ ایک روایت کے رو سے عبدالجبار نے اپنے والد سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ بلکہ کلیب بن شہاب جرمی اور ان کی بیوی ام یحیٰی کے علاوہ ابراہیم بن محمد وغیرہ نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے بندار سے۔ انہوں نے یحیٰی بن سعید اور عبدالرحمان بن مہدی سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے سلمہ بن کہیل سے، انہوں نے حجر بن عیس سے انہوں نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ فاتحہ پڑھتے سنا، چنانچہ آپؐ نے غیر المغضوب علیہم والضالین کے بعد آمین کہی۔ اور پڑھتے وقت اپنی آواز کو اونچا کیا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۶۸) (سیدنا) **وائل** (رضی اللہ عنہ)

بن ابی القعیس:۔ ایک روایت میں وائل بن افلح مذکور ہے، جو ابوالقعیس کے بھائی تھے اور ایک روایت میں اخوافلح بن ابوالقعیس مذکور ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ یحیٰی بن ابی کثیر نے عکرمہ سے روایت کی کہ قعیس کے بھائی وائل بن افلح نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ حکم بن عیینہ نے عراک بن مالک سے روایت کی۔ کہ افلح حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو ام المومنین نے پردہ کر لیا۔ حالانکہ وائل بن ابی القعیس کی بیوی نے حضرت عائشہ کو دودھ پلایا تھا۔ نیز مروی ہے کہ افلح ابوالقعیس نے بتایا، کہ انہیں ترمذی نے انہیں حسن بن علی نے انہیں

ابن نمیر نے، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے، انہیں حضرت عائشہ نے بتایا کہ ام المومنین کے رضاعی چچا ان سے ملنے آئے تو انہوں نے حضور اکرمؐ کی اجازت کے بغیر ملنے سے انکار کر دیا حضور نے فرمایا، وہ تمہارا رضاعی چچا ہے، اس لئے اس سے مل لو۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے دودھ تو عورت کا پیا ہے۔ مرد کس طرح میرا رشتہ دار بن گیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، عائشہ وہ تمہارا چچا ہے، اس لئے اسے اندر آنے کی اجازت دے دو۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم لکھتے ہیں کہ بعض متاخرین نے ان کا ذکر تو کیا ہے۔ لیکن ان کی صحبت اور اسلام کا کسی کو علم نہیں۔

(۲۶۹) (سیدنا) وائل (رضی اللہ عنہ)

القیل: ابن شاہین نے انہیں غیر معروف لوگوں میں شمار کیا ہے، اور باسنادہ ابراہیم بن یوسف بن ابواسحاق سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابواسحاق سے، انہوں نے عاصم بن کلیب سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے وائل القیل سے روایت کی۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دیکھا، کہ آپ نے دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ بلاشبہ اس سے مراد وائل بن حجر ہیں۔ یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ بایں انداز ان کا ذکر کیا جائے، اور اس سے وائل بن حجر نہ سمجھے جائیں۔ کیونکہ ان کی ریاست کا ہر آدمی کو علم ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جب خزیمہ بن ثابت کا ذکر آئے، تو اس سے ذوالشہادتین سمجھے جائیں، خواہ یہ لقب ان کے نام کے ساتھ نہ لکھا گیا ہو۔

(۲۷۰) (سیدنا) وبرہ (رضی اللہ عنہ)

بن مُشہّر: ایک روایت میں وبرہ مذکور ہے۔ یحییٰ بن محمود نے اجازۃً باسنادہ ابوبکر بن ابی عاصم سے، انہوں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن شیبہ سے، انہوں نے ابن ابی فدیک سے، انہوں نے موسیٰ بن یعقوب سے، انہوں نے حاجب بن قدامہ (جو عبدالرحمان بن قدامہ کے سوتیلے بھائی تھے) اور عبدالحمید سے (جو عبداللہ بن سعید بن نوفل بن مساحق کے اخیافی بھائی تھے) انہوں نے علی بن خلیفہ الحنفی سے انہوں نے وبرہ بن مشہر الحنفی سے روایت کی کہ مسیلمہ کذاب نے انہیں، ابن نواحہ اور ابن شغاف کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں روانہ کیا۔ آخر الذکر دونوں جناب وبر سے عمر میں بڑے تھے، انہوں نے حضورؐ کی مجلس میں حاضر ہو کر اقرار کیا، کہ حضورؐ کا مقام نبوت میں پہلا ہے۔ اور آپؐ کے بعد مسیلمہ کا نمبر آتا ہے اس کے بعد آپؐ نے میری طرف توجہ فرمائی۔ اور پوچھا، کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ، جس چیز کو آپ درست کہتے ہیں، وہ درست ہے، اور جس کو غلط کہتے ہیں وہ غلط ہے۔ آپؐ نے فرمایا، کہ میں صحراؤں اور دریاؤں کی ریت کے ذرات کی تعداد کے برابر اتنی بار شہادت دیتا ہوں، کہ مسیلمہ جھوٹا ہے۔ میں نے عرض کیا، کہ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

دوسرے دو آدمیوں کے بارے میں حکم دیا، کہ انہیں بند کر دو۔ اس پر وہاں موجود ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ، انہیں میرے حوالے فرما دیجئے چنانچہ وہ انہیں اپنے ساتھ لے گیا جناب وبر یہ غرض تعلیم قرآن رک گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہیں ٹھہرے رہے

وبرؓ بن یحنس الخزاعی:۔ ایک روایت میں وبرہ آیا ہے۔ نعمان بن برزخ نے ان سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے انہیں فرمایا۔ اگر کبھی تم صنعا کی اس مسجد میں جو جبل ضبیل میں ہے جا نکلو تو وہاں ضرور نماز ادا کرنا۔ ابوعمر کہتے ہیں، کہ یہ وہ صاحب ہیں، جنہیں حضور اکرمؐ نے ذاذویہ فیروز دیلمی اور جشیش الدیلمی کے پاس اسود العنسی کو جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا۔ قتل کرنے کے لئے روانہ فرمایا تھا۔

(۲۷۱) (سیدنا) **وحیر** (رضی اللہ عنہ)

بن غالب بن عمرو ابو قیلہ، حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔ ابن دباغ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۷۲) (سیدنا) **وحشی** (رضی اللہ عنہ)

بن حرب الحبشی ابودسمہ، یہ مکہ کے حبشیوں میں سے تھے اور طعیمہ بن عدی اور یا جبیر بن مطعم کے آزاد کردہ غلام تھے، انہوں نے حضرت حمزہؓ کو احد میں اور مسیلمہ کذاب کو جنگ یمامہ میں قتل کیا تھا۔ اور کہا کرتے کہ میں نے بحالتِ کفر خیر الناس کو اور بحالتِ اسلام شر الناس کو قتل کیا ہے عبداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے اس نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ عبداللہ بن

فضل نے سلیمان بن یسار سے، انہوں نے جعفر بن امیۃ الضمری سے بیان کیا، کہ میں اور عبید اللہ بن عدی امیر معاویہ کے عہدِ امارت میں گھومنے پھرنے کو نکلے، جب ہم واپسی پر حمص میں، جہاں وحشی بن حرب حضرت حمزہؓ کے قاتل سکونت پذیر تھے۔ وارد ہوئے۔ تو میرے رفیق سفر نے کہا۔ قاتل حمزہؓ وحشی یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ آؤ ان سے دریافت کریں کہ قتل حمزہ کس طرح وقوعہ پذیر ہوا ہم نے ایک آدمی سے وحشی کے متعلق پوچھا۔ تو اس نے بتایا، کہ وہ اکثر اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا رہتا ہے، اور شراب سے مخمور رہتا ہے اگر اس نے شراب پی رکھی ہو، تو اس سے متعرض نہ ہونا اور اگر ہوش میں ہوا، تو تم سے ایک خوش اخلاق اور بامروت عرب کے روپ میں جلوہ گر پاؤ گے جب ہم ان کے مکان پر پہنچے، تو وہ صحن میں بیٹھے تھے۔ ہم نے سلام کہا تو انہوں نے سر اٹھا کر ہماری طرف دیکھا۔ اور کہنے لگے، کیا تم عدی بن خیار کے بیٹے ہو۔ عبید اللہ نے کہا، ہاں آپ کا اندازہ درست ہے۔ کہنے لگے۔ میں نے جب بچپن میں تجھے تیری دودھ پلائی سعدیہ کے سپرد کیا تھا۔ اس کے بعد سے آج تک پھر نہیں دیکھا تھا۔ اس دن تجھے میں نے ہی اس کے حوالے کیا تھا۔ اور جب تجھے وادی ذی طویٰ میں اس کے سپرد کیا تھا۔ تو تیرے پاؤں چمک رہے تھے۔ آج تم جونہی میرے سامنے آئے، میں نے تمہیں پہچان لیا۔

بعدہٗ ہم نے اسے کہا، کہ ہم تم سے یہ پوچھنے آئے ہیں، کہ تم نے حمزہ بن عبد المطلب کو غزوۂ احد میں کیسے قتل کیا۔ اس نے جواب دیا، کہ میں تم سے یہ واقعہ اسی طرح بیان کروں گا۔ جیسا کہ میں نے حضور اکرمؐ کے سامنے بیان کیا تھا۔

میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔ اور اس کا چچا طعیمہ بن عدی، غزوۂ بدر میں مارا گیا تھا۔ جب لشکر قریش احد کی طرف روانہ ہوا۔ تو جبیر نے مجھ سے کہا، کہ اگر تم حمزہ عمِ محمدؐ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ، تو تم آزاد ہو۔ چنانچہ میں بھی اور لوگوں کے ساتھ ہو لیا۔ میں میدان جنگ میں اسے ڈھونڈھتا پھرتا تھا۔ دیکھا کہ بدمست اونٹ کی طرح لوگوں کی صفوں کو تلوار سے چیرتا پھرتا تھا۔ اور کوئی اس کے سامنے نہیں ٹھہرتا تھا میں اس کی تاک میں تھا۔ اور پتھروں اور درختوں کی اوٹ میں چھپتا پھرتا تھا۔ کہ مجھے دیکھ نہ لے چنانچہ سباع بن عبد العزیٰ نے، مجھے حمزہ کے آمنے سامنے کر دیا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو ماں کی گالی دی۔ کیونکہ وہ فاحشہ عورت تھی۔ پھر میں نے اپنے نیزے کو جنبش دی۔ اور جونہی موقعہ

ملا، میں نے نیزہ اس انداز سے پھینکا، کہ اس کی ناف پہ لگا۔ اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے باہر نکل گیا۔ میں نے نیزے کو اسی حالت میں رہنے دیا۔ تاآنکہ حمزہ کا انتقال ہو گیا۔ پھر میں نے اپنا نیزہ نکالا۔ اور چونکہ مجھے اور کسی سے کوئی پرخاش نہ تھی۔ اس لئے اپنے لشکر میں واپس آ گیا اور جب واپس مکے پہنچا، تو مجھے آزادی مل گئی۔

جب مکہ فتح ہو گیا۔ تو میں بھاگ کر طائف چلا گیا۔ جب چند دنوں کے بعد اہل طائف کا وفد قبولِ اسلام کے لئے حضور اکرمؐ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ تو زمین کی وسعتیں مجھ پہ تنگ ہو گئیں اور ارادہ کیا، کہ شام، یمن یا اور کہیں چلا جاؤں۔ اس پہ ایک آدمی نے مجھے کہا، ارے احمق! کیا تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں، کہ جو شخص اسلام قبول کر لے۔ حضورؐ اسے معاف کر دیتے ہیں۔ وحشی نے مدینے کا رُخ کیا۔ اور حضور کو اس وقت اس کی موجودگی کا علم ہوا۔ جب وہ حضور اکرمؐ کے سر پہ جا کھڑا ہوا، اور کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ مجھے دیکھ کر فرمایا۔ وحشی ہو؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں، یا رسول اللہ! فرمایا، بیٹھو، اور قتل حمزہ کا واقعہ بیان کرو۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صورتِ حال بیان کی، تو فرمایا، تیرا بھلا نہ ہو۔ آئندہ مجھے اپنا منہ نہ دکھانا۔ اس کے بعد حضورؐ کی وفات تک میں آپؐ سے چھپتا پھرا۔

حضورؐ کے بعد جب اسلامی لشکر مسیلمہ کذاب کے خلاف روانہ ہوا۔ تو میں بھی اپنے اسی نیزے کے ساتھ جس سے میں نے حمزہ کو قتل کیا تھا، لشکر میں شامل ہو گیا۔ میدانِ جنگ میں۔ میں نے مسیلمہ کذاب کو دیکھا، کہ ہاتھ میں تلوار لئے کھڑا تھا۔ چنانچہ میں اس پہ حملہ آور ہونے کو تیار ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک انصاری بھی اس کی تاک میں تھا۔ ادھر میں نے اپنے نیزے کو جنبش دے کر مسیلمہ پہ پھینکا۔ جو اس کے پیٹ میں لگا، ادھر انصاری نے تلوار سے اس پہ وار کیا۔ اب اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کی ضرب سے وہ مرا۔

سلیمان بن یسار، حضرت عبداللہ بن عمر سے راوی ہیں کہ انہوں نے اس روز ایک شخص کو کہتے سنا، کہ مسیلمہ کو ایک حبشی غلام نے قتل کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ وحشی کی موت شراب سے ہوئی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

---

(۲۷۳) (سیدنا) **وحوح** (رضی اللہ عنہ)

بن اسلت: اسلت کا نام عامر بن جیشم بن وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرہ بن مالک انصاری تھا۔ وحوح ابوقیس شاعر کے بھائی تھے، جو مسلمان نہیں ہوا تھا۔ زبیر نے اپنے چچا سے، انہوں نے عبداللہ بن محمد بن عمارہ سے روایت کی۔ کہ وحوح کو حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی۔ وہ غزوہ خندق اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ اور جب وہ ابو عامر راہب کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے تو ابوقیس نے ان کے بارے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:۔

(۱) وحوما ادی ولی علی بودہ ۔ وکان امرؤ من حضرموت غریب

(ترجمہ) وحوح میری محبت کو رد کر کے چلا گیا۔ اور حالانکہ (ابوعامر راہب) حضرموت کا ایک اجنبی تھا۔

(۲) کانی امرؤ ولی ولا وُدّ بیننا ۔ وانت حبیب فی الفوادِ قریب

(ترجمہ) وحوح مجھ سے اس انداز سے علیحدہ ہوا۔ گویا ہم میں محبت تھی ہی نہیں۔ حالانکہ تو میرے دل کے قریب ہے۔

(۳) وان بنی العلات قوم وانتی ۔ اخوک فلا یکذ بک عنک کذوب

(ترجمہ) بلاشبہ قبیلے کے لوگ ہمارے بھائی بند ہیں۔ لیکن میں تو تمہارا بھائی ہوں۔ اور کوئی بھی اس کی تکذیب نہیں کر سکتا۔

(۴) اخوک اذا تاتیک یوماً عظیمۃ ۔ تحملہا والنائبات تنبوب

(ترجمہ) جب تجھے تکالیف پیش آئیں گی، تو تیرا بھائی ہی انہیں برداشت کرے گا۔ اور تکالیف آتی ہی رہتی ہیں۔

کہا جاتا ہے، کہ ابوقیس بن اسلت۔ حضورؐ سے ملنے کے لئے روانہ ہوا، کہ اسے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے کہا۔ بخدا تو نے بنوخزرج کی تلواروں کو رسوا کر دیا ہے۔" یہ سن کر اس نے کہا: واللہ میں اس سال اسلام قبول نہیں کروں گا۔ چنانچہ وہ اسی سال کے دوران میں مر گیا۔ ابو عمر نے وحوح کا ذکر کیا ہے۔

(۲۷۴) (سیدنا) **وداعہ** (رضی اللہ عنہ)

بن جذام:۔ جعفر مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں، کہ ان سے مروی حدیث کے اسناد

میں کچھ اشتباہ ہے، اور انہوں نے باسنادہ یحییٰ بن سعید اموی سے انہوں نے کلبی سے، انہوں نے ابوصالح سے، انہوں نے ابن عباس سے روایت کی، کہ ابولبابہ بن عبد المنذر، وداعہ بن حذام یا حرام اور اوس بن ثعلبہ، غزوہ تبوک میں آپؐ کا ساتھ نہ دے سکے۔ جب انہیں اس باب میں ان آیات کا علم ہوا، جو ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں، تو ان لوگوں نے اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ لیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ کو بتایا گیا کہ ان لوگوں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک حضور اکرمؐ خود انہیں نہیں کھولیں گے۔ یہ اسی حالت میں رہیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جب تک مجھے جناب باری سے کوئی حکم موصول نہیں ہوگا۔ میں بھی کچھ نہیں کروں گا۔

جب قرآن حکیم کی یہ آیت "خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ"، نازل ہوئی، تو آپؐ نے انہیں کھول دیا۔ بعدہٗ یہ لوگ اپنا مال و متاع اٹھا کر اس لئے لے آئے کہ آپؐ اسے مساکین میں تقسیم فرما دیں، کہ اسی مال کی کشش نے انہیں اس مہم میں شرکت سے روکا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میں اس سلسلے میں بھی خدائی ہدایت کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اس پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا، وَصَلِّ عَلَيْهِمْ۔ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ: اس پر آپؐ نے ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ جعفر لکھتے ہیں کہ یہی قول کلبی کا ہے۔ لیکن محدثین کے یہاں غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے والے حضرات کے نام ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع اور کعب بن مالک ہیں تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۷۵) سیدنا ودّاعہ (رضی اللہ عنہ)

بن ابی زید الانصاری الکلبی نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے۔ جو صحابہ میں سے جنگ صفین میں حضرت علی رضؓ کے لشکر میں شامل تھے۔ اور ان کے والد ابو زید غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۷۶) سیدنا ودّاعہ (رضی اللہ عنہ)

بن ابی وداعہ سہمی: یہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے مروی حدیث میں مجالِ گفتگو

ہے۔کلبی نے ابو صالح سے انہوں نے وداعہ سہمی سے روایت کی کہ ایک بار حضور اکرم ایک گرم دن میں طوافِ کعبہ کے لئے تشریف لائے۔بعد از طواف پانی طلب فرمایا، تو ایک شخص نے پیالے میں نبیذ پیش کیا۔ابن مندہ اور ابو نعیم نے اسی طرح اس کی روایت کی ہے۔

(۲۷۷) (سیدنا) ودان (رضی اللہ عنہ)

بن ذر الکلبی: حضورؐ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔اور ودان جیسا کہ ان کے والد سے بواسطہ، ان کے دادا کے مروی ہے۔آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔راوی نے یہ حدیث صالح بن عبد الرحمٰن بن مسعد سے سنی۔اور انہوں نے (ودان نے) ایک حدیث سعد بن ابی وقاص کے بارے میں حضورؐ سے سنی۔ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۷۸) (سیدنا) ودقہ (رضی اللہ عنہ)

بن ایاس الانصاری: ایک روایت میں وذقہ ہے۔ابوزکریا نے ان کا ذکر کیا ہے۔غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ابوجعفر نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے، بہ سلسلۂ شرکائے انصار از بنو لوذان بن غنم، ربیع بن ایاس بن عمرو اور ان کے بھائی ودقہ بن ایاس کا ذکر کیا ہے اور جعفر نے باسنادہ ابن اسحاق سے روایت کی کہ ودقہ اور ان کے دونوں بھائی ربیع اور عمرو غزوۂ بدر میں موجود ہے، ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔فرق یہ ہے، کہ ابو عمر نے ان کا نام وذقہ لکھا ہے، اور ذ کے اوپر د لکھ دیا ہے۔

تینوں نے لکھا ہے، کہ ودقہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے

(۲۷۹) (سیدنا) ودیعہ (رضی اللہ عنہ)

بن جذام: عبد الرحمان بن یزید سے مروی ہے۔کہ ودیعہ نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا۔تو لڑکی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے والد نے میرا نکاح کر دیا ہے لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں۔حضورؐ نے ودیعہ کو بلایا۔اور حقیقت حال پوچھی۔انہوں نے کہا یا رسول اللہ! لڑکا نیک خو اور لڑکی کا ابنِ عم ہے۔حضورؐ نے دریافت کیا۔کیا تم نے لڑکی سے پوچھا تھا۔انہوں نے جواب نفی میں دیا۔تو آپؐ نے نکاح کو منسوخ فرما دیا۔اس حدیث میں لڑکے کے نام کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔

(۲۸۰) (سیدنا) ودیعہ (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن جراد بن یربوع الجہنی - یہ سلسلہ نسب بہ روایت ابوعمر ہے - ابن الکلبی نے یوں بیان کیا ہے؛ ودیعہ بن عمرو بن لیسار بن عوف بن جراد بن یربوع بن طحیل بن عدی بن ربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ یہ لوگ بنو سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار کے حلیف تھے - انہوں نے بہ قول موسیٰ و ابن اسحاق غزوۂ بدر میں شرکت کی - ابوجعفر نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر، ودیعہ بن عمرو الجہنی کا ذکر کیا ہے - اور ابن اسحاق سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ بنو اشجع سے تعلق رکھتے تھے - لیکن پہلی روایت اصح ہے - ابوعمر اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے -

(۲۸۱) (سیدنا) ورد (رضی اللہ عنہ)

بن خالد السلمی البجلی، نسب یوں ہے؛ ورد بن خالد بن حذیفہ بن عمرو بن خلف بن مازن بن مالک بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم؛ فتح مکہ کے دن یہ صاحب اسلامی لشکر کے میمنہ میں تھے - ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے -

(۲۸۲) (سیدنا) وردان (رضی اللہ عنہ)

بن اسماعیل تمیمی؛ بنو یربوع (از بنو تمیم) کے قیدیوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے - حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا - یارسول اللہ - مجھ پر ایک بنو اسماعیل کے غلام کو آزاد کرنا لازمی ہے - اس لئے ان میں سے ایک غلام مجھے عطا فرما دیجئے - تاکہ میں اسے آزاد کر دوں - حضورؐ نے فرمایا، یہ غلام بنو غبر سے ہیں، جب وہ آئیں گے، تو میں تمہیں ان سے ایک دے دوں گا - تم آزاد کر دینا ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے - وردان بن مخرم کے ترجمے میں ہم پھر ان کا ذکر کریں گے -

(۲۸۳) (سیدنا) وردان (رضی اللہ عنہ)

الجہنی؛ مستمر بن ریان نے ابوالجوزاء سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ وہ لیلۃ الجن کو حضور اکرمؐ کے ساتھ تھے، جب مقام حجون پر پہنچے، تو آپؐ نے میرے اردگرد ایک خط کھینچ دیا - اس کے بعد آپؐ جنوں کے مجمع کی طرف تشریف لے گئے؛ چنانچہ وہ آپؐ کے اردگرد جمع ہو گئے - اس پر ان کے سردار وردان نے حضورؐ سے درخواست کی، کیا میں ان جنوں کو آپ سے پرے ہٹا دوں؛ حضورؐ نے

فرمایا مجھے صرف اللہ کی پناہ کی ضرورت ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۸۴) (سیدنا) وردان (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرمؐ کے آزاد کردہ غلام۔ ایک کھجور کے درخت سے گر پڑے اور فوت ہو گئے۔ یہ ابن عباس سے عکرمہ کی روایت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے کسی ہموطن کو تلاش کرو، اتفاق سے ایک آدمی مل گیا، اور آپ نے وردان کا ساز و سامان اس کے حوالے کر دیا۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی کتاب میں یہ واقعہ ابن اصفہانی سے بیان کیا، جنہوں نے مجاہد بن وردان سے سنا۔

(۲۸۵) (سیدنا) وردان (رضی اللہ عنہ)

جو فرات بن یزید بن وردان کے دادا تھے۔ اور وردان عبداللہ بن ربیعہ بن خرشتہ الثقفی کے غلام تھے۔ جو محاصرۂ طائف کے موقعہ پر ایمان لائے، عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکیر سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ جب حضور اکرمؐ طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ تو المنبعث جن کا نام مضطجع تھا۔ اور وردان چھپ کر شہر سے نکل آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۸۶) (سیدنا) وردان (رضی اللہ عنہ)

بن مخرم بن مخرمہ بن قرط بن جناب بن حارث بن مخضر بن کعب بن عنبر بن عمرو بن تمیم التمیمی العنبری بہ قول طبری انہیں اور ان کے بھائی حیدہ بن مخرم کو حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور دونوں کے لئے آپؐ نے دعا فرمائی۔ یہ قول ہے ابوعمر اور امیر ابونصر کا ابن مندہ نے وردان بن اسماعیل تمیمی لکھا ہے۔

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر سے انہوں نے عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے درخواست کی۔ یارسول اللہ! میں نے بنو اسماعیل کا ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی۔ اسے ایک غلام عطا فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا بنو عنبر کے غلام آنیوالے ہیں۔ ان سے تمہیں دے دونگا جب غلام حضورؐ کے پاس لائے گئے تو حضرت عائشہؓ کو وردان بن مخرم آزاد کرنے کے دیئے گئے۔ بنو تمیم کا جو وفد، حضورؐ کی خدمت میں آیا تھا۔ ان میں ربیعہ بن رفیع، سبرہ بن معبد، قعقاع بن عمرو، وردان بن محرز، قیس بن عاصم اور اقرع بن حابس شامل تھے۔ ابونعیم

نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ابونعیم نے لکھا ہے کہ بعض متاخرین یعنی ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور ان کا نام ترجمے میں وردان بن اسماعیل لکھا ہے۔ اور جس مقام پر ان سے ایک حدیث نقل کی ہے، وہاں انہیں وردان بن محرز لکھا ہے۔ جو غلط ہے، ابن اثیر کی رائے میں ابونعیم نے ٹھیک کیا ہے ابن مندہ سے یہ غلطی اس لئے سرزد ہوئی۔ کہ جب حضرت عائشہؓ نے حضور اکرمؐ سے بنو اسماعیل کے ایک غلام کی درخواست کی، تو ابن مندہ یہ سمجھے کہ اسماعیل سے مراد ایسے آدمی ہیں، جو وردان کے سلسلہ نسب میں ان کے قریب ترین والد ہیں۔ اس لئے انہوں نے وردان بن اسماعیل لکھ دیا حالانکہ حضرت عائشہؓ کی مراد اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام تھے۔ واللہ اعلم

ابن مندہ اور ابونعیم نے وردان بن محرز اور ابوعمر اور ابن ماکولا نے وردان بن مُخَرِّم لکھا ہے۔

(۲۸۷) (سیدنا) ورقہ (رضی اللہ عنہ)

بن حالس التیمی: حاکم ابوعبداللہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے، کہ وہ احنف بن قیس کے ساتھ نیشاپور آئے، اور انہوں نے یہ بات عباس بن مصعب سے نقل کی۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۸۸) (سیدنا) ورقہ (رضی اللہ عنہ)

بن نوفل قرشی: یہ ابن مندہ کا قول ہے، وہ لکھتے ہیں کہ ان کے اسلام کے بارے میں اختلاف ہے، انہوں نے باسنادہ اعمش سے، انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے ورقہ بن نوفل سے روایت کی، کہ ورقہ نے حضور اکرمؐ سے دربارۂ وحی دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جبریلؑ آسمان سے اترتے ہیں۔ ان کے دونوں پروں پر موتی ہیں اور پاؤں کے تلوے سبز رنگ کے ہیں۔

ابونعیم نے انہیں ورقہ بن نوفل دیلی اور بروایتے انصاری لکھا ہے۔ اور ابوموسیٰ نے اذناً حسن بن احمد سے، انہوں نے احمد بن عبداللہ (ابونعیم) سے، انہوں نے سلیمان بن احمد سے انہوں نے مقدام بن داؤد سے، انہوں نے اسد بن موسیٰ سے، انہوں نے روح بن مسافر سے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن

عباس سے، انہوں نے ورقہ انصاری سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے جبریل کے بارے میں پوچھا اور آپؐ نے مذکورہ بالا جواب دیا۔ یہ ابونعیم کی روایت ہے، اور ورقہ کو انصاری لکھا ہے، ابن مندہ نے جن کا ذکر کیا ہے، وہ ورقہ قرشی ہیں۔ اور کئی آدمیوں نے روح بن مسافر سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ لیکن انہوں نے نسب نہیں بیان کیا۔ ابوموسیٰ، ابونعیم اور ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ورقہ قرشی سے مراد حضرت خدیجہؓ کے ابن عم ہیں۔ جن کے پاس ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضور اکرمؐ کو لے گئی تھیں، اور انہوں نے کہا تھا، کہ محمدؐ اس امت کے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اور یہ واقعہ مشہور عوام ہیں۔

اسماعیل بن علی وغیرہ نے باسنادہم محمد بن عیلی سے، انہوں نے ابوموسیٰ انصاری سے انہوں نے یونس بن بکیر سے، انہوں نے عثمان بن عبدالرحمان سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے سنا، کہ حضور اکرمؐ نے جناب خدیجۃ الکبریٰ سے دربارہ ورقہ بن نوفل دریافت فرمایا، تو ام المومنین نے جواب دیا، کہ انہوں نے آپؐ کے ظہور سے پہلے آپؐ کی تصدیق کی تھی حضورؐ نے فرمایا، میں نے خواب میں انہیں سفید کپڑوں میں ملبوس دیکھا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جنتی ہیں، ورنہ ان کے کپڑے کسی اور رنگ کے ہوتے۔

ابوجعفر بن سمین نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد عروہ سے روایت کی۔ کہ ورقہ کے بھائی نے ایک شخص کو گالی دی۔ اس نے جواب میں ورقہ کو گالی دی۔ حضورؐ کو معلوم ہوا، تو فرمایا، کہ میں نے خواب میں اس کے پاس ایک یا دو باغ دیکھے ہیں۔ اور وہ جنتی ہے چنانچہ آپؐ نے اس قرشی کو برا بھلا کہنے سے منع کر دیا۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، میں دیلمی اور انصاری ورقہ بن نوفل کو نہیں جانتا۔ اور ابونعیم اور ابن مندہ نے اس مشہور واقعہ کو دیلمی اور انصاری سے منسوب کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ ام المومنین کے ابن عم کا ہے۔

(۲۸۹) (سیدنا) وزر (رضی اللہ عنہ)

بن سدوس طائی، یہ ابن قانع کا قول ہے۔ انہوں نے باسنادہ علی بن حرب سے انہوں نے ہشام ابوالمنذر سے، انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ نبہانی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے

روایت کی، کہ زید الخیل الطائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ وزر بن سدوس اور قبیصہ بن اسود بھی تھے۔ انہوں نے اپنی سواریوں کو زمین پر بٹھایا ابن دباغ نے ان کا ذکر۔ ابوعمر پر استدراک سے کیا ہے۔

(۲۹۰) (سیدنا) وعلہ (رضی اللہ عنہ)

بن یزید: ان کا شمار اعراب بصرہ میں ہوتا ہے۔ ان سے ان کی بیٹی ام یزید نے روایت کی، کہ ان کے والد نے حضور اکرمؐ کو سورۂ قاف اور قل ھو اللہ پڑھتے سنا اور عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۹۱) (سیدنا) وفرہ (رضی اللہ عنہ)

بن نافر المعافی: بہ قولِ جعفر روح بن زنباع نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے بہ اختصار ان کے حالات لکھے ہیں۔

(۲۹۲) (سیدنا) وقاص (رضی اللہ عنہ)

بن مجزز مدلجی: کئی اہل علم کی رائے ہے۔ کہ یہ صاحب اور محرز بن نضلہ غزوۂ ذی قرد میں شہید ہوئے یہ ابن ہشام کا قول ہے۔ لیکن ابن اسحاق کے مطابق اس دن صرف محرز بن نضلہ شہید ہوئے تھے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۹۳) (سیدنا) وقاص (رضی اللہ عنہ)

بن قمامہ وعبداللہ بن قمامہ سلیمانی از بنو حارثہ: عمرو بن حزم کی حدیث میں ان کا ذکر ہے ابوموسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۹۴) (سیدنا) ولید (رضی اللہ عنہ)

بن جابر بن ظالم بن حارثہ بن عیاث بن ابی حارثہ بن جدی بن تدول بن بحتر بن عتود طائی بحتری حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپؐ نے انہیں فرمان لکھ کر دیا جو ان کے پاس محفوظ ہے اور بنو بحتر ابوعبادہ ولید بن عبید البحتری کا قبیلہ ہے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۹۵) (سیدنا) ولید (رضی اللہ عنہ)

بن زفر: ہشام بن محمد نے بنو جہینہ کے ایک شخص سے جو شامی تھا اور جو بنو مرہ بن عوف سے تعلق

رکھتا تھا، بیان کیا، کہ بنو صرمہ بن مرہ کا ایک آدمی حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے معاہدہ کیا جب واپس اپنے قبیلے میں آیا، تو معاہدہ توڑ دیا۔ اس پر اس کا چچا زاد بھائی، جس کا نام ساریہ بن اوفی تھا، حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے ایک نیزہ طلب فرمایا۔ اور بہ ساریہ بن اوفی سے معاہدہ فرمایا، ساریہ اپنے قبیلے میں واپس آ گئے اور انہیں اسلام پیش کیا۔ لیکن اہل قبیلہ نے ٹال مٹول سے کام لیا، اس پر ساریہ نے انہیں تلوار کی باڑھ پر رکھ لیا۔ جب معاملہ حد سے بڑھ گیا۔ تو آس پاس کے لوگ، جو بنو قیس سے تعلق رکھتے تھے، مسلمان ہو گئے، اور ساریہؓ ایک ہزار سواروں کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

(۲۹۶) (سیدنا) ولید (رضی اللہ عنہ)

بن عبادہ بن صامت: ہم ان کا نسب۔ ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ہشام بن عمارؒ نے ابو حمزہ یعقوب بن مجاہد سے انہوں نے عبادہ بن ولید بن عبادہ سے روایت کی کہ وہ اکثر اپنے والد کی معیت میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ نیز عبادہ بن ولید نے ابوالیسر کعب بن عمرو سے سنا کہ ولید بن عبادہ حضور اکرمؐ کے آخری ایام حیات میں پیدا ہوئے اور ہیثم بن عدی کے مطابق عبدالملک بن مروان کے دورِ حکومت کے آخری دنوں میں فوت ہوئے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۹۷) (سیدنا) ولید (رضی اللہ عنہ)

بن عبد شمس بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، قرشی مخزومی: قریش کے سردار تھے اور اسماء دختر ابوجہل کے شوہر تھے۔ ان کے دادا کی کنیت ابو عبد الشمس تھی۔ اور ولید نے جنگ یمامہ میں خالد بن ولید کی کمان میں شہادت پائی تھی۔ انہوں نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا تھا۔

(۲۹۸) (سیدنا) ولید (رضی اللہ عنہ)

بن عقبہ بن ابو معیط ان کا نام ابان بن ابو عمرو تھا۔ اور ابو عمرو کا نام ذکوان بن امیہ بن عبد شمس اموی تھا۔ ایک روایت کے رو سے ذکوان بنو امیہ کا غلام تھا۔ ولید کی والدہ کا نام اروی تھا، جو کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کی لڑکی تھی۔ اور عثمان بن عفان کی والدہ تھی۔ اس بنا پر ولید عثمانؓ کے اخیافی بھائی تھے۔ ولید اور ان کے بھائی فتح مکہ کے دن ایمان لائے تھے۔ ولید کی کنیت ابو وہب تھی ابو عمر کہتے ہیں۔ جب ولید مسلمان ہوئے، تو وہ بالغ ہو چکے تھے۔ ابن ماکولا کے مطابق ولید نے جب حضورؐ

کو دیکھا تو وہ ابھی بچے تھے۔

ابو احمد بن علی نے باسنادہ، ابو داؤد سجستانی سے، انہوں نے ایوب بن محمد رقی سے، انہوں نے عمر بن ایوب سے، انہوں نے جعفر بن برقان سے، انہوں نے ثابت بن حجاج سے، انہوں نے ابو موسیٰ ہمدانی سے روایت کی اور ابو موسیٰ مجہول الحال آدمی ہے، اور اسی بنا پر حدیث بھی مخدوش ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ جس شخص کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق کے پاس تصدیق حالات کے لئے بھیجا ہو۔ وہ فتح مکہ کے موقعہ پر بچہ ہو۔ اور اہل علم میں باہم اس امر پر کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن حکیم کی اس آیت میں اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا سے مراد ولید بن عقبہ ہے کیونکہ حضورؐ نے انہیں دریافت حال کے لئے بنو مصطلق کے پاس بھیجا تھا۔ انہوں نے واپسی پر رپورٹ کی کہ قبیلۂ مذکور مرتد ہو گیا ہے اور ادائے زکات سے انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ لوگ ان کے استقبال کے نکلے تھے، ولید نے دیکھا۔ تو ڈر گئے۔ اور بھاگ آئے۔ آپؐ نے تحقیق حال کے لئے خالد بن ولید کو بھیجا، انہوں نے واپس آ کر حضور کو بتایا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

علمائے نسب اور سیرت سے مذکور ہے، کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر، جب ولید اور عمارہ کی بہن ام کلثوم مدینہ کو ہجرت کر چلی تھی، تو یہ دونوں بھائی اپنی ہمشیرہ کو واپس لانے کے لئے اس کے تعاقب میں گئے تھے۔ اگر فتح مکہ کے موقعہ پر جناب ولید بچے تھے۔ تو معاہدۂ حدیبیہ کے موقعہ پر انہیں ایسے اہم کام پر کیسے بھیجا جا سکتا تھا۔ واللہ اعلم۔

حضرت عثمان کے عہد خلافت میں جب سعد بن ابی وقاص کو ولایت کوفہ سے معزول کیا گیا، تو ولید بن عقبہ کو ان کی جگہ مقرر کیا گیا۔ جب وہ سعد بن ابی وقاص کے پاس پہنچے، تو کہنے لگے میں سمجھ نہیں سکا۔ کہ ہمارے بعد تم بہت عقلمند ہو گئے ہو یا ہم تمہارے بعد احمق ہو گئے ہیں انہوں نے جواب میں کہا۔ ابو اسحاق! پریشان مت ہو۔ یہ ملک ہے، صبح کو اسے ایک آدمی کھاتا ہے، اور شام کو دوسرا سعد کہنے لگے۔ میرا خیال ہے، کہ تم اسے جلد ہی سلطنت بنا دو گے۔

ولید قریش میں کریم النفس ظریف الطبع، حلیم، بہادر اور ادیب تھے۔ اور پسندیدہ شعراء میں شمار ہوتے تھے۔ اصمعی، ابو عبیدہ اور کلبی وغیرہ کی رائے ہے، کہ ولید کو شراب کی لت تھی اور وہ اچھے شاعر تھے، چنانچہ عمر بن شبہ نے ہارون بن معروف سے، انہوں نے ضمرہ بن ربیعہ سے انہوں نے

ابن شوذب سے روایت کی۔ کہ ولید نے اہلِ کوفہ کو صبح کی نماز چار رکعت پڑھائی، اور کہنے لگے، کیا اس پر اضافہ کروں۔ عبداللہ بن مسعود کہنے لگے۔ تم ہمارے ساتھ آج تک یہی سلوک کرتے رہے ہو۔

ابو عمر کہتے ہیں، بحالت نشہ نماز پڑھانا اور پھر پوچھنا، کہ کیا میں اس پر اضافہ کروں ایسی خبر ہے، کہ تمام ثقہ لوگ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ جب ان کے خلاف، حضرت عثمانؓ کے سامنے شہادت گزاری گئی، تو خلیفہ نے حکم دیا کہ انہیں چالیس درے مارے جائیں۔ حد جاری کی گئی، انہیں معزول کر دیا گیا اور سعید بن عاص کو والی مقرر کر دیا گیا۔

ابوالقاسم یعیش بن علی الفقیہ نے ابو محمد یحییٰ بن محلی بن محمد بن طراح سے، انہوں نے شریف ابوالحسین محمد بن علی بن مہتدی سے انہوں نے علی بن عمر دار قطنی سے، انہوں نے عبداللہ بن محمد بغوی سے انہوں نے محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب سے، انہوں نے عبدالعزیز بن مختار سے، انہوں نے عبداللہ بن فیروز الداناج سے، انہوں نے حصین بن منذر الرقاشی سے روایت کی کہ وہ حضرت عثمان کے پاس موجود تھے، کہ ولید کو لایا گیا، اور ان کے خلاف حمران اور ایک اور آدمی نے گواہی دی۔ ایک نے کہا کہ میرے سامنے ولید نے شراب پی، دوسرے نے کہا، کہ میں نے انہیں قے کرتے دیکھا۔ خلیفہ نے کہا، قے جب ہی ہوئی، کہ پہلے اس نے شراب پی تھی۔ اس پر خلیفہ نے حضرت علیؓ کو اجرائے حد کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کو فرمایا، کہ وہ ولید کو درے لگائیں۔ حضرت حسنؓ نے عرض کیا۔ اس کے شر کو اس شخص کے حوالے کیجئے۔ جو اس کی خیر کا کفیل رہا ہو۔ چنانچہ عبداللہ بن جعفر نے حد لگائی۔

امام طبری کی رائے کے مطابق، یہ اہلِ کوفہ کی شرارت اور سازش کا نتیجہ تھا۔ خلیفہ نے اس موقعہ پر ولید کو مخاطب ہو کر کہا۔ اے میرے بھائی۔ تم صبر کرو، خدا تمہیں اس کا اجر دے گا، اور ان سازشیوں کو غرق کرے گا۔ ابو عمر لکھتے ہیں، کہ محدثین کی رائے میں صحیح واقعہ یہ ہے، کہ ولید نے شراب پی، قے کی، اور نماز صبح میں چار رکعتیں ادا کیں۔

جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے، تو ولید نے علیحدگی اختیار کر لی۔ ایک روایت میں ہے کہ جنگ صفین میں امیر معاویہ کے لشکر میں شامل تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ جنگ میں تو شریک نہ ہوئے، لیکن خط و کتابت اور اشعار کے ذریعے امیر معاویہ کو اکساتے رہتے۔ ابن اثیر نے الکامل فی التاریخ میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

بعد میں ولید نے رقہ میں سکونت اختیار کر لی تھی، وہیں وفات پائی، اور بہ مقام تلیخ دفن ہوئے۔

(۲۹۹) سیدنا ولید (رضی اللہ عنہ)

بن عمارہ بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی، مخزومی: خالد بن ولید کے بھتیجے تھے۔ یہ اپنے بھائی عبیدہ بن عمارہ کے ساتھ خالد بن ولید کی کمان میں واقعہ بطاح میں، جو گیارہ ہجری میں بہ سلسلۂ ارتداد پیش آیا تھا، مارے گئے تھے۔

اور ان کا والد عمارہ وہ شخص ہیں، جو عمرو بن عاص کے ساتھ، شاہ نجاشی کے دربار میں مسلمانوں کے خلاف شکایت لے کر گئے تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۰) سیدنا ولید (رضی اللہ عنہ)

بن قاسم: عمرو بن قائد نے، معلی بن زیاد سے، انہوں نے ولید بن قاسم سے روایت کی کہ انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر ہوئی۔ نیز حضورؐ سے انہوں نے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا، کہ بدترین لوگ وہ ہیں، جو حرام اعمال کو شبہات پیدا کر کے اور شہوات کی آڑ میں، حلال قرار دے لیں اسی طرح جو لوگ اپنے معاملات میں مبتلائے شبہات ہوں۔ وہ اپنا بوجھ دوسروں پر لاد دیتے ہیں۔ ابن دباغ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور نیز ان کی صحبت کا ذکر کیا ہے۔ جو مخدوش ہے

(۳۰۱) سیدنا ولید (رضی اللہ عنہ)

بن قیس العامری: ان سے وہب بن عقبہ نے روایت کی۔ کہ انہیں برص ہو گیا تھا حضورؐ نے دعا فرمائی۔ تو شفایاب ہو گئے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۲) سیدنا ولید (رضی اللہ عنہ)

بن ولید بن مغیرہ مخزومی: جو خالد بن ولید کے بھائی تھے۔ غزوۂ بدر میں لشکر کفار میں تھے انہیں عبداللہ بن جحش نے گرفتار کر لیا، ایک اور روایت میں ہے، کہ انہیں سلیک مازنی نے قید کیا تھا۔ ان کے دونوں بھائی خالد اور ہشام ان کا زرفدیہ لے کر آئے۔ ہشام ان کا سگا بھائی تھا۔ اور خالد سوتیلا عبداللہ بن جحش نے چار ہزار درہم ان کا فدیہ طلب کیا۔ لیکن خالد اتنی رقم کے لئے آمادہ نہ تھے ہشام نے کہا، چونکہ وہ تمہارا سوتیلا بھائی ہے۔ اس لئے تم متامل ہو۔ بخدا اگر مجھے ایسی صورت سے واسطہ پڑتا، تو میں ہرگز تذبذب نہ کرتا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ اکرم نے عبداللہ بن جحش سے فرمایا، کہ ولید کو رہا نہ کرنا۔ جب تک وہ اپنے والد کا "شکہ" بطور فدیہ نہ پیش کرے۔ اور شکہ ایک کھلی زرہ۔ تلوار اور خود پر مشتمل تھا۔ ہشام رضا مند ہو گیا۔ مگر خالد راضی نہ ہوئے۔ آخر کار شکہ کی قیمت سو دینار مقرر ہوئی، جو ادا کر دی گئی، اور عبداللہ بن جحش نے ولید کو آزاد کر دیا۔ اور انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ لوگوں نے کہا تم نے ادائے فدیہ سے پہلے کیوں اسلام قبول نہیں کیا، انہوں نے کہا، اگر میں ایسا کرتا، تو لوگ کہتے کہ میں نے قید کے ڈر سے ایسا کیا ہے بعد از رہائی انہیں مکہ میں قید کر دیا گیا یہ ان مجبور لوگوں میں شامل تھے، جن کی رہائی کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے۔ آخر کار وہاں سے بھاگ نکلے اور مدینے میں پہنچ گئے۔ چنانچہ قضا شدہ عمرہ میں موجود تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ولید اہل مکہ کی قید سے نکل بھاگے، تو وہ پیدل تھے۔ اہل مکہ نے انہیں تلاش کیا، لیکن وہ نہ ملے، متواتر چلنے سے ان کے پاؤں کی انگلیاں جھڑ گئیں اور وہ مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر ابو عتبہ کے کنوئیں کے قریب پہنچ کر فوت ہو گئے۔

مصعب لکھتے ہیں کہ صحیح روایت یہ ہے، کہ وہ عمرۂ قضیہ میں موجود تھے۔ جب حضور اکرم انہیں اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کرنے تشریف لائے، تو خالد بن ولید مکہ چھوڑ کر چلے گئے تھے، کہ انہیں مکے میں مسلمانوں کا داخلہ ایک نظر نہیں بھاتا تھا۔ حضورؐ نے جناب ولید سے فرمایا۔ اگر خالد بن ولید مجھ سے ملنے آتا، تو میں اس سے حسن سلوک سے پیش آتا۔ اور خالد ایسے آدمی کے دل میں اسلام اپنا اثر دکھائے بغیر نہ رہے گا۔ ولید نے خالد کو بذریعۂ خط حضورؐ کے ان جذبات سے آگاہ کر دیا۔ چنانچہ اسلام نے اپنا اثر دکھایا، اور وہ ہجرت کر کے مدینے پہنچ گئے۔

جب ولید فوت ہوئے، تو ام سلمہ نے جو ان کی عمزاد تھی۔ ان کی یاد میں مندرجۂ ذیل اشعار کہے۔

(۱) یا عین فابکی للولید ۔ بن الولید بن المغیرہ

(ترجمہ) اے آنکھ تو ولید بن ولید بن مغیرہ کی یاد میں رو۔

(۲) قد کان غیثاً فی السنین ۔ ورحمۃ فینا ومیرہ

(ترجمہ) وہ ایام قحط میں برستا بادل تھا ۔ ہمارے لئے باعث رحمت تھا اور سردار تھا۔

(۳) ضخم الدسیعۃ ماجداً ۔ یسمو الی طلب الوتیرہ

(ترجمہ) وہ کثیر العطا اور معزز آدمی تھا۔ اور انتقام لینے کے لئے آگے بڑھتا تھا۔

(۲) مثل الولید بن الولید - ابی الولید کفی العشیرہ

(ترجمہ) ولید بن ولید، ابو الولید جیسا آدمی خاندان بھر کے لئے بس کرتا ہے۔

عبدالوہاب بن ہبلۃ اللہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن جعفر سے، انہوں سے شعبہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے، انہوں نے ولید بن ولید سے روایت کی، انہوں نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں اکثر خواب میں ڈر جاتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جب تم بستر پر سونے کے لئے لیٹو، تو ذیل کی دعا پڑھ لیا کرو۔ اگر شیاطین وہاں موجود بھی ہونگے، تو تجھے دکھ نہیں دے سکیں گے، اور شرارت کے لئے تیرے قریب نہیں آ سکیں گے۔

"بِسْمِ اللّٰہِ، اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ"

اس سے ان کی تکلیف رفع ہو گئی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۳) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن اسود بن عبدلغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ قرشی زہری، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں کے بیٹے تھے، جناب وہب اور حضور اکرمؐ کی والدۂ ماجدہ کا نسب وہب بن عبد مناف میں جمع ہو جاتا ہے۔ ان سے زید بن اسلم نے روایت کی ہے، لیکن حضورؐ سے ان کی صحبت ثابت نہیں بروایتے ان کا نام اسود بن وہب مذکور ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۴) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن امیہ بن ابی الصلت بن ربیعہ بن عوف بن عقدہ بن عیرۃ الثقفی۔ حضور اکرمؐ نے انہیں وہب بن ابی خویلد کی میراث سے حصہ عطا کیا تھا۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ یہ ابن الکلبی کا قول ہے۔

(۳۰۵) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

الجیشانی: بقول جعفر مستغفری یحییٰ بن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا جس چیز کی کثیر مقدار سے نشہ پیدا ہو۔ اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔ ان سے عمرو بن شعیب نے روایت

کی۔ان کا صحیح نام ابو وہب جیشانی ہے۔ وہب جیشانی غلط ہے۔ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۶) (سیّدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن حذیفہ غفاری: ایک روایت میں مزنی حجازی بھی آیا ہے۔ مدینے میں سکونت تھی۔ واسع بن حبان نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔

ابراہیم بن محمد وغیرہ نے باسناد ہم ابو علیٰی سے، انہوں نے قتیبہ سے، انہوں نے خالد بن عبداللہ واسطی سے، انہوں نے عمرو بن یحییٰ بن حبان سے، انہوں نے اپنے چچا واسع بن حبان سے انہوں نے وہب بن حذیفہ غفاری سے روایت کی حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ ہر آدمی کو اپنی نشست پر حق حاصل ہے مثلاً ایک آدمی ایک نشست پر بیٹھا ہوا ہے، اگر کسی غرض کے لئے اٹھے اور پھر واپس آجائے تو وہ نشست اس کے لئے خالی کر دینا چاہیئے۔ بقولِ ابن ابی عاصم وہب ثقفی تھے۔ واللہ اعلم۔

تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۷) (سیّدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن حمزہ: اہل کوفہ سے ہیں۔ ان کی حدیث یوسف بن صہیب نے رکین سے، انہوں نے وہب بن حمزہ سے سنی۔ کہ وہ ایک موقعہ پر مدینے سے مکے تک حضرت علیؓ کے رفیق سفر تھے۔ اس دوران میں انہوں نے حضرت علیؓ سے بعض ایسے افعال دیکھے، جنہیں انہوں نے ناپسند کیا۔ اور حضرت علیؓ سے کہہ دیا، کہ وہ حضورؐ سے ان کی شکایت کریں گے۔ واپسی پر انہوں نے حضورؐ سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا ایسا مت کہو۔ وہ میرے بعد تم میں بہترین آدمی ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۸) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن خَنْبَش: ایک روایت میں ہرم آیا ہے۔ اس غلطی کا ارتکاب داؤد الاودی نے بربنائے روایت شعبی کیا۔ یہ ترمذی، ابن ماکولا اور ابو عمر کا قول ہے۔

یحییٰ بن محمود نے اجازۃً باسنادہ، ابن ابی عاصم سے، انہوں نے محمد بن عمر اور یعقوب بن حمید سے ان دونوں نے سفیان سے انہوں نے داؤد بن یزید الاودی سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے ہرم سے روایت کی، حضورؐ نے فرمایا، رمضان میں عمرہ ادا کرنا حج کے برابر ہے۔

ابن ابی عاصم لکھتے ہیں، کہ بیان اور جابر نے شعبی سے، انہوں نے وہب بن خنبش الطائی سے

انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

ابو یاسر نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے وکیع سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے بیان اور جابر سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے وہب بن خنبش سے سنا آپؐ نے فرمایا، رمضان میں عمرہ ادا کرنا حج کے برابر ہے۔

تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۹) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن خویلد بن ظویلم بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف: ان کی وفات پر ان کی میراث کے بارے میں جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا۔ آپؐ نے وہب بن امیہ بن ابی الصلت کے حوالے کر دی۔ یہ ہشام بن کلبی کا قول ہے۔

(۳۱۰) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب القرشی الاسدی: فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہوئے، وہ عبداللہ بن زمعہ کے بھائی تھے، زمعہ کا والد اسود ان لوگوں میں تھا، جو حضور اکرمؐ کا مذاق اڑاتے تھے۔ زمعہ قریش کا بڑا سخی تھا، اور اس کا لقب زاد الراکب تھا۔ یہ غزوۂ بدر میں بحالتِ کفر مارا گیا۔

وہب وہ شخص ہے، جس نے حضور اکرمؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ زوجۂ ابوالعاص کو جنہیں ان کے شوہر بہ تعمیل ارشادِ حضور اکرمؐ مدینہ روانہ کر رہے تھے، تلوار سے زخمی کر کے اونٹنی سے گرا دیا تھا اور ان کا حمل ساقط ہو گیا تھا۔ بعد میں وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ ناشائستہ حرکت ان کے چچا ہبار سے سرزد ہوئی تھی۔

ام المومنین ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ روز قربانی کی شام کو ایام حج میں رسول اکرمؐ اور ابو امیہ کے قبیلے کا ایک شخص میرے پاس آئے، اور دونوں نے قمیص پہن رکھی تھی۔ حضورؐ نے وہب بن زمعہ سے دریافت فرمایا، اے ابو عبداللہ! کیا تم نے طواف کر لیا ہے، انہوں نے جواب دیا نہیں۔ یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا، قمیص اتار دو، انہوں نے وجہ دریافت کی، تو حضورؐ نے فرمایا۔ آج کی رخصت کی شرط یہ ہے، کہ رمی جمرہ کے بعد اگر تم نے قربانی کا جانور ذبح کر دیا۔ اور کعبے کا طواف کر لیا، تو تمہارا احرام ختم ہو

گیا، اور تمام وہ اشیاء جو حرام تھیں۔ حلال ہوگئیں۔ لیکن اگر طواف کعبہ نہیں کیا، تو احرام باقی رہے گا۔ جب تک کہ تم طواف نہ کرلو۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۱۱) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

وہب بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر بن مالک قرشی فہری بقول موسیٰ بن عقبہ غزوۂ بدر میں اپنے بھائی عمرو کے ساتھ شریک تھے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے

(۳۱۲) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن سعد بن ابی سرح بن حارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی: ان کے بھائی کا نام عبداللہ تھا۔ احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر کے غزوات میں شریک تھے۔ ان کی شہادت غزوۂ موتہ میں واقع ہوئی۔

عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ وہب بن سعد جعفر طیار کے ساتھ موتہ کی جنگ میں شریک تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور سوید بن عمرو کے درمیان مواخات قائم کی تھی۔ دونوں ہی اس جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۱۳) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن سماع العوفی: ابن عباس کی حدیث میں، اعلام النبوۃ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۱۴) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن محصن بن حرثان: ہم ان کا نسب عکاشہ بن محصن اسدی کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں وہ ان کے چچا تھے۔ ان کی کنیت ابوسنان تھی۔ کہتے ہیں۔ یہ پہلے آدمی ہیں، جنہوں نے حضور اکرمؐ سے بیعتِ رضوان کی۔ شعبی نے بنواسد کے ایک آدمی سے کہا، کہ جس شخص نے سب سے پہلے درخت کے نیچے بیعت کی، وہ تمہارے قبیلے کا آدمی تھا۔ وہ آدمی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا یارسول اللہ! میں آپ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا، کس بات پر؟ اس نے عرض کیا۔ جو بات آپ کے دل میں ہے۔ آپؐ نے پوچھا۔ میرے دل میں کیا ہے؟ اس نے کہا

فتح یا شہادت۔ اس پر ابوستان نے بیعت کی۔ اس کے بعد جو بھی آتا۔ وہ یہی کہتا، کہ میں بھی ابوستان کی بیعت پر آپ سے بیعت کرتا ہوں۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۱۵) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن قارب الثقفی حجازی: انہوں نے اپنے والد کی معیت میں حج کیا۔ اور حضورؐ کی زیارت کی۔

ان سے ابراہیم بن میسرہ نے روایت کی۔ کہ وہ اپنے والد کے ساتھ تھے، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کو فرماتے سنا۔ اے اللہ! تو ان لوگوں پر رحم فرما، جنہوں نے اپنے سر منڈوا دیئے۔ ایک شخص نے گزارش کی، یا رسول اللہ! ان لوگوں کو بھی اپنی دعا میں شامل فرمالیجئے۔ جنہوں نے اپنے بال کٹوائے ہیں۔ چنانچہ تیسری آواز پر آپؐ نے انہیں بھی شامل فرمالیا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۱۶) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن مسلم بن جنادہ بن حندب بن حبیب بن سواۃ بن عامر بن صعصعۃ العامری السوائی ایک روایت میں وہب بن جابر ابوجحیفہ مذکور ہے۔ ان کے نسب کے بارے میں اور روایات بھی ہیں جو کنیتوں کے عنوان کے تحت بیان ہوں گی۔ ان کی کنیت نام سے زیادہ مشہور ہے۔ وہ کوفی تھے۔ جب حضور اکرمؐ فوت ہوئے، تو وہ ابھی بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔ وہ حضرت علیؓ کے قابلِ اعتماد کارکنوں میں شامل تھے۔ اور ان کے منبر کے پاس کھڑے ہوتے تھے۔ حضرت علیؓ انہیں وہب الخیر کے نام سے پکارتے تھے۔ نیز حضرت علیؓ نے انہیں خمس میں اپنے حصے کا نگراں مقرر کیا تھا۔

جناب وہب سے ان کے بیٹے عون، ابواسحاق سبیعی، اسماعیل بن ابی خالد اور علی بن اقمر نے، ابوموسیٰ اصفہانی سے کتابۃً، انہوں نے ابوالقاسم غانم بن ابونصر محمد بن عبیداللہ البرجی سے جنہیں میرے والد نے پڑھ کر سنایا، اور میں وہاں موجود تھا، انہوں نے ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن حسن التاجر سے جس کی مجھے اجازت دی گئی، انہوں نے عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس سے، انہوں نے محمد بن محمد بن صخر سے، انہوں نے خلاد بن یحییٰ سے (ح)، عبداللہ کہتے ہیں، ہم نے ابوعبداللہ محمد بن عمر بن یزید البہزی سے (جو رستہ کے بھائی تھے)، انہوں نے بکیر بن بکار سے، انہوں نے مسعر بن کدام سے، انہوں نے علی بن اقمر سے، انہوں نے ابوجحیفہ سے سنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تکیہ لگا کر

کھانا نہیں کھاتا۔

ابو یاسر بن ابو حبہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد بن حنبل سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اسماعیل بن ابراہیم سے، انہوں نے منصور بن عبدالرحمٰن الاشل سے، انہوں نے شعبی سے انہوں نے ابوجحیفہ سے، جنہیں حضرت علیؓ وہب الخیر کہتے تھے، سنا، کہ امیرالمومنین نے ان سے فرمایا، کیا میں تمہیں بتاؤں، کہ اس امت میں حضور اکرمؐ کے بعد افضل کون ہے؟ میں نے عرض کیا، ضرور بتایئے۔ دل میں خیال آیا، کہ خود امیرالمومنین سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، حضور اکرمؐ کے بعد اوّل ابوبکرؓ اور دوم عمرؓ ہیں اور تیسرے درجے پر ایک اور صاحب ہیں، جن کا نام امیرالمومنین نے نہیں لیا۔

عبداللہ نے منصور بن ابو مزاحم سے، انہوں نے خالد الزیات سے، انہوں نے عون بن ابوجحیفہ سے روایت کی، کہ میرے والد امیرالمومنین کے محکمۂ پولیس میں تھے۔ اور وہ بشر بن مروان کے عہد امارت تک زندہ رہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۱۷) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

والد عثمان بن وہب: بہ قول جعفر ان کی صحبت کا احتمال ہے۔ ان کے بیٹے عثمان سے مروی ہے کہ ایک دن بعد از نماز صبح حضور اکرمؐ نے دریافت فرمایا، کیا فلاں قبیلے کا کوئی آدمی موجود ہے، کوئی نہ اٹھا، تو آپ نے پھر دریافت فرمایا۔ اس پر ایک آدمی اٹھا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ تم پہلی دفعہ کیوں نہیں اٹھے تھے، اس نے جواب دیا۔ مجھے خطرہ پیدا ہو گیا تھا، مبادا ہمارے بارے میں کوئی تنبیہ نازل ہوئی ہو۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں، معاملہ یہ ہے، کہ کل جو آدمی تمہارے قبیلے کا فوت ہوا تھا۔ چونکہ وہ مقروض تھا۔ اس لئے اسے روک لیا گیا ہے۔ اگر ہو سکے، تو اپنے عزیز کو چھڑانے کی کوشش کرو۔ ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۳۱۸) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو الاسدی الغنمی ان کا تعلق بنو غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ سے تھا۔ اور مہاجرین اولین سے تھے۔

ابن مندہ نے باسنادہ یونس بن بکیر سے، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ کچھ عرصے کے بعد مہاجرین بہ کثرت آنے لگے۔ بنو غنم بن دودان جو اسلام قبول کر چکے تھے، ان کے مرد اور

عورتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت پر ٹوٹ پڑیں۔ ان میں وہب بن عمرو بھی تھے۔ ابن منده اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابونعیم لکھتے ہیں، کہ ابن منده نے ان کا نام غلط لکھا ہے۔ صحیح ثقف بن عمرو ہے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ مغازی ابن اسحاق میں یونس کے اسناد کے علاوہ اور کہیں وہب بن عمرو کا نام میری نظر سے نہیں گزرا۔ ابونعیم کی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۱۹) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن عمیر القرشی الجمحی:۔ یہ وہب بن عمیر بن وہب الجمحی ہیں۔ ہم ان کے والد کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں ان کے والد کو صفوان بن امیہ بن خلف نے حضور اکرمؐ کو قتل کرنے کے لئے مدینے روانہ کیا تھا اور وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ اور وہب غزوۂ بدر میں کفار کے لشکر میں شامل تھے۔ ہم ان کا واقعہ ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔

فتح مکّہ کے دن حضور اکرمؐ نے وہب کو صفوان کے پاس بھیجا، کہ اسے امن کی بشارت دیں اور نیز قبولِ اسلام کی دعوت دیں۔ حالانکہ صفوان ڈر کے مارے بھاگ گیا تھا۔ ہم یہ واقعہ صفوان کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ وہب نے شام میں وفات پائی۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۳۲۰) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن قیس مزنی:۔ یہ اپنے بھتیجے حارث بن عقبہ بن قابوس کے ساتھ مزینہ سے اپنی بکریوں کے ساتھ مدینے آئے۔ مگر شہر کو خالی پایا۔ دریافت پر معلوم ہوا، کہ اسلامی لشکر کفار سے لڑنے کے لئے احد کو گیا ہوا ہے۔ یہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ اور جہاد میں شرکت کے لئے روانہ ہو گئے۔ دونوں خوب جان توڑ کر لڑے اور شہید ہو گئے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۱) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن ابان الثقفی:۔ سفیان کے بھائی تھے۔ ان کی حدیث کو امیمہ دختر رقیقہ نے اپنی والدہ کی سند سے یوں بیان کیا۔ کہ جب طائف کو فتح کرنے کے لئے حضور اکرمؐ تشریف لائے، تو ان کے گھر بھی تشریف لے گئے۔ اور رقیقہ نے حضورؐ کو ستو پلائے۔ آپ نے فرمایا۔ اے رقیقہ اہل طائف کے بت کی کبھی عبادت نہ کرنا، اور نہ اس کے سامنے جھکنا۔ اس نے جواب دیا۔ اگر میں ایسا کروں، تو مجھے قتل کر

دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر وہ پوچھیں کہ تیرا رب کون ہے، تو کہنا جو اس بت کا رب ہے، وہی میرا رب ہے۔ اس کے بعد حضورؐ نے طائف کا محاصرہ اٹھالیا۔ اور واپس ہو لئے۔

امیمہ کہتی ہیں، کہ جب بنو ثقیف نے اسلام قبول کرلیا، تو ان کے بھائیوں سفیان اور وہب نے اپنی ہمشیرہ کو بتایا، کہ جب ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپؐ نے ہم سے ہماری والدہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! جس حالت میں آپ اُسے چھوڑ آئے تھے، اسی حالت میں مری ہے۔ فرمایا۔ اگر صورتِ حال یہ ہے، تو وہ اسلام لا کر مری۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۲) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن کلدہ از بنو عبداللہ بن غطفان جو اوس کے حلیف تھے۔ غزوۂ بدر میں شریک تھے جعفر المستغفری نے باسنادہ ابن اسحاق سے روایت کی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

عبداللہ بن غطفان کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ جب وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپؐ نے دریافت کیا، کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا، عبدالعزیٰ سے فرمایا۔ آج سے تم بنو عبداللہ ہو۔ چنانچہ یہ نام پکا ہو گیا۔

(۳۲۳) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن معقل الغفاری، مصر میں سکونت پذیر ہو گئے۔ بقول ابو سعید بن یونس، ان سے ابو قبیل المعافری نے روایت کی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے

(۳۲۴) (سیدنا) وہبان (رضی اللہ عنہ)

بن صیفی الغفاری:۔ ایک روایت میں اہبان مذکور ہے۔ باب ہمزہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ وہبان حمزہ ام کی اولاد سے تھے۔ بصرے میں مقیم ہو گئے تھے۔ جہاں ان کا ایک مکان بھی تھا۔ حضور اکرمؐ سے انہیں سماعِ حدیث کی سعادت حاصل ہوئی۔

ابراہیم بن محمد وغیرہ باسنادہم نے جو محمد بن عیسیٰ تک پہنچتا ہے، علی بن حجر سے، انہوں نے اسماعیل بن ابراہیم بن عبداللہ بن عبید سے۔ انہوں نے عدلیسہ دختر اہبان بن صیفی غفاری سے روایت کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہمارے گھر آئے اور میرے والد کو اپنے حامیوں میں شامل ہونے کی دعوت دی، میرے باپ نے جواب دیا، کہ میرے دوست اور آپ کے ابن عم نے مجھ سے عہد لیا ہے، کہ جب مسلمانوں

میں اختلافات اُٹھ کھڑے ہوں۔ تو میں لاٹھی کو اپنی تلوار بنالوں چنانچہ میں نے ایسا ہی کر لیا ہے اگر آپ چاہتے ہیں، تو میں اس تلوار سے جو لکڑی کی ہے۔ آپ کا ساتھ دینے کو آمادہ ہوں۔ اس پر حضرت علیؓ نے انہیں چھوڑ دیا۔

ان کی لڑکی عدلیسہ سے منقول ہے، کہ جب میرے والد فوت ہوئے تو ہم نے انہیں کفن دینے کے لئے دو کپڑوں کا انتظام کیا۔ پھر انہیں قمیص پہنادی، اور اس طرح تین کپڑوں میں ان کی تدفین عمل میں آئی دوسری صبح کو وہ قمیص لکڑی کے ایک کھمبے پر رکھی دیکھی گئی۔ ابو عمر لکھتے ہیں، کہ بصرے کے قابلِ اعتماد لوگوں نے اس خبر کی تصدیق کی تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب الیاء والالف

(۳۲۵) (سیدنا) یاسر (رضی اللہ عنہ)

بن سوید الجہنی: یہ مسرع کے والد تھے۔ ان سے ان کی اولاد نے روایت کی۔ عبد اللہ بن داؤد بن دلہاث بن اسماعیل بن عبد اللہ بن مسرع بن یاسر بن سوید الجہنی نے جو حضور اکرمؐ کے صحابی تھے بیان کیا، کہ میرے والد نے اپنے والد سے، انہوں نے اسماعیل بن عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے مسرع بن یاسر سے روایت کی۔ کہ جناب یاسر نے انہیں بتایا، کہ حضور اکرمؐ نے انہیں سواروں یا پیدل سپاہ کے ایک جماعت کے ساتھ ایک فوجی مہم پر روانہ فرمایا۔ اور میری بیوی حاملہ تھی اس دوران میں ان کی بیوی نے ایک لڑکا جنا۔ جسے وہ اٹھا کر حضور کے پاس لے گئی۔ اور گزارش کی۔ یا رسول اللہ، اس کا والد کسی فوجی مہم پر گیا ہوا ہے۔ اور اس اثنا میں یہ بچہ پیدا ہوا ہے، اس لئے اس کا نام تجویز فرما دیجیئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو اٹھا لیا۔ اور اپنا مبارک ہاتھ اس پر پھیرا۔ اور دعا فرمائی: "اے خدا، تو ان لوگوں میں مردوں کی تعداد کو بڑھا اور عورتوں کی تعداد کو کم کر۔ انہیں محتاج نہ کر۔ اور ان میں کوئی مفلس نہ ہو" اس کے بعد بچے کا نام مسرع تجویز فرمایا، کیونکہ اسلام میں شمولیت کے لئے اس نے جلدی کی تھی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۶) (سیدنا) یاسر (رضی اللہ عنہ)

بن عامر علیسی۔ عمار ان کے بیٹے تھے۔ یمن سے آئے تھے۔ ان کا نسب ہم عمار کے ترجمے میں

بیان کر آئے ہیں۔ بنو مخزوم کے حلیف تھے۔ ان کی کنیت ابو عمار تھی۔ ابو حذیفہ بن مغیرہ نے اپنی کنیز سمیہ کو ان سے بیاہ دیا تھا۔ جب عمار پیدا ہوئے، تو ابو حذیفہ نے سمیہ کو آزاد کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ابو حذیفہ فوت ہو گیا۔ جب ظہور اسلام ہوا، تو یاسر کا سارا خاندان مسلمان ہو گیا۔ جس کی وجہ سے انہیں سخت مصائب سے پالا پڑا۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس بن بکیر سے، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ انہیں خاندان یاسر کے کئی مردوں نے بتایا۔ کہ ام عمار سمیہ کو بنو مخزوم نے قبولِ اسلام کی وجہ سے بڑے بڑے دکھ دیئے، تاآنکہ انہوں نے اس خاتون کو قتل کر دیا۔ جب بھی حضور اکرمؐ کا گزر اس خاندان کے پاس سے ہوتا، اور انہیں مکہ کی گرمی میں سنگریزوں اور کنکروں پر لٹا کر عذاب دیا جا رہا ہوتا تو حضور اکرمؐ فرماتے۔ اے آلِ یاسر! صبر کرو، کہ تم سے جنت کا وعدہ ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۷) (سیدنا) یامین (رضی اللہ عنہ)

بن یامین:۔ بقول ابن مندہ و ابو نعیم یہ اہل کتاب سے تھے۔ اور مسلمان ہو گئے تھے۔ ابو عمر نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: یامین بن عمیر بن کعب بن عمرو بن جحاش۔ ان کا تعلق بنو نضیر سے تھا انہوں نے اسلام قبول کیا، اپنے مال کی حفاظت کی۔ اور اسلام کی خدمت کی۔ ان کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا تھا۔

ابو موسیٰ نے انہیں یامین بن عمیر نضیری لکھا ہے، یہ عمرو بن جحاش کے عمزاد تھے۔ ابو صالح نے عبداللہ بن عباس سے اس آیت: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا، آمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ الی آخرہ، کے بارے میں روایت کی ہے، کہ یہ آیت عبداللہ بن سلامؓ، اسد اور اسید پسران کعب، ثعلبہ بن قیس، سلام پسر ہمشیرۂ عبداللہ بن سلام، سلمہ پسر برادر عبداللہ بن سلام اور یامین بن یامین کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو اہل کتاب سے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔

یہ لوگ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ، ہم صرف آپ پر حضرت موسیٰ، توریت اور عزیر پر ایمان لاتے ہیں اور باقی کسی پر نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا، تم مجھ پر، قرآن پر اور تمام آسمانی کتابوں اور انبیاء پر ایمان لاؤ، انہوں نے جواب دیا، ہم ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

یامین وہ آدمی ہیں۔ جنہوں نے عبداللہ بن مغفل اور ابو لیلیٰ کو غزوۂ تبوک کے موقعہ پر اس وقت

سواری کے لئے اونٹ دیا تھا۔ جب یہ لوگ لشکر اسلام میں شامل نہ ہو سکنے پر رو رہے تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے بھی ان کا ذکر کیا۔ اور ابن مندہ پر جنہوں نے یامین کے والد کا نام یامین لکھا ہے، استدراک کرتے ہوئے ان کے والد کا نام عمیر لکھا ہے اور بلاشبہ ان کے والد کے نام کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم۔

باب الیاء والثاء والحاء

(۳۲۸) (سیدنا) یثربی (رضی اللہ عنہ)

بن عوف الوزمۃ تمیمی تیم الرباب:۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض عمارہ، بعض رفاعہ اور بعض یثربی کہتے ہیں۔ ہم کنیتوں میں بھی ان کا ذکر کریں گے۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۹) (سیدنا) یحنس (رضی اللہ عنہ)

النبال:۔ یسار بن مالک ثقفی کے غلام تھے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا، تو یہ اپنے آقا کو چھوڑ کر حضورؐ کے پاس آ گئے تھے۔ جب ان کے آقا بھی مسلمان ہو گئے تو حضورؐ نے انہیں ان کے آقا کے سپرد کر دیا، اور ان کی ولایت بھی یسار بن مالک کے حوالے کر دی۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۳۰) (سیدنا) یحنس (رضی اللہ عنہ)

بن وبرہ ازدی:۔ حضور اکرمؐ نے انہیں بطور سفیر، فیروز دیلمی، قیس بن کلثوم اور اہل یمن کے پاس بھیجا۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور جعفر المستغفری سے ابن اسحاق کی روایت بیان کی ہے۔

(۳۳۱) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

بن اسعد بن زرارہ انصاری۔ ایک روایت میں یحییٰ بن ازہر بن زرارہ مذکور ہے۔ ان کی صحبت کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن ابی عاصم نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ان کے سوا باقی لوگ انہیں تابعی شمار کرتے ہیں۔

یحییٰ بن ابی الرجاء نے اجازۃً باسنادہ ابوبکر بن ابی عاصم سے، انہوں نے ابن ابی شیبہ سے

انہوں نے غندر سے، انہوں نے شعبہ سے، انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ سے، انہوں نے اپنے چچا یحییٰ سے (میں نے آج تک کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا، جو اس کی طرح لوگوں سے حدیث بیان کرتا ہو) روایت کی، کہ اسعد بن زرارہ (جو محمد کے نانا تھے) کے گلے میں سخت درد شروع ہو گیا آپؐ نے فرمایا۔ مجھے ابوامامہ کی شکایت سننا پڑے گی۔ آپؐ نے داغ دیا اور وہ فوت ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ مردے کے بارے میں یہود کا رویہ کتنا غلط ہے، وہ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھی کو کیوں نہیں بچایا۔ حالانکہ میرے اختیار میں نہ تو اپنے بارے میں کوئی شے ہے، اور نہ اس کے بارے میں۔

اسی اسناد کے رو سے حضور اکرمؐ نے فرمایا، جو آدمی جمعے کی اذان سنے، اور مسجد کو نہ جائے۔ دوبارہ سنے اور نہ جائے، تو اللہ ایسے آدمی کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم دونوں نے اس کا ذکر کیا ہے، اور اس حدیث کو اسعد بن زرارہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

امام بخاری نے اس اسناد کو یوں بیان کیا ہے۔ یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ بعض راوی اسعد بن زرارہ کہتے ہیں اور یہ غلط ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ جو آدمی یحییٰ کو اسعد بن زرارہ کی اولاد سے شمار کرتا ہے، اسے لازماً اسعد کو صحابی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اسعد نے ان دنوں وفات پائی۔ جب مسجد نبوی کی تعمیر شروع تھی۔ اور اگر وہ ابن سعد ہوں۔ جب بھی ایسا ہی ہو گا۔ کیونکہ ابونعیم لکھتے ہیں کہ ابن مندہ نے ان کا ترجمہ لکھ کر غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ ابوعمر لکھتے ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ شاید وہ دولت اسلام سے محروم رہا۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسے صحبت نصیب ہونا چاہیئے تھی۔

(۳۲۲) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

بن اسید بن حضیر الانصاری: ہم ان کا نسب ان کے والد کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ایسی تھی۔ کہ بات کو یاد رکھ سکتے تھے۔ ان سے کوئی روایت مروی نہیں۔ ان کے والد کی کنیت ابویحییٰ تھی۔ اور ان کا ذکر اس حدیث میں موجود ہے۔ جس میں ان کے والد کی قرأت کے وقت سکونِ خاطر یا فرشتوں کے نزول کا ذکر ہے۔

(۳۲۳) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

بن حکیم بن حزام القرشی اسدی: ہم ان کا نسب ان کے والد اور ان کے بھائی ہشام کے

ترجمے میں لکھ آئے ہیں۔ ان کے والد، اور ان کے بھائی، ہشام، عبداللہ اور خالد اور یہ خود فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ اور حضور اکرمؐ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ ابو عمر نے اختصاراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۳۴) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

بن حنظلیہ:- یہ ان لوگوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے بیعت رضوان کی۔ اور یہ پانچ تھے۔ یزید بن ابو مریم الانصاری نے اپنے والد سے، انہوں نے یحییٰ بن حنظلیہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضورؐ سے بیعت رضوان کی تھی۔ وہ کہا کرتے، کہ اگر اللہ مجھے ایک بیٹا عطا فرماتا، تو میں اسلامی تعلیم کے مطابق اس کی تربیت کرتا۔ جو میرے لئے دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوتا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۳۵) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

بن خلاد بن رافع الانصاری:- یہ ابن مندہ کا قول ہے۔ ابو عمر کے مطابق وہ کندی تھے حضور اکرمؐ کے عہد میں پیدا ہوئے اور بعد از ولادت حضورؐ کے پاس لائے گئے، آپ نے کھجور سے انہیں گھٹی دی۔ اور فرمایا۔ میں اس کا وہ نام تجویز کرتا ہوں۔ جو حضرت یحییٰ کے بعد اور کسی نے نہیں رکھا۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے یحییٰ بن خلاد سے روایت کی کہ جب وہ پیدا ہوئے تو حضور اکرمؐ کی خدمت میں لائے گئے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے لیکن ابو عمر نے انہیں کندی لکھا ہے۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ کیونکہ کئی کتابوں میں یہی لکھا دیکھا ہے۔ اور کوئی روایت اس کی ناسخ نہیں دیکھی۔ ان کا سلسلۂ نسب وہی ہے، جو ان کے والد کے ترجمے میں لکھا جا چکا ہے۔ ابن خلاد بن رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق الانصاری واللہ اعلم۔

(۳۳۶) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

بن سعید بن عاصی قرشی اموی:- ابو داؤد لکھتے ہیں، کہ قتیبان بن جوہری نے باسنادہ قعنبی سے انہوں نے مالک سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید الانصاری سے، انہوں نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار سے یہ سنا۔ کہ یحییٰ نے عبدالرحمان بن حکم کی لڑکی کو طلاق دے دی۔ لیکن عبدالرحمٰن نے اپنی لڑکی کو یحییٰ کے گھر سے اپنے پاس بلوا لیا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے مروان بن حکم کو جو والی مدینہ تھا۔ کہلوا بھیجا، کہ اللہ سے ڈرو اور لڑکی کو اس کے گھر بھجوا۔ مروان نے جواب میں کہلوایا کہ مجھے عبدالرحمان نے مجبور کر دیا تھا ایک اور روایت میں ہے، مروان نے کہلا بھیجا، کہ کیا فاطمہ دختر قیس کی طلاق کا واقعہ آپ کو یاد نہیں رہا۔ حضرت

عائشہ نے فرمایا۔ اگر تم فاطمہ دختر قیس کا ذکر نہ بھی کرتے، جب بھی تمہارا کچھ نہ بگڑتا، مروان کہنے لگا۔ ام المومنین اگر آپ کا مقصد گڑ بڑ پیدا کرتا ہے تو کیا وہ گڑ بڑ کافی نہیں، جو ان دو آدمیوں میں پیدا ہو گئی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اس حدیث کو ایک اور اسناد سے بھی بیان کیا ہے۔

یحییٰ، عمرو بن سعید، جن کا عرف اشدق تھا۔ اور جنہیں عبدالملک بن مروان نے قتل کرا دیا تھا کے بھائی تھے۔ انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ کیونکہ ان کے والد سعید بن عاص کی ولادت پہلے سال ہجری میں ہوئی۔ اور یحییٰ ان کے فرزند اکبر بھی نہیں۔ پھر یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے، کہ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اسی طرح میرے لئے یہ بھی باعثِ حیرت ہے۔ کہ ابو موسیٰ کو اس حدیث کے ہونے یہ اشتباہ کیسے پیدا ہوا، حالانکہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی، جس سے یہ سمجھا جائے کہ انہیں صحبت نصیب ہوئی۔ واللہ اعلم

(۳۳۷) سیدنا یحییٰ رضی اللہ عنہ

بن صیفی: یحییٰ بن یونس نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی صحبت کا مجھے علم نہیں۔

زید بن حباب نے، ابراہیم بن یزید سے، انہوں نے یحییٰ بن صیفی سے روایت کی، حضور اکرمؐ نے فرمایا، اسے آدمی کی سعادت گردا ننا چاہیئے۔ اگر اس کا بیٹا اس سے ملتا جلتا ہو۔ جعفر لکھتے ہیں، کہ یہ حدیث مرسل ہے، کیونکہ یحییٰ بن صیفی کو حضورؐ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۳۸) سیدنا یحییٰ رضی اللہ عنہ

بن عبدالرحمان انصاری: ہشام بن حسان نے، محمد بن عبدالرحمان سے، انہوں نے یحییٰ بن عبدالرحمان انصاری سے سنا، حضور اکرمؐ نے فرمایا، جس نے علیؓ کی زندگی اور اس کی موت کے بعد اس سے محبت کی اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ امن میں رکھے گا، اور وہ ایماندار رہے گا۔ اور جس شخص نے اس سے بغض رکھا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور اس بدعت کا اس سے محاسبہ کیا جائے گا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۳۹) سیدنا یحییٰ رضی اللہ عنہ

یحییٰ بن عمیر بن حارث بن کندہ بن ثعلبہ بن حارث بن حزام: جعفر لکھتے ہیں، کہ بقول محمد بن حبان

ان کے والد بدری تھے، اور انہیں صحبت نصیب ہوئی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۴۰) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

بن نفیر، ابو زہیر نمیری:۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹڈی کے بارے میں حدیث بیان کی۔ احمد بن عمیر بن حوصا نے ان کا نام یہی لکھا ہے۔ مگر محمد بن عیسیٰ نے ابو بکر بن ابو الاسود سے ان کا نام یحییٰ بن شرحبیل لکھا ہے، یہی قول ہے حسین القبابی کا۔

یحییٰ حمص کے باشندے تھے۔ اور کنیتوں کے عنوان کے تحت ان کا ذکر پھر آئے گا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۴۱) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

بن ہانئ بن عروۃ المرادی:۔ ہشام بن کلبی نے ابو کران المراہی سے، انہوں نے یحییٰ بن ہانئ بن عروۃ المرادی سے روایت کی، کہ فروہ بن مسیک ملوک کندہ کو چھوڑ کر حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ظہور اسلام سے پہلے بنو مراد اور بنو ہمدان میں ایک جنگ ہو چکی تھی، جس میں ہمدانیوں کو بنو مراد کے ہاتھوں بڑا نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ اور اس جنگ کو یوم الردم کہتے تھے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا اے فروہ! جنگ ردم میں تمہاری قوم کو جو نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ کیا تمہیں بھی اس سے رنج پہنچا تھا، یا رسول اللہ، ایسا کون ہے، جسے وہ نقصان اٹھانا پڑے، جو میری قوم کو اٹھانا پڑا اور اسے دکھ نہ ہو۔ حضورؐ نے فرمایا بہر حال اسلام قبول کرنے سے تیری قوم کو فائدہ ہی پہنچا ہے۔ چنانچہ مراد اور زبید کے علاقے حضور اکرمؐ نے ان کے حوالے کر دیئے۔

ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۴۲) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

بن ہند بن حارثہ:۔ حدیبیہ اور بیعتِ رضوان میں موجود تھے۔ جعفر نے حاتم بن حبان سے یہ قول نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۴۳) (سیدنا) یربوع (رضی اللہ عنہ)

ابو الجعد الجہنی: ان کے بیٹے جعد نے ان سے ایک حدیث منکر عبداللہ بن بلوی سے روایت کی کہ ہم بنو جہینہ کے چند آدمیوں کے ساتھ، حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ تشریف فرما تھے اور

لوگ اردگرد جمع تھے۔ آپؐ نے بنو جہینہ کو خوش آمدید کہا اور فرمایا، بنو جہینہ! دیکھنے کو سخت اور میدان جنگ میں آگے آگے چلنے والے ہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب الیاء والزاء

(۳۴۴) (سیدنا) یزداد (رضی اللہ عنہ)

الفارسی:۔ بحیر بن ریسان کے آزاد کردہ غلام تھے، ان کا شمار اہل یمن میں ہوتا ہے۔ ان سے ان کے بیٹے علیٰی نے روایت کی۔

ابویاسر عبدالوہاب بن ہبۃ اللہ نے باسنادہ، عبداللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے روح سے، انہوں نے زکریا بن اسحاق سے، انہوں نے علیٰی بن یزداد سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تم میں سے جو شخص پیشاب کرے وہ اپنے آلۂ تناسل کو تین بار جھٹکا دے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابوعمر لکھتے ہیں، کہ بعض لوگ ان کی صحبت کے قائل ہیں، لیکن اکثر محدثین انہیں نہیں جانتے اور بعض ان کی حدیث کو مرسل قرار دیتے ہیں۔ اور ان کا مدار زمعہ بن صالح پر ہے۔ امام بخاری لکھتے ہیں۔ کہ ان کی حدیث ثابت نہیں۔ یحییٰ بن معین لکھتے ہیں کہ علیٰی اور ان کے والد مجہول الحال ہیں۔ اور یہ ان کی طرف سے تکلف محض ہے، واللہ اعلم

(۳۴۵) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن اخنس بن حبیب بن جرہ بن زغب بن مالک بن خفاف بن امرؤ القیس بن بہثہ بن سلیم بن منصور السلمی، ان کی کنیت ابو معن تھی۔ یہ کلبی کا قول ہے۔ محمد بن سعد نے جو واقدی کے کاتب ہیں، ان کا سلسلۂ نسب یہی لکھا ہے، اور انہیں کوفی بتایا ہے۔ مگر بعض لوگ انہیں شامی شمار کرتے ہیں۔ نیز انہیں ان کے والد اور ان کے بیٹے کو بدری کہتے ہیں، ابوعمر انہیں بدری نہیں کہتے، ہاں البتہ وہ انہیں ان لوگوں میں گرداتے ہیں، جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، انہوں نے حضورؐ سے روایت کی، اور ان سے کثیر بن مرہ اور جبیر بن نفیر نے روایت کی، کہ عبدالوہاب بن ہبۃ اللہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے روایت کی، کہ انہوں نے اپنے والد کی ایک کتاب میں ان کے ہاتھ سے لکھا یہ نوٹ دیکھا، کہ انہیں

ابو توبتہ الربیع نے ایک خط میں تحریر کیا، کہ ہیثم بن حمید نے زید بن واقد سے، انہوں نے سلیمان بن موسیٰ سے، انہوں نے کثیر بن مرہ سے، انہوں نے یزید بن اخنس سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا، کہ تمہیں باہم ایک دوسرے پر رشک نہیں کرنا چاہیئے، ہاں البتہ دو آدمیوں سے ایسا کر سکتے ہو۔ مثلاً ایک آدمی کو قرآن سے لگاؤ ہے، وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے، اسے دیکھ کر ایک آدمی کہتا ہے، کہ اگر مجھے بھی یہ سعادت نصیب ہو۔ تو میں بھی اس شخص کی تقلید کروں گا۔ دوسرا وہ آدمی، جسے خدا نے مال عطا کیا ہے۔ اور وہ اللہ کی راہ میں اس مال کو بہ طیب خاطر صرف کرتا ہے اسے دیکھ کر ایک آدمی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے، کہ اگر مجھے بھی خدا دولت عطا فرمائے، تو میں دل کھول کر اس کی راہ میں اسے صرف کروں، تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۴۶) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن اسد بن کرز بن عبداللہ بن عبد شمس بن غمعہ بن جریر بن شق الکاہن بن صعب بن یشکر بن رہم بن افرک بن نذیر بن قسر بن عبقر بن انمار بن اراش البجلی القسری؛ یہ صاحب خالد بن عبداللہ بن یزید کے (جو ہشام بن عبدالملک کی طرف سے امیر عراق تھے) دادا تھے۔ ان کی حدیث خالد بن عبداللہ نے اپنے باپ سے، انہوں نے دادا سے روایت کی۔ کہ ابوالفضل الفقیہ مخزومی نے باسنادہ احمد بن علی بن مثنیٰ سے، انہوں نے عثمان بن ابی شیبہ سے، انہوں نے ہشیم بن بشیر سے، انہوں نے سیار سے سُنا، کہ انہوں نے خالد القسری کو منبر پر سے یہ کہتے سُنا، کہ میرے باپ نے میرے دادا سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا، اے یزید بن اسد! تو لوگوں کے لئے وہی بات پسند کر، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں، کہ خالد کے خاندان کے لوگ اس امر کو تسلیم نہیں کرتے، کہ ان کے دادا کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اگر ہوتی، تو انہیں علم ہوتا۔ یحییٰ لوگوں کے خلاف انہیں صحابی گردانتے ہیں، تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۴۷) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن اسود الجرشی:۔ ان کی کنیت ابوالاسود تھی، یہ شام میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ ان کا شمار بلا ثبوت صحابہ میں کیا گیا۔ ابن مندہ اور ابو عمر نے ان کی حدیث بیان کی ہے، کہ انہوں نے عزیٰ کی پرستش ہوتی دیکھی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم کے مطابق متاخرین نے ان کا ذکر کیا ہے وہ ان کی

صحبت کے قائل ہیں۔ لیکن کوئی روایت بیان نہیں کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۴۸) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن اسود العامری السوائی:۔ ان کا تعلق بنو سواء بن عامر بن صعصعہ سے تھا۔ ایک روایت میں خزاعی ابو جابر مذکور ہے۔ ان سے ان کے بیٹے جابر نے روایت بیان کی۔ کہ کئی راویوں نے باسناد ہم ابو علیٰ ترمذی سے، انہوں نے احمد بن منیع سے، انہوں نے ہشیم سے، انہوں نے یعلی بن عطاء سے، انہوں نے جابر بن یزید سے روایت کی، کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں موجود تھے، انہوں نے حضور کے ساتھ مسجد حنیف میں نماز صبح ادا کی۔ جب آپ مڑ کر بیٹھے، تو آپ نے دو آدمیوں کو ایک طرف بیٹھے دیکھا جنہوں نے نماز میں شرکت نہیں کی تھی۔ آپ نے ان سے عدم شرکت کی وجہ دریافت کی، تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم پیشتر ازیں نماز ادا کر چکے ہیں۔ حضور نے فرمایا اگر پھر کبھی ایسی صورت پیش آجائے، تو جماعت میں شریک ہو جایا کرو۔ یہ نماز نفلی شمار ہوگی۔ اے ابوداؤد طیالسی نے شعبہ سے، انہوں نے یعلی بن عطاء سے، انہوں نے جابر سے روایت کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۴۹) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن اسید بن ساعدہ، یہ اپنے والد اور اپنے چچا حمزہ انصاری کے ساتھ غزوۂ احد میں موجود تھے۔ ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۵۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن اسیر الضبعی:۔ ایک روایت میں ابن بشیر آیا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں اسیر بن یزید مذکور ہے۔ ان سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔ حضور اکرم نے فرمایا۔ ذی قار کی جنگ، پہلا موقعہ تھی کہ عربوں کو عجم پر فتح حاصل ہوئی۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ امام بخاری اور ابو حاتم نے ان کے والد کا نام بشیر لکھا ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ذی قار کی حدیث ان سے روایت کی ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے یزید بن بشیر لکھا ہے، اور ذی قار کی حدیث ان سے روایت کی ہے لیکن وہ ان کی صحبت کے قائل ہیں۔

(۳۵۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن اصم، اصم کا نام عمرو تھا۔ ایک روایت کے مطابق ان کا نسب یوں لکھا ہے: یزید بن

عبد عمرو بن عدس بن معاویہ بن بکار بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ، ابو عوف عامری۔ ان کی والدہ کا نام برزہ دخترِ حارث بن حزن ہلالیہ تھا۔ اور ان کی بہن کا نام میمونہؓ تھا۔ جو حضور اکرمؐ کے حرم میں تھیں وہ جزرہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ وہ جناب میمونہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان کی حدیث کے راوی ان کے بھتیجے عبید اللہ بن عبد اللہ ہیں۔ جو اپنے چچا یزید بن اصم سے روایت کرتے ہیں۔ میں ایک بار اپنی خالہ میمونہؓ سے ملنے گیا۔ نماز کے لئے مسجد میں کھڑا تھا، کہ حضورؐ تشریف لے آئے۔ میری خالہ مجھے وہاں کھڑا دیکھ کر چھپ گئیں۔ اور کہنے لگیں، یا رسول اللہ! اس لڑکے کو دیکھئے، کس طرح شرما رہا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کا کسی اچھی بات پر مجھ سے شرمانا، کسی ناگوار پر شرمانے سے بہتر ہے۔ ان کی وفات ہجرت کے ۱۰۳ یا ۴۔اسن میں ہوئی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابو نعیم انہیں تابعین میں شمار کرتے ہیں۔

(۳۵۲) (سیدنا) یزید رضی اللہ عنہ

بن امیہ ابو سنان الدیلی۔ ان کی ولادت غزوۂ احد کے دوران میں واقع ہوئی۔ ان سے نافع نے جو حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے، روایت کی۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۵۳) (سیدنا) یزید رضی اللہ عنہ

بن انیس بن عبد اللہ بن عمرو بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر، ان کی کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی۔ فتح مصر میں موجود تھے۔ لیکن ان سے مصر میں کوئی حدیث مروی نہیں۔ ہاں اہل بصرہ نے ان سے روایت کی ہے؛ حماد بن سلمہ نے یعلی بن عطا سے، انہوں نے ابو ہمام عبد اللہ بن یسار سے، انہوں نے ابو عبد الرحمٰن فہری سے روایت کی، کہ وہ غزوہ حنین میں حضور اکرمؐ کے ساتھ تھے۔ اس دن سخت گرمی تھی۔ اور ہم نے ایک درخت کے نیچے پناہ لے رکھی تھی، جب زوال ہوا، تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا (آپؐ ایک خیمے میں آرام فرما رہے تھے) اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ اور عرض کیا، یا رسول اللہ! زوال ہو گیا ہے۔ فرمایا بلال کو بتاؤ۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۵۴) (سیدنا) یزید رضی اللہ عنہ

بن ادرس: بنو عبد الدار بن قصی کے حلیف تھے۔ انہوں نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلہ شرکائے جنگ

از بنو عبد الدار، انہیں ان لوگوں میں شمار کیا ہے، جو مسیلمہ کے خلاف لڑتے شہید ہوئے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۵۴) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن برذع بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر الانصاری ظفری، غزوۂ احد میں موجود تھے ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر اسی انداز سے کیا ہے۔ لیکن ابن الدباغ اندلسی نے ابو عمر کے خلاف استدراک کرتے ہوئے ان کا سلسلۂ نسب بطریق ذیل بیان کیا ہے، یزید بن برذع بن زید بن عامر بن کعب بن خزرج۔ ان کی روایت کے مطابق یہ صاحب، احد میں بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ بے اولد تھے۔ وہ لکھتے ہیں، کہ ابن القداح کی روایت کے مطابق وہ یوم حرہ کو قتل ہوئے۔ یہ ابن الدباغ کی روایت ہے۔ اور بلاشبہ ابن الدباغ کا خیال یہی ہے۔ کہ ابو عمر سے ان کے نسب کے بیان کرنے میں غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اور انہوں نے یزیدؓ کو ظفر کی طرف منسوب کیا ہے۔ جبکہ ابن الدباغ انہیں سواد بن کعب بن خزرج سے منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ کعب بن خزرج بھی ظفر ہی ہے۔ اس لحاظ سے ہر دو نسب ایک ہی ہیں اور غلطی دراصل ابن الدباغ کی ہے۔ جو دونوں کو علیحدہ علیحدہ خیال کرتے ہیں۔

ابن اثیر لکھتے ہیں: کہ میں نے ابن الدباغ کی غلطی کی نشاندہی اس لئے کی ہے، تاکہ کوئی ان کی بات کو درست نہ سمجھ لے۔ اور اس نوع کی اغلاط سے میں نے اکثر بہ غرض اختصار چشم پوشی کی ہے۔

(۳۵۵) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن بہرام: ابو حاتم بن حبان لکھتے ہیں، کہ اس سے مراد مقعد ہے۔ جس کے خلاف حضورؐ نے بددعا فرمائی تھی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے

(۳۵۶) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن تمیم: یحییٰ بن یونس کے بقول ان کی صحبت ثابت نہیں۔ عثمان بن حکیم نے یزید بن تمیم سے جو ابن ربیعہ کے آزاد کردہ غلام تھے، روایت کی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو اللہ نے دو چیزوں کے شر سے بچالیا۔ وہ جنتی ہو گیا۔ صحابہ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ! وہ دو چیزیں کون سی ہیں۔ فرمایا، ایک وہ جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے۔ اور دوسری وہ جو اس کی دو ٹانگوں

کے درمیان ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۵۷) سیّدنا یزید (رضی اللہ عنہ)

بن ثابت الانصاری: ہم ان کا نسب ان کے بھائی زید بن ثابت کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں یہ اپنے بھائی سے بڑے تھے۔ یزید غزوۂ بدر و بروایتے غزوۂ احد میں بھی موجود تھے، اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق جنگ یمامہ میں انہیں تیر لگا۔ اور واپسی میں راہ ہی میں فوت ہو گئے۔ یہ زہری کا قول ہے۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں، کہ عبداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شہدائے جنگ یمامہ، از بنو نجار و بنو مالک و یزید بن ثابت سنا، کہ وہ جنگ یمامہ میں زخمی ہو گئے اور واپسی پر فوت ہو گئے۔

ان سے خارجہ بن زید نے روایت کی، کہ ابوالفضل منصور بن ابوالحسن فقیہ نے باسنادہ یعلی موصلی سے انہوں نے عباس بن ولید نرسی سے، انہوں نے عبدالواحد بن زیاد سے، انہوں نے عثمان بن حکیم سے، انہوں نے خارجہ بن زید سے، انہوں نے اپنے چچا یزید بن ثابت سے سنا۔ کہ ایک بار وہ حضور اکرمؐ کے ساتھ جنۃ البقیع کو گئے۔ وہاں آپؐ نے ایک نئی قبر دیکھی، دریافت فرمایا، یہ کس کی ہے، ہم نے عرض کیا، فلاں کنیز کی جسے فلاں شخص نے آزاد کیا تھا۔ فرمایا، مجھے کیوں نہیں بتایا۔ ہم نے گزارش کی۔ آپ قیلولہ فرما رہے تھے۔ جگانا مناسب نہ معلوم ہوا۔ حضورؐ وہیں کھڑے ہو گئے، ہمراہیوں کو ایک صف میں کھڑا کیا، اور چار تکبیر نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پھر فرمایا، جب تک میں تم میں موجود ہوں، تو جب بھی کوئی شخص فوت ہو۔ تو مجھے بتایا کرو۔ راوی کہتا ہے۔ میرا خیال ہے، حضور اکرمؐ نے فرمایا، میری نماز اس کے لئے رحمت ہو گی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر کہتے ہیں۔ میں نہیں مان سکتا، کہ خارجہ نے اپنے چچا سے یہ حدیث سنی ہو گی۔ واللہ اعلم۔

(۳۵۸) سیّدنا یزید (رضی اللہ عنہ)

بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن عمرو بن بثیرہ بن مشنوء بن قسر بن تمیم بن عوذمناہ بن تاج بن تیم بن الاراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی البلوی حلیف بنو سالم بن عوف بن خزرج۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمن یا ابوعبداللہ تھی۔ ان کے بھائی کا نام بحاث تھا۔ وہ اور

مجدز بن زیاد پانچویں پشت میں (عمارہ میں) جمع ہو جاتے ہیں۔
یونس نے ابن اسحاق سے ان کا نسب بیان کیا ہے، اور لکھا ہے، کہ بیعت عقبہ میں، بنو عوف بن خزرج بن ثعلبہ سے۔ پھر بنو سالم بن عوف اور ابو عبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن احرم بن عمرو بن عامر حلیف بنی غضینہ از بنو بلی۔ دونوں عقبہ میں موجود تھے۔ یہی رائے علامہ طبری کی ہے۔ طبری اور دار قطنی خزمہ بہ فتح زا اور ابن اسحاق اور کلبی بہ سکونِ زا پڑھتے ہیں۔ ابو عمر لکھتے ہیں کہ انصار میں خزمہ بہ حرکت نہیں بولا جاتا۔ اور عمّارہ بہ تشدید میم ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۵۹) (سیدنا) **یزید** (رضی اللہ عنہ)

بن جاریہ بن عامر بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن اوس انصاری اوسی۔ ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔ بقول ابن مندہ ان کا نام زید بن جاریہ بھی آیا ہے۔ ابونعیم اور ابو موسیٰ نے یزید بن جاریہ یا خارجہ لکھا ہے، وہ ابو عبدالرحمٰن بن یزید اور زید و مجمع پسرانِ جاریہ کے بھائی تھے۔ ہم نے ان کے والد جاریہ اور زید اور مجمع کا ذکر ان کے ترجمے میں کیا ہے۔
یزیدؓ سے ان کے بیٹے عبدالرحمان اور خالد بن طلحہ نے روایت کی۔ اور یہ صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبۂ حجۃ الوداع میں موجود تھے جس میں آپؐ نے فرمایا تھا، تم اپنے غلاموں کے بارے میں محتاط رہو، انہیں وہی کھلاؤ، جو خود کھاتے ہو، اور وہی پہناؤ، جو خود پہنتے ہو۔ یہ حدیث ان کے بیٹے عبدالرحمٰن نے ان سے روایت کی۔ اور اسماعیل بن مجمع نے اپنے والد مجمع بن یزید بن جاریہ سے، انہوں نے اپنے والد یزید سے روایت کی، کہ انہوں نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر، مالِ غنیمت میں اپنے حصّے سے حلے کے بدلے میں ایک حلہ خریدا۔ اور انہوں نے یزید کے بدلے میں زید سے روایت کی۔ لیکن پہلی سند اصح ہے۔ تینوں نے اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔
ابن اثیر لکھتے ہیں۔ کہ یزید کے بارے میں ابن مندہ کا یہ کہنا، کہ ان کے نام کے بارے میں ایک روایت زید بھی ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ زید ان کا بھائی ہے۔ جنہیں حضور اکرمؐ نے غزوۂ احد میں بوجہ کم عمر ہونے کے علیحدہ کر دیا تھا۔ ابن ماکولا لکھتے ہیں کہ دار قطنی نے، جاریہ بن مجمع اور ان کے دو بیٹوں مجمع اور یزید کے بعد اس کا ذکر کیا ہے۔ نیز ابن ماکولا لکھتے ہیں، کہ بقول خطیب یزید بن جاریہ، مجمع کا بھائی ہے۔ اس کے بعد ابن ماکولا لکھتے ہیں، کہ زید بن جاریہ انصاری

عمری اوسی کو حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ چنانچہ ان سے یہ روایت مروی ہے۔ کہ حضور اکرمؐ نے غزوۂ احد کے موقعہ پر بعض لڑکوں کو بوجہ کم عمری کے علیحدہ کر دیا تھا۔

ابن کلبی نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے، جس طرح ہم لکھ آئے ہیں، اور زید، یزید اور مجمع کو ان کے بیٹے شمار کیا ہے۔ اس سے واضح ہو گیا، کہ یہ کوئی اور صاحب ہیں، اور نیز قیل زید کی روایت بھی غلط ہے، واللہ اعلم

اور ابن مندہ پر ابوموسیٰ کا اعتراض بلا وجہ ہے۔ کیونکہ اس نے صرف اتنا کہا، یزید بن جاریہ یا خارجہ اور جس شخص نے یزید بن خارجہ لکھا ہے، وہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہ صاحب معروف الاسم والنسب ہیں اور شبہے کی گنجائش نہیں۔ واللہ اعلم۔

ابونعیم نے مروان بن معاویہ کی حدیث عثمان بن حکیم بن خالد سے انہوں نے یزید بن جاریہ سے روایت کی۔ کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے آپؐ پر درود بھیجنے کا طریقہ دریافت کیا۔ پھر حدیث بیان کی بعض علماء کی رائے ہے، کہ یہ حدیث زید بن خارجہ بن زید بن ابوزہیر کی ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور گفتگو ان کے اور ان کے والد کے بارے میں ہے۔ اور انہوں نے مروان بن معاویہ کی حدیثؒ عثمان بن حکیم انصاری سے، انہوں نے خالد بن سلمہ سے، انہوں نے موسیٰ بن طلحہ سے، انہوں نے زید بن خارجہ سے، جو بنو حارث بن خزرج کے بھائی ہیں۔ روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے درود بھیجنے کا طریقہ پوچھا۔

(۳۶۶۰) (سیدنا) **یزید** (رضی اللہ عنہ)

بن جراح :۔ ابوعبیدہ بن جراح کے بھائی تھے، انہیں روایت اور صحبت کا اعزاز حاصل ہے۔ لیکن ان سے کوئی مستند حدیث مروی نہیں۔

فیروز بن ناجری نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہ یزید بن جراح نے مصر میں ایک نصرانی عورت سے جو بین کی رہنے والی تھی۔ نکاح کیا تھا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۶۶۱) (سیدنا) **یزید** (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی :۔ یہ ابونعیم اور ابوعمر کا قول ہے۔

ابن الکلبی اور امیر ابو نصر نے ابن احمر تک اسی طرح بیان کیا ہے مگر ابن احمر کے بعد حارثہ بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر لکھا ہے۔ اور یہ اصح ہے۔

ابو عمر نے اس نسب کو عبداللہ بن رواحہ کے ترجمے میں ابن کلبی کی طرح بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں مالک الاغر میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا عرف ابن قسحم تھا۔ اور قسحم ان کی والدہ کا نام تھا۔ جو بلقین کی رہنے والی تھی۔ اور حضور اکرمؐ نے ان میں اور ذوالشمالین میں مواخات قائم کی تھی۔ یہ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ بے اولاد تھے۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر از انصار، پھر از بنو حارث بن خزرج۔ پھر از بنو زید بن مالک بن ثعلبہ و یزید بن حارث بن قیس، روایت کی یہ وہی آدمی ہیں جنہیں ابن قسحم کہتے ہیں۔ یہ لاولد تھے۔

ابن اسحاق کی ایک روایت میں سلمہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ان کا بیان کردہ نسب، ابن کلبی کے بیان کردہ نسب کے برابر ہے۔ اور اسی اسناد سے ابن اسحاق سے در بارۂ شہدائے بدر از انصار و یزید بن حارث جو حارث بن خزرج کے بھائی تھے، روایت مروی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یزید بن حارث کو طعیمہ بن عدی قرشی نے جو بنو نوفل بن عبد مناف سے تھے، قتل کیا تھا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۶۲) (سیدنا) **یزید** (رضی اللہ عنہ)

بن حاطب بن عمرو بن امیہ بن رافع الانصاری الاشہلی۔ ایک روایت کے مطابق ان کا تعلق بنو ظفر سے تھا۔ اس بنا پر ان کا نسب ہوگا، یزید بن حاطب بن امیہ بن رافع بن سوید بن حرام بن ہیثم بن ظفر۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شہدائے غزوۂ احد از بنو ظفر۔ یزید بن حاطب بن امیہ بن رافع کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں، مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بتایا۔ کہ ان میں ایک آدمی تھا۔ جس کا نام حاطب بن امیہ بن رافع تھا۔ اس کے بیٹے کا نام یزید تھا جو غزوۂ احد میں زخمی ہو گیا، اسے گھر واپس لے آئے، وہ قریب الموت تھا کہ قبیلے کے سب لوگ جمع ہو گئے، اور ابن حاطب کو جنت کی مبارک پیش کرنے لگے۔ حاطب جاہلیت میں رات کو چوکیداری کرتا تھا۔ اور ان دنوں فقر و فاقہ کی گرفت میں تھا۔ کہنے لگا کیا تم اسے اس جنت کی خوشخبری دے رہے ہو۔ جس میں تم نے حرمل گاڑ رکھے ہیں

اور وہ تو ابھی بچہ ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔ لیکن ابو موسیٰ نے ان کا نسب نہیں بتایا
ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابو موسیٰ نے ان کا سلسلۂ نسب نہیں بیان کیا اور صرف اس پر اکتفا کیا۔ کہ یزید بن حاطب غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے۔ اور صرف یزید بن حاطب پر اکتفا کیا۔

(۳۶۳) (سیدنا) **یزید** (رضی اللہ عنہ)

والد حجاج: ان سے ان کے بیٹے حجاج نے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کتاب اللہ سے اپنا تعلق قائم رکھو، کہ اس سے تمہاری حاجتیں پوری ہوں گی۔ اور جب تم کسی سے کوئی چیز مانگو، تو خوش چہرہ لوگوں سے مانگو۔ اس حدیث کا مدار ابو المقدام ہشام بن زیاد پر ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابو موسیٰ نے ان کے ذکر میں ابن مندہ پر اعتراض کیا ہے۔ کیونکہ ابن مندہ نے ابو عبداللہ یزید کو غیر معروف آدمی قرار دیا ہے، اور ان کے بیٹے حجاج نے ان سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ترجمہ بیان کیا ہے۔ اور یزید ابو الحجاج ان کا نام لکھا ہے۔ اور نیز بیان کیا ہے، کہ ان کے بیٹے حجاج نے ان سے یہ روایت بیان کی، نیز ابو موسیٰ نے لکھا۔ کہ ابن مندہ نے اس حدیث کو یزید ابو عبداللہ کے ترجمے میں بیان کیا، لیکن ان کا ترجمہ نہیں لکھا۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ابن مندہ نے بلاشبہ یزید کا ترجمہ لکھا ہے، ہاں البتہ ان کی نسبت ابو عبداللہ لکھی ہے اور نیز یہ تحریر کیا ہے، کہ ان کے بیٹے حجاج نے ان سے روایت کی، زیادہ سے زیادہ ابو موسیٰ نے یہ کیا ہے، کہ ان کی کنیت ابو الحجاج لکھی ہے، یہ استدراک نہیں، کیونکہ ابن مندہ نے ان کا ترجمہ لکھا ہے۔ ان کی حدیث بیان کی ہے، ممکن ہے۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ ہی ہو، اور ابن مندہ نے ان کے بیٹے کی وجہ سے، جو ان کی حدیث کے راوی ہیں۔ ان کی کنیت ابو الحجاج لکھ دی ہو۔ اور اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہو۔ کہ ان کی کنیت کے بارے میں اختلاف ہو، جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۶۴) (سیدنا) **یزید** (رضی اللہ عنہ)

بن حذیفہ اسدی۔ یہ اور ان کے بیٹے زفر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جب بنو اسد حضور کی وفات کے بعد مع طلیحہ کے مرتد ہو گئے تھے۔ وثیمہ نے ابن اسحاق سے یہ بات سنی۔ ابن الدباغ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۶۵) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن حرام بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی سلمی، بیعت عقبہ میں موجود تھے۔ ابو جعفر بن سمین نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بیعتِ عقبہ از بنی سلمہ پھر از بنو غنم بن کعب بن سلمہ، یزید بن حرام بن سبیع بن خنساء کا ذکر کیا ہے ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے، اور حرام کو را کے ساتھ لکھا ہے۔ لیکن ابن اسحاق اور ابن ہشام نے حدام دال سے لکھا ہے واللہ اعلم۔ میرے نزدیک ابن اسحاق اور ابن ہشام راستی پر ہیں۔

(۳۶۶) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن حصین الشامی، ایک روایت میں ابن عمیر اور ایک میں ابن نمیر آیا ہے۔ بغوی، حسن بن سفیان اور طبرانی نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے لیکن وہ تابعی ہیں۔ ان کی حدیث کو موسیٰ بن علی بن رباح نے اپنے والد سے، انہوں نے یزیدؓ بن حصین سے سنا، کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یارسول اللہ! کیا آپ نے سبا کو دیکھا ہے؟ وہ مرد تھا یا عورت؟ حضور نے فرمایا اس کے سولہ لڑکے یمنی تھے۔ اور چار شامی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے

(۳۶۷) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

والدِ حکیم :۔ ایک روایت میں ابن ابی حکیم اور ایک میں حکیم بن ابی یزید ہے۔ علی بن عاصم نے عطاء بن سائب سے، انہوں نے حکیم بن یزید سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا، لوگوں کو نیکی کی دعوت دو، اس طرح لوگ ایک دوسرے سے اچھا اثر لیتے ہیں۔ اور جب کوئی آدمی مشورہ کرے، تو اسے اچھا مشورہ دو۔ نیز ہمام بن یحییٰ، وہیب بن خالد اور ایک جماعت نے عطاء بن سائب سے اسی طرح روایت کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے

(۳۶۸) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن حمزہ بن عوف :۔ اپنے والد کی معیت میں حضور اکرمؐ کی بیعت کی۔ ان کی حدیث کے راوی ان کی اولاد ہی ہے۔ ہاشم بن یزید بن حمزہ نے اپنے والد حمزہ سے روایت کی۔ کہ وہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اذیں اور حزیم ان کے ساتھ تھے۔ ہم نے حضورؐ سے بیعت کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۶۹) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن حوترہ انصاری :- بقول ابن کلبی وہ احد میں اور صفین میں حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل تھے۔ ابوعمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۷۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن خالد العصری :- ابوبکر بن مردویہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اور باسنادہ سعید بن عبدالرحمن بن یزید بن خالد العصری سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ سے جھوٹ کو منسوب کیا، اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لینا چاہیئے۔ ابوموسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۳۷۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن خذارہ بن سبیع :- ابن ابوعلی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور باسنادہ موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے زہری سے بسلسلہ شرکائے غزوہ بہ معیت رسول اکرمؐ (غزوہ کا نام مذکور نہیں) یزید بن خذارہ بن سبیع کا ذکر کیا ہے جعفر کا قول ہے، کہ یزید بن حذام بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، غزوۂ بدر اور بیعت عقبہ ثالثہ میں موجود تھے، اور ستر کے گروہ میں شامل تھے۔ ابن اسحاق نے انہیں ان لوگوں میں شامل کیا ہے، جو عقبہ ثانی میں موجود تھے۔ ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

(۳۷۲) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن رقیش بن رباب بن لیعمر الاسدی از اسد بن خزیمہ :- بقول ابوموسیٰ و ابن اسحاق غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ جس شخص نے ان کا نام ارید بن رقیش لکھا ہے وہ غلطی پر ہے۔

(۳۷۳) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب قرشی مطلبی : ابوعمر اور ابونعیم نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ لیکن ابن مندہ نے یزید بن رکانہ بن مطلب لکھا ہے۔ لیکن پہلا سلسلہ اصح ہے یہی قول ہے زبیر اور بعض اور علما کا۔ انہیں صحبت اور روایت کا اعزاز حاصل ہے۔ ان سے ان کے بیٹوں علی اور عبدالرحمن نے روایت کی۔

حسین بن زید بن علی نے، جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے یزید بن رکانہ سے روایت کی، کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھنے لگتے، تو تکبیر کے بعد ذیل کے الفاظ میں دعا فرماتے:۔ اللھم عبدک و ابن امتک، احتاج الی رحمتک وانت غنی عن عذابہ، ان کان محسنًا فزد فی احسانہ و ان کان مسیئًا فتجاوز عنہ، اس کے بعد پھر جو چاہتے پڑھتے:۔

ابوالربیع سلیمان بن محمد بن محمد بن خمیس نے اپنے والد سے، انہوں نے ابونصر بن طوق سے، انہوں نے ابوالقاسم بن مرجی سے، انہوں نے ابویعلی سے، انہوں نے ابوالربیع زہرانی سے، انہوں نے جریر یعنی ابن حازم سے روایت کی، کہ زبیر بن سعید نے کہا، کہ ہمیں عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ نے اپنے والد سے، انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، پھر وہ حضورؐ کے پاس آئے۔ آپ نے پوچھا، تم نے کیا ارادہ کیا تھا، انہوں نے عرض کیا، ایک کا، آپ نے فرمایا۔ یہ تمہارے ارادے کے تابع ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۷۴) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزی بن قصی قرشی اسدی: ان کی والدہ کا نام قریبہ دختر ابوامیہ مخزومیہ تھا۔ جو ام سلمہ کی بہن تھیں۔ قدیم الاسلام اور مہاجرین حبشہ سے تھے یہ ہشام اور ابن الکلبی کا قول ہے۔ انہیں حضور کی صحبت نصیب ہوئی۔ خود انہوں نے اور ان کے بھائی عبداللہ نے حضورؐ سے روایت کی جاہلیت میں قریش جب بھی کوئی اہم کام کرنے لگتے، تو ان سے ضرور مشورہ لیتے۔ اگر انہیں قریش کی رائے سے اتفاق ہوتا، تو وہ خاموش رہتے، ورنہ منع کر دیتے، اور وہ اشراف قریش سے تھے۔ یہ زبیر کا قول ہے۔ نیز انہوں نے لکھا ہے، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کی معیت میں طائف کی جنگ میں شرکت کی۔ جب کہ باقی لوگ ان کے خلاف تھے۔ ابن شہاب، عروہؓ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق کہتے ہیں، کہ وہ جنگ حنین میں مارے گئے تھے۔ اسی طرح عبیداللہ نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ مقتولین حنین میں یزید بن زمعہ شامل تھے۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں۔ کہ ان کا گھوڑا انہیں لے اڑا۔ اور وہ اس طرح مارے گئے۔ عروہؓ نے ان کا نام ربیعہ لکھا ہے، جو غلط ہے۔ ابو عمر، ابوموسیٰ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کا نسب یزید بن زمعہ بن مطلب لکھا ہے۔ اور اسود کو حذف کر دیا ہے۔ جو غلط ہے۔ کیونکہ وہ ان کے دادا ہیں۔

(٣٧٥) (سیدنا) **یزید** (رضی اللہ عنہ)

بن ابوزیاد :- ایک روایت میں یزید بن زیاد الاسلمی آیا ہے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور اہل مصر سے تھے۔ ان سے یزید بن ابی حبیب نے روایت کی۔ یہ ابوسعید بن یونس کا قول ہے رشدین بن سعد نے ابن لہیعہ سے، انہوں نے ابوقبیل سے، انہوں نے یزید بن ابوزیاد سے روایت کی کہ ابن موریق، شاہِ روم تین سو جہاز لے کر آئے گا، اور اسلامی حدود میں لنگر انداز ہوگا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(٣٧٦) (سیدنا) **یزید** (رضی اللہ عنہ)

بن زید بن حصن بن عمرو الانصاری الخطمی : ہم ان کا نسب ان کے والد عبداللہ بن یزید کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ان کا بیٹا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کم عمر تھا، اور یہ وہی شخص ہیں جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کوفے کے والی مقرر ہوئے تھے۔ ابواحمد عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے: اور لکھا ہے، کہ یہ عدی بن ثابت کے نانا تھے۔ کیونکہ عدی کی ماں، عبداللہ بن یزید کی بیٹی تھی۔

(٣٧٧) (سیدنا) **یزید** (رضی اللہ عنہ)

ابوالسائب ازدی :- یہ بنو کنانہ سے ہیں۔ اور ان سے ان کے بیٹے سائب نے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے سر پر مسح کیا۔

ابراہیم بن محمد وغیرہ نے باسنادہم تا ابوعیسیٰ، انہوں نے بندار سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے ابن ذئب سے، انہوں نے عبداللہ بن سائب بن یزید سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا، کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی لاٹھی نہ تو مذاق سے اور نہ سنجیدگی سے اٹھائے۔ اور جو ایسا کر بیٹھے، وہ مالک کو واپس کر دے۔

اسی طرح زہری نے سائب بن یزید سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور اکرمؐ مالِ خمس سے ہمارے حصے سے زائد بھی کچھ عطا فرما دیا کرتے تھے۔ چنانچہ مجھے ایک اونٹ زائد عطا ہوا تھا۔ ابونعیم اور ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرق یہ ہے، کہ ابونعیم نے یہ دونوں حدیثیں یزید ابوالسائب بن یزید بن اختِ نمر کے ترجمے میں بیان کی ہیں، اور اسی ترجمے میں دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنے کا ذکر کیا ہے۔ مگر ابن مندہ نے سارا معاملہ ہی الٹ دیا ہے۔ چنانچہ یہ دونوں حدیثیں تو اس ترجمے میں بیان کی ہیں، اور حدیث دعا کو اختِ نمر کے بیٹے کے ترجمے میں بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ بہرحال ابوعمر نے صرف

یزید بن اختِ نمر کا ترجمہ لکھا ہے، اور حدیث نہیں بیان کی۔

(۳۷۸) (سیدنا) **یزید** (رضی اللہ عنہ)

ابوالسائب ابن اختِ نمر کندی: ان سے ان کے بیٹے نے روایت کی۔ ابن مندہ لکھتے ہیں، امام بخاری نے ان کو اور اول الذکر کو علیحدہ علیحدہ شمار کیا ہے اور ابن مندہ نے ان کی طرف سے باسنادہ ابن لہیعہ سے، انہوں نے حفص بن ہاشم بن عتبہ بن ابو وقاص سے، انہوں نے سائب بن یزید سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ جب حضور اکرمؐ دعا کر چکتے، تو منہ پر ہاتھ پھیرتے۔

ابونعیم لکھتے ہیں کہ یزید ابوالسائب بن اختِ نمر بن قاسط الکندی سے مراد، یزید بن عبداللہ بن اسود بن ثمامہ بن لیقظان بن حارث بن عمرو بن معاویہ بن حارث ہے۔ اور نمر بنو عامر بن صعصعہ کے حلیف تھے۔ اور یزید، ابوسفیان بن حرب کے حلیف تھے، اور ابونعیم نے ان کی حدیث ابواحمد عبدالوہاب بن علی الامین سے باسنادہ، ابوداؤد سجستانی سے، انہوں نے محمد بن بشار سے انہوں نے یحییٰ (رح) سے بیان کی ابوداؤد کہتے ہیں، کہ ہمیں سلیمان بن عبدالرحمٰن الدمشقی نے انہیں شعیب بن اسحاق نے، انہیں ابن ابی ذئب نے، انہیں عبداللہ بن سائب نے اپنے والد سے، انہوں نے دادا سے بیان کیا، کہ حضور اکرمؐ نے ایک دوسرے کا مال واسباب اٹھانے سے منع فرمایا، ابوعمر لکھتے ہیں، کہ یزید بن سعید بن ثمامہ کندی سے۔ ابوالسائب بن یزید بن اختِ النمر، حلیف بنو عبدِ شمس مراد ہیں، جو فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔ اور مدینے میں سکونت اختیار کی۔ وہ حجازی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے سائب نے روائیت کی۔ ہم نے باب سین میں سائب کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے نسب اور حلف کے بارے میں اختلاف کا ذکر بھی کیا ہے۔ تینوں کے علاوہ ابوموسیٰ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے، اور ابن مندہ پر استدراک بھی کیا ہے۔

ابوعمر نے یزید بن سعید بن ثمامہ کے ترجمے میں لکھا ہے کہ وہ اور ابوالسائب بن اخت نمر ایک ہیں اس سے ابن مندہ کے قول کی تائید ہوتی ہے، اور اسی بات پر ابوموسیٰ نے استدراک کیا ہے اب یزید ابوسائب بن اختِ نمر کے بارے میں ابن مندہ اور ابونعیم کا یہ کہنا، کہ یہ اول الذکر سے مختلف ہیں۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے، کہ اول الذکر کو ازدی، اور ثانی الذکر کو کندی لکھنے سے یہ خیال، ان کے دل میں، یا اس آدمی کے دل میں پیدا ہوا ہوگا جس سے انہوں نے یہ قول نقل کیا ہے لیکن چونکہ ابوالسائب بن اخت نمر کو کسی نے ازدی، کسی نے کندی اور کسی نے کنانی لکھا ہے۔ اس لئے

ابن مندہ اور ابونعیم کو یہ خیال پیدا ہوا ہو گا کہ یہ مختلف آدمی ہیں، حالانکہ یہ دونوں ایک ہیں۔
عجب تر آنکہ ابونعیم نے ابن مندہ پر اعتراض کیا ہے کیونکہ بعض متاخرین نے ان میں (یزید ابوالسائب) اور پہلے میں فرق بیان کیا ہے۔ اور پہلے سے مراد ابن اخت نمر ہے۔ ان کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ خود بات کو نہیں سمجھ سکے۔ اور اعتراض دوسرے پر جڑ دیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۷۹) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن ابی سفیان :- ابوسفیان کا نام صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی تھا امیر معاویہ کے بھائی تھے، اور ابوسفیان کے خاندان میں بہترین آدمی تھے۔ انہیں یزید الخیر کہتے تھے ان کی والدہ ام الحکم زینب دختر نوفل بن خلف از بنو کنانہ تھیں۔ ایک روایت میں ان کا نام ہندہ دختر حبیب بن یزید ہے۔ یزید کی کنیت ابو خالد تھی۔ اور فتح مکہ کے دن ایمان لائے تھے، غزوۂ حنین میں شریک تھے۔ اور حضور اکرم نے انہیں مالِ غنیمت سے ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی تھی۔
ابوبکر صدیق نے اپنے زمانۂ خلافت میں انہیں اسلامی لشکر کی کمان دے کر شام بھیجا تھا۔ اور خلیفہ پیدل ان کی سواری کے ساتھ۔ لبغرضِ مشایعت کچھ فاصلے تک چلتے گئے تھے۔
ابن اسحاق لکھتے ہیں، کہ جب حضرت ابوبکر سن بارہ ہجری میں حج سے واپس آئے، تو عمرو بن عاص یزید بن ابوسفیان، ابوعبیدہ بن جراح اور شرجیل بن حسنہ کو فلسطین کی مہم پر روانہ کیا، اور حکم دیا، کہ وہ بلقا کی طرف جائیں، نیز خالد بن ولید کو جو عراق میں تھے، حکم دیا، کہ وہ شام کو روانہ ہو جائیں، چنانچہ وہ سماوہ پہنچے، اور مرج راہط میں غسان پر چڑھائی کر دی، وہاں سے وہ روانہ ہو کر نواح بصری میں پہنچے، وہاں یزید بن ابوسفیان، ابوعبیدہ جراح اور شرجیل بھی پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ حاکم بصری نے صلح کر لی۔ شام کے علاقے میں مسلمانوں کی پہلی فتح تھی، وہاں سے وہ فلسطین گئے، اور اجنادین کے مقام پر رملہ اور جبرین کے درمیان رومی لشکر سے مقابلہ ہوا جس میں اللہ نے روم کو شکست دی۔ یہ واقعہ جمادی الاولی تیرہ ہجری میں پیش آیا۔
جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے، تو انہوں نے فوج کی کمان ابوعبیدہ کو دی، جنہوں نے شام کا سارا علاقہ فتح کر لیا۔ فلسطین کی حکومت یزید بن ابوسفیان کے سپرد ہوئی۔ جب ابوعبیدہ فوت ہو گئے، تو معاذ بن جبل ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ ان کے بعد یزید اور یزید کے بعد ان کے بھائی معاویہ ان کے قائم

مقام مقرر ہوئے۔ ان سب حضرات کی وفات کی وجہ عمواس کا طاعون تھا۔ جو ۱۸ ہجری میں وہاں پھوٹ پڑا تھا۔ ولید بن مسلم کے مطابق یزید کی وفات قیساریہ کی فتح کے بعد واقع ہوئی۔ ان سے ابو عبداللہ اشعری نے روایت بیان کی، کہ رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو شخص نماز ادا کرتا ہے، لیکن نہ تو سجدہ باقاعدگی سے ادا کرتا ہے، اور نہ رکوع، اس کی مثال اس بھوکے آدمی کی طرح ہے، جو اپنی بھوک مٹانے کے لئے ایک آدھ کھجور کھاتا ہے۔ جس سے اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یزید بن سفیان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن سکن بن رافع بن امرؤ القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن حارث انصاری اوسی اشہلی ان کی لڑکی کا نام اسماء تھا، جنہوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی۔ یزید اور ان کے بیٹے عامر غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ انہوں نے ہی ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن سکن انصاری، حضور اکرمؐ کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک تھے۔ ان کے بھائی کا نام زیاد تھا۔ ان سے محمود بن عمر نے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ احد کے لئے دو زرہیں پہن کر نکلے تھے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔

ابن مندہ اور ابو نعیم کہتے ہیں کہ انہیں ابو جعفر بن احمد نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے محمود بن عمرو سے، انہوں نے یزید بن سکن سے سنا، کہ جب احد کے دن حضور اکرمؐ کو کفار قریش نے گھیر لیا، تو آپؐ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا، کہ تم میں کون ہے، جو خود کو مجھ پہ قربان کر دے گا۔ تو زیاد بن سکن انصار کے پانچ آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ زیاد نہیں۔ بلکہ ان کے بیٹے عمارہ تھے۔ چنانچہ یہ لوگ حضورؐ کے دفاع میں ایک ایک کر کے سب شہید ہو گئے۔ آخر میں زیاد یا ان کے بیٹے عمارہ رہ گئے وہ لڑتے رہے، تا آنکہ زخموں سے چور ہو کر گر پڑے۔ اتنے میں مسلمانوں کی ایک جماعت وہاں پہنچ گئی۔ جس نے کفار کو بھگا دیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اسے میرے قریب لاؤ۔ آپؐ نے ان کا سر اپنے قدموں پہ رکھا ہی تھا، کہ وہ فوت ہو گئے۔ اللہ کی رحمت ہو ان پر

(۳۸۲) سیدنا یزید (رضی اللہ عنہ)

بن سلمہ القری:۔ ایک روایت میں انصاری آیا ہے۔ ان کے لڑکے کا نام عبدالحمید تھا۔ یہ بصرے میں ٹھہر گئے تھے۔ ان کے بیٹے نے ان سے روایت کی، کہ حضور اکرم ؐ نے کوے کی ٹھونگوں اور جنگلی درندوں کے جوٹھے سے منع فرمایا۔ اسی طرح آپؐ نے مسجد میں اونٹ کی طرح جم کر بیٹھ جانے سے بھی منع فرمایا۔

ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے لکھا ہے کہ انہیں صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے لیکن اس میں اشتباہ ہے۔ احمد بن علی بن علاء الجوزجانی نے ابوالاشعث سے، انہوں نے یزید بن زریع سے، انہوں نے عثمان سے انہوں نے عبدالحمید سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور انہیں ضمری شمار کیا ہے اور ابراہیم بن عبداللہ نے محمد بن عبدالاعلی صنعانی سے، انہوں نے باسنادہ یزید بن زریع سے روایت کی۔ اور انہیں انصاری کہا ہے۔

(۳۸۳) سیدنا یزید (رضی اللہ عنہ)

بن سلمہ بن یزید بن مسجعہ بن مجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی الجعفی: ان کی کنیت، اپنی ماں کی نسبت سے ابن ملیکہ تھی۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور بروایت وہب بن جریر از شعبہ از سماک، از علقمہ بن وائل، از والد خود، یزید بن سلمہ نے رسول اکرم ؐ سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! اگر ہمیں ایسے لوگوں سے پالا پڑے، جنہوں نے ہم سے کچھ لینا ہو، اور اس کا وہ تقاضا کریں، لیکن جو کچھ ہمارا ان کے ذمہ واجب الاداء ہو، وہ اسے ادا کرنے پہ آمادہ نہ ہوں، تو ہم کیا کریں۔ حضور اکرم ؐ نے فرمایا سنو، جو کچھ میں کہتا ہوں، اس کی تعمیل کرو۔ جو تم نے ان سے لیا ہے، وہ تمہارے ذمہ واجب الادا ہے، اور جو انہوں نے تم سے لیا ہے، وہ ان کے ذمے واجب الادا ہے یہ ابن مندہ کا بیان ہے، ابو نعیم لکھتا ہے، کہ اس میں بعض متاخرین کو غلطی لگی ہے۔ چنانچہ اصحاب شعبہ نے ان سے روایت کی ہے، کہ سلمہ بن یزید نے حضور اکرم ؐ سے روایت کی ہے، نہ کہ یزید بن سلمہ نے لیکن زائدہ نے سماک سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے یزید بن سلمہ سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرم ؐ سے دریافت کیا تھا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۴) سیدنا یزید (رضی اللہ عنہ)

بن سنان وبروایتے شیبان:۔ ان کی صحابیت کے بارے میں اختلاف ہے، انہوں نے رسول اکرم ؐ

سے روایت کی، حضورؐ نے فرمایا۔ میں آغاز کار میں قسم کھانے کے لئے "لا وابیک" کے الفاظ استعمال کیا کرتا تھا۔ بعد میں آپؐ کو اس سے روک دیا گیا۔ ابونعیم اور ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۵) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن سیف بن حارثۃ الیربوعی:۔ ان کا شمار بصریوں میں ہوتا ہے۔ ان کی اولاد نے ان سے روایت کی۔ انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر گذارش کی۔ یا رسول اللہ! فلاں قبیلے کا فلاں آدمی میرا سارا مال اٹھا کر لے گیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میں اس معاملے میں تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ پھر فرمایا کیوں نہ تجھے تیرے قبیلے کا محصل مقرر کر دوں۔ اس نے اظہار معذوری کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ محصل جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۶) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن شجرۃ الرہاوی: رہا تو مذحج کا ایک قبیلہ ہے:۔ ان کا نسب یوں ہے۔ رہا بن یزید بن منبہ بن حرب بن مالک بن آذر شامی: ان سے مجاہد بن جبر نے فضیلت جہاد کے بارے میں حدیث نقل کی، کہ ابوجعفر عبید اللہ بن علی البغدادی نے ابوالظفر علی بن احمد الکرخی سے انہوں نے ابویعلی یعقوب بن احمد سے، انہوں نے ابواسحاق ابراہیم بن عمر البرمکی سے، انہوں نے ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن خلف بن نجیب سے، انہوں نے محمد بن صالح بن ذریح العکبری سے انہوں نے ہناد بن سری سے انہوں نے ابن فضیل سے، انہوں نے یزید بن ابی زیاد سے، انہوں نے مجاہد سے روایت کی، کہ یزید بن شجرہ اپنے احباب میں کھڑا ہو کر کہنے لگے، میں نے سفید، سیاہ، اور زرد اور گھروں کے ساز و سامان میں صبحیں اور شامیں گذاری ہیں۔ جب تمہیں دشمن سے صبح کو مقابلہ کرنا ہو تو قدم قدم چل کر جاؤ، کیونکہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرمایا۔ جب کوئی آدمی اللہ کے لئے جہاد پر روانہ ہوتا ہے، تو اللہ اس سے حوران بہشتی کو مطلع فرما دیتا ہے۔ اگر میدان جنگ سے ایک قدم بھی پیچھے ہٹے، تو وہ حوریں اس سے چھپ جاتی ہیں اور اگر وہ شہید ہو جاتا ہے تو اسے سب سے پہلے گناہوں کی معافی کی بشارت موصول ہوتی ہے۔ اور دو حوریں اُتر کر اس کے پاس آتی ہیں، اس کے جسم سے مٹی جھاڑتی ہیں اور کہتی ہیں مبارک ہو۔ اور تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ جواب میں وہ مجاہد بھی انہیں الفاظ سے جواب دیتا ہے۔

امیر معاویہ یزید بن شجرہ کو لڑائیوں میں لشکر کی کمان پر مقرر کرتے تھے۔ اور ۳۹ سال ہجری میں

امیر نے انہیں امیر حج بنا کر بھیجا تھا۔ وہاں قثم بن عباس سے ان کا جھگڑا ہو گیا۔ قثم حضرت علی کی طرف سے مکے کے گورنر تھے۔ پھر ابو سعید خدری نے ان کے درمیان مصالحت کرا دی، طے پایا، کہ شیبہ بن عثمان العبدی امیر حج ہوں گے، اور امامت کے فرائض بھی سرانجام دیں گے۔ یزید ایک جنگ میں ۵۵ سال ہجری میں شہید ہو گئے، ایک روایت میں ۵۸ سال ہجری کا ذکر ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۷) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن شراحیل :- ہم ان کا ذکر زید بن شراحیل کے ترجمے میں کر آئے ہیں۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۸) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن شریح :- انہیں صحبت میسر آئی۔ ان سے جوتے کے بارے میں ایک حدیث مروی ہے، ابو عمر نے بالاختصار ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۹) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن شریک التیمی :- کوفے کے مشہور تابعی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے زمانۂ جاہلیت بھی پایا تھا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۹۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن شیبان ازدی یا ذُہلی :- انہیں صحبت میسر آئی۔ ان سے عمرو بن عبد اللہ بن صفوان الجمحی نے روایت کی کہ ابن مربع الانصاری ان کے پاس آئے، اور کہنے لگے، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے چونکہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی میراث کے وارث ہو۔ اس لئے اپنے مشاعر کی پاسداری کرو۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۹۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن شیبان یا سنان :- ہم یزید بن سنان کے ترجمے میں ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۹۲) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن صحار :- ابو بکر بن ابی عاصم نے یحییٰ بن محمود سے اجازۃً باسنادہ تا ابن ابی عاصم، انہوں نے

عبدالوہاب بن ضحاک سے، انہوں نے ابن عیاش سے، انہوں نے ابن جشم سے، انہوں نے جعفر بن یزید بن صحار سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی، کہ انہوں نے رسولِ اکرمؐ سے دریافت کیا، یارسول اللہ میں نبیذ بناتا ہوں۔ اس میں سے مجھے کتنا پینا جائز ہے، فرمایا تم خزف، جر اور نقیر سے پرہیز کرو (خزف آگ میں پکانا، جر کھجور کے تنے میں پکانا اور نقیر لکڑی کے برتن میں کھنا تاکہ نشہ زیادہ ہو جائے) ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۹۳) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن ضمرہ بن قیس بن منقذ بن وہب بن بداء بن غاضرہ بن حلیلہ بن کعب بن عمر۔ بروایت ہشام حضورؐ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک تھے۔ اشتری نے ان کا ذکر، الاستیعاب کے حاشیے پر ابوعمر کے ترجمے میں کیا ہے۔

(۳۹۴) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن طعمہ بن جاریہ بن لوذان الخطمی انصاری :۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے، جو حضرت علیؓ کے ساتھ صفین میں شامل تھے۔ ابوعمر نے مختصراً۔ ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۹۵) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن طلحہ بن رکانہ :۔ یحییٰ بن یونس اور جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کو یزید بن رکانہ سے علیحدہ آدمی قرار دیا ہے۔

تعقبی نے مالک سے، انہوں نے سلمہ بن صفوان سے، انہوں نے یزید بن طلحہ بن رکانہ سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا، کہ ہر دین کا ایک خلق ہے، اور اسلام کا خلق حیا ہے۔ جعفر کے بقول یزید بن طعمہ مرسل ہیں، اور محمد بن طلحہ کے بھائی ہیں۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۹۶) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن طلق یا طلق بن یزید :۔ ان کی حدیث، اس آیت کے بارے میں (ان اللہ لا یستحیی من الحق) باب طلق میں گزر چکی ہے۔

(۳۹۸) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن ظبیان :- ان کا ذکر مخام کے ترجمے کے تحت گزر چکا ہے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۹۹) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عامر بن اسود بن حبیب بن سواءۃ بن عامر بن صعصعہ السوائی حجازی: کنیت ابو حاجر تھی، غزوۂ حنین میں مشرکین کے لشکر میں تھے۔ بعد میں اسلام لائے۔

سعید بن سائب طائفی نے اپنے والد سے، انہوں نے یزید بن عامر السوائی سے روایت کی، کہ جب غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو شکست ہوئی، اور کفار نے ان کا تعاقب کیا، تو رسولِ اکرمؐ نے زمین سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور ان کے چہروں پر پھینکی۔ فرمایا، خدا تمہاری شکلوں کو مسخ کرے۔ چنانچہ کفار میں کوئی ایسا نہ تھا جس کی آنکھ میں ایک آدھ ریت کا ذرہ نہ پڑا ہو۔

(۴۰۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عامر بن حدیدہ بن غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری، خزرجی، سلمی، بیعت عقبہ اور معرکۂ بدر اور احد میں موجود تھے۔

ابن منین نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے محمد سے دربارۂ شہدائے بدر از بنو سلمہ یزید بن عامر بن حدیدہ بن غنم بن سواد اور اسی اسناد سے دربارہ شہدائے بدر از بنو سواد بن غنم نیز از بنو حدیدہ ابو المنذر یزید بن عامر بن حدیدہ کو بیان کیا ہے، تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۴۰۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبایہ بن بجیر بن خالد بن جلاس بن مرہ بن زید بن مالک بن جنادہ بن معن الباہلی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا صدقہ پیش کیا، حضورؐ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۴۰۲) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ البجلی :- ان سے ان کے بیٹے حمید نے دربارۂ فضلِ جریر بن عبد اللہ، جنہوں نے ان کی حدیث ان کے بیٹے سے بیان کی، روایت کی ہے۔

(۴۰۳) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن جراح جو ابو عبیدہ کے بھائی تھے۔ یزید بن جراح کے ترجمے میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن مندہ پر استدراک کیا ہے کیونکہ ابن مندہ نے ان کے ذکر میں یزید بن جراح برادر ابو عبیدہ لکھا ہے۔ اور وہ یہی آدمی ہیں۔ نیز ابن مندہ نے ان کا نسب بھی تحریر کیا ہے اور اگر کوئی نام چھوٹ گیا ہے، جب بھی وہ یہی آدمی ہیں، اور استدراک کی کوئی گنجائش نہیں۔

(۴۰۴) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن شخیر العامری حرشی :- کنیت ابو العلاء تھی۔ ہم ان کا نسب ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔

ہشیمؒ نے یونس سے، انہوں نے عبید سے انہوں نے یزید بن عبداللہ سے روایت کی۔ اور ان کا گمان ہے کہ انہیں حضورؐ کی زیارت نصیب ہوئی۔ ان کا کہنا ہے، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی آزمائش کرتا ہے اور اسے نوازتا ہے۔ اگر وہ اس پر راضی اور شاکر ہو، تو اس کے رزق میں برکت دیتا ہے، اور اگر راضی نہ ہو، تو اس کے رزق میں تنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۴۰۵) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ الکندی :- یزید بن خصیفہ کے والد تھے۔ صحابہ میں شمار ہوتے ہیں مگر ثبوت نہیں ملا۔ ان کی حدیث کے راوی یحییٰ بن یزید نوفلی ہیں، جنہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یزید بن خصیفہ بن یزید بن عبداللہ الکندی سے، انہوں نے والد سے، انہوں نے دادا سے روایت کی۔ ان کا ذکر ابن مندہ اور ابو نعیم نے کیا ہے۔

(۴۰۶) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

والد عبداللہ بن یزید الخطمی :- ان سے یہ حدیث مروی ہے: "انما الرقوب[1] التی لا یعیش لھا ولد"، لیکن اس میں شبہ ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں مجھے اندیشہ ہے، کہ یہ حدیث بریدہ بن الخصیب اسلمی کی حدیث سے لی گئی ہے۔ عبداللہ بن یزید الخطمی کو صحبت نصیب ہوئی" جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] یعنی رقوب اس آدمی کو کہتے ہیں جس کا کوئی بیٹا زندہ نہ رہے۔ (مترجم)

(۴۰۷) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ نامعلوم :۔ یحییٰ بن واضح نے ابو عاصم خالد بن علید سے، انہوں نے عبد اللہ بن یزید سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحرا میں ایک ایسے مقام پر جو خشک تھا، اور جس کے چاروں طرف ریت تھی گئے، آپ نے فرمایا یہ وہ مقام ہے، جہاں سے قیامت کے قریب دابۃ الارض نمودار ہوگا۔ چنانچہ بالشت بھر زمین میں دراڑ دکھائی دی۔ ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۰۸) (سیّدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

ابوعبدالرحمٰن :۔ ایک روایت میں یزید بن جاریہ اور ایک دوسری روایت میں زید بن جاریہ انصاری آیا ہے۔ ان سے ان کے بیٹے عبد الرحمان نے حدیث روایت کی۔

ابو یاسر نے باسنادہ عبد اللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبد الرحمان سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے عاصم یعنی ابن عبید اللہ سے، انہوں نے عبد الرحمٰن بن یزید سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا۔

"تم اپنے غلاموں کا خیال رکھو، جو کچھ خود کھاؤ، انہیں کھلاؤ، اور جو کچھ خود پہنو، انہیں پہناؤ۔ اگر ان سے کوئی قصور سرزد ہو۔ اور ان سے درگزر نہ کر سکو، تو انہیں فروخت کر دو، وہ بھی اللہ کے بندے ہیں، انہیں دکھ مت دو"۔ ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں، کہ یہ صحابی یزید بن جاریہ ہیں، اور ہم اس حدیث کا ذکر یزید بن جاریہ کے ترجمے میں کر آئے ہیں۔

(۴۰۹) (سیّدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبد المدان حارثی از بلحارث بن کعب : یہ خالد بن ولید کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان آئے۔

ابوجعفر نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی۔ کہ خالد بن ولید حضور اکرمؐ کی خدمت میں آئے اور ان کے ساتھ بنو حارث بن کعب اور یزید بن عبد المدان بھی تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے، کہ جب وہ حضورؐ کے سامنے پیش ہوئے، تو کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۱۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبد:۔ ابو عبداللہ بن ماجہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور یعقوب بن کاسب سے انہوں نے ابن وہب سے انہوں نے عمرو بن حارث سے، انہوں نے ایوب بن موسیٰ سے، انہوں نے یزید بن عبد مزنی سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ بچے کا عقیقہ کیا جائے۔ ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۴۱۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عتر النمیری:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۱۲) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

العقیلی:۔ جعفر کو ان کی صحبت کا علم نہیں یحییٰ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے، انہوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی، جلد ہی میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو سرحدوں کی حفاظت کریں گے، ان سے حقوق لئے جائیں گے، لیکن ان کے حقوق کوئی نہیں ادا کرے گا۔ یہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۱۳) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن یزید عمرو التمیمی اور ایک روایت میں نمیری آیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قیس بن عاصم تمیمی اور ان کے رفقا کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے عائذ بن ربیعہ نے روایت کی قیس بن حفص نے، دلہم بن وسیم العجلی سے، انہوں نے عائذ بن ربیعہ سے روایت کی، کہ انہیں قرہ بن دعموص، قیس بن عاصم، ابو زہیر بن اسید بن جعونہ بن حارث، یزید بن عمرو اور حارث بن شریح نے بتایا۔ کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور دریافت کیا، کہ آپ کس بات کا عہد لیتے ہیں، فرمایا "نماز قائم کروگے، زکوٰۃ ادا کروگے، حج کروگے۔ اور ماہ رمضان کے روزے رکھوگے جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے" ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۱۴) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو ابو قطبۃ الانصاری خزرجی سلمی:۔ ان کا ذکر کنیتوں کے عنوان کے تحت آئے گا۔ یہ ہشام بن کلبی

کا بیان ہے۔

(۴۱۵) سیدنا، یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو:۔ میمون بن مہران سے مروی ہے، کہ عبداللہ نے میرے پاس ایک آدمی کو ام المومنین میمونہ اور حضور کے نکاح کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے جواب دیا، کہ حضور اکرمؐ نے ان سے بہ مقام سرف حسب شریعت نکاح کیا، اور وہیں حضورؐ نے ان سے حسب دین زفاف کیا۔ اور اس چھجے کے نیچے قبر اہنی کی ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں۔ کہ اس یزید سے مراد ابن اصم یعنی یزید بن عبد عمر بن عدلیس عامری ہے اور ابن مندہ نے ان کا ذکر یزید بن اصم کے ترجمے میں کیا ہے۔ اس بنا پر ابوموسیٰ کو ان کا ذکر یہاں نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ ان کی شہرت ابن اصم سے ہے۔

(۴۱۶) سیدنا، یزید (رضی اللہ عنہ)

ابو عمر:۔ ان کے بیٹے عمر نے ان سے روایت کی۔ کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ اگر تم سے کوئی شخص چڑیا کو بھی مارے گا۔ تو قیامت کے دن چڑیا خدا کے سامنے شکایت کرے گی۔ اے خدا۔ فلاں آدمی نے مجھے دنیا میں پکڑ لیا تھا۔ نہ تو اس نے مجھے ذبح کر کے کھایا۔ اور نہ مجھے آزاد ہی کیا۔ تاکہ آرام سے زندگی بسر کرتی ابوموسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۴۱۷) سیدنا، یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عمیر یا زید بن عمیر:۔ یہ اس مکتوب کے شاہد ہیں، جو حضور اکرمؐ نے علاء بن حضرمی کو لکھ دیا تھا۔ اور ایک مہم پر روانہ کیا تھا۔ ابوموسیٰ نے بیان کیا ہے۔

(۴۱۸) سیدنا، یزید (رضی اللہ عنہ)

بن قتادہ:۔ حماد بن زید نے ایوب سے، انہوں نے ابوقلابہ سے، انہوں نے حسان بن بلال مزنی سے روایت کی، کہ ہمارے خاندان کا ایک آدمی جو مسلمان تھا فوت ہو گیا۔ اور میری بہن جو اس کے دین کی پیروکار نہ تھی۔ اس کی وارث بنی۔ اس کے بعد میرا والد مسلمان ہو گیا، اور فوت ہو گیا، تو میں نے اس کی میراث سنبھال لی۔ بعد میں میری بہن مسلمان ہو گئی۔ اور مجھ سے والد کی میراث کا حصہ مانگا، اور حضرت عثمانؓ کے سامنے مقدمہ پیش کیا۔ چنانچہ عبداللہ بن ارقم نے بیان کیا، کہ حضرت عمرؓ نے فتویٰ دیا تھا، کہ اگر میراث کے تقسیم ہونے

سے پہلے کوئی مسلمان ہو جائے، تو وہ میراث میں حصہ دار ہو گا۔ چنانچہ حضرتِ عثمان نے اس کے مطابق فیصلہ کر دیا نتیجتہً میری بہن پہلی میراث تو لے ہی چکی تھی۔ اس میں بھی شریک ہو گئی۔ ابونعیم، ابوعمر اور ابوموسیٰ نے اسے بیان کیا۔ لیکن ابوعمر کو ان کی صحابیت میں شبہ ہے۔

(۴۱۹) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن قنافہ یا قتادہ : یہ ہلب الطائی ہیں۔ اور باب الہاء میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان کے بیٹے کا نام قبیصہ تھا۔ ان سے ان کے بیٹے نے روایت کی۔

سفیان نے سماک سے، انہوں نے قبیصہ سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی حضورؐ نے فرمایا ایسی کوئی چیز کبھی بھی تیرے دل میں خلجان نہ پیدا کرے، جس میں نصرانیت کو انہماک رہا ہو۔ اسی اسناد سے انہوں نے کئی احادیث بیان کی ہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۲۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن خارجہ از قبیلۂ تمیم الداری : حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ طبری کہتے ہیں، کہ یزید بن قیس بن خارجہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے، تو حسبِ روایت از ابوجعفر باسنادہ از یونس، از ابن اسحاق، حضورِ اکرمؐ نے ان کے لئے (تمیم و نعیم اور یزید بن قیس اور بعض اور لوگوں کے لئے) خیبر کے خراج سے سو وسق کھجوریں مرحمت فرمائیں۔

(۴۲۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن خطیم بن عدی بن عمرو بن سوید بن ظفر انصاری، ظفری : ان کے والد کی کنیت ابویزید تھی اور قیس مشہور شاعر تھا۔ یہ صحابی احد کی لڑائی کے علاوہ باقی تمام غزوات میں شریک رہے اور احد میں انہیں بارہ زخم آئے تھے۔ حضورؐ نے ان کا نام شجاع رکھ دیا تھا یہ صحابی حضرت ابوعبیدہ کی کمان میں جسر کے معرکے میں شہید ہوئے تھے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۲۲) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بروایت ابونعیم و ابوموسیٰ۔ لیکن ابن مندہ نے یزید بن وقش لکھا ہے۔ یہ قریش اور بنو عبد شمس کے حلیف تھے۔

ابوجعفر بن سمین نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شہدائے جنگ یمامہ واز

بنو عبد شمس وغیرہ یزید بن وقش کا نام لیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کے بارے میں لکھا ہے، کہ ابو زکریا نے یزید بن وقش لکھا ہے۔ اور وقش ان کے دادے کا نام ہے۔

(۴۲۳) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن قیس۔ سعید بن قیس کے بھائی تھے۔ بقول جعفر وہ اولین مہاجرین سے ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۲۴) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن ہانی بن حجر بن شرحبیل بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی:۔ حضور اکرمؐ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ یہ کلبی کا قول ہے۔

(۴۲۵) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن کعب البہزی:۔ ان سے عمیر بن سلمہ ضمری نے روحاء میں زخمی وحشی گدھے کے متعلق حدیث روایت کی جو یحییٰ بن سعید نے محمد بن ابراہیم سے، انہوں نے عیسیٰ بن طلحہ سے، انہوں نے عمیر بن سلمہ سے اسی طرح روایت کی۔

ابو جعفر عقیلی کہتے ہیں۔ کہ بہزی مذکور کا نام یزید بن کعب تھا۔ ابن مندہ کہتے ہیں، کہ داؤد بن رشید نے باسنادہ یزید بن کعب سے روایت کی۔ کہ عمیر بن سلمہ ضمری نے حضورؐ کی خدمت میں جنگلی گدھا پیش کیا، جو وہم ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۲۶) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن مالک ابو سبرہ:۔ ان کے ایک لڑکے کا نام سبرہ تھا، اور دوسرے کا عبد الرحمان۔ ہم کنیتوں میں ان کا ذکر کریں گے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے۔

(۴۲۷) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن عبد اللہ بن سلمہ بن عمرو الجعفی:۔ یہ صحابی اپنی کنیت ابو سبرہ سے مشہور ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر یوں کیا ہے۔ یزید بن مالک بن عبد اللہ بن ذؤیب بن سلمہ بن عمرو بن ذہل بن مران بن جعفی یہ ابو سبرہ جعفی کا نام ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ابو عمر نے یزید بن مالک کے دو ترجمے لکھے ہیں، ایک یہ ہے، اور دوسرا

جو اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ واللہ اعلم

۴۲۸) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن محجل:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی قوم کے وفد کے ساتھ حاضر ہوئے یہ بنو حارث بن کعب سے تھے۔

عبید اللہ بن احمد البغدادی نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ رسولِ اکرم نے خالد بن ولید کو بنو حارث بن کعب کے طرف روانہ فرمایا، کہ انہیں لڑنے سے پہلے، اسلام کی دعوت دیں۔ جب خالد وہاں پہنچے، تو لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور یہ لوگ جناب خالد کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے۔ اور انہوں نے کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۲۹) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن مربع یا زید بن مربع انصاری:۔ ان سے یزید بن شیبان نے روایت کی۔ اسماعیل، ابراہیم وغیرہ نے باسنادہم تا محمد بن عیسیٰ، قتیبہ سے، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے عمرو بن عبد اللہ بن صفوان سے، انہوں نے یزید بن شیبان سے روایت کی، کہ ہم ایک مکان کے پاس جو عمرو سے ذرا دور تھا کھڑے تھے، کہ مربع ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا۔ میں نے حضور اکرمؐ سے سنا کہ تم اپنے مشاعر کی حفاظت کرو، کہ تم حضرت ابراہیم کی وراثت کے وارث ہو۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۳۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن مزین بن قیس بن عدی بن امیہ بن خدارہ بن عوف بن حارث بن خزرج، یہ واقدی کا قول ہے، لیکن ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور ابن قداح نے ان کا نام زید لکھا ہے۔ ابوعمر نے اسی روایت کو درست قرار دیا ہے۔

۴۳۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن معاویہ بکائی۔ انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابوموسیٰ نے اختصار سے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

(۴۳۲) سیدنا یزید (رضی اللہ عنہ)

بن معبد الحنفی یا دؤلی: یہ ابونعیم کی روایت ہے۔ ابوعمر نے قیسی ربعی لکھا ہے یہ صحابی اور ان کے بھائی قیس، حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ان سے ان کے بیٹے معبد نے روایت کی، کہ میرے والد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپؐ نے دریافت فرمایا، کہ اہل یمامہ کا تعلق کس قبیلے سے ہے؟ میرے دل میں آیا، کہ میں بنو عبداللہ بن دؤل کا نام لے دوں۔ لیکن حضورؐ کے سامنے جھوٹ بولنے سے شرم آئی، چنانچہ میں نے بنو عبید کا نام لیا، حضورؐ نے فرمایا تو نے درست کہا، پھر فرمایا یہ وہ علاقہ ہے۔ جہاں کے لوگ تنگی ترشی میں بھی قائم و دائم رہیں گے۔ اور تباہ و برباد نہیں ہوں گے میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے، آپؐ نے فرمایا، یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں اور غلاموں کو کھلاتے ہیں تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں۔ دونوں روایتوں میں کوئی تناقض نہیں، کیونکہ دؤل بنو حنیفہ کا ذیلی قبیلہ ہے، اور حنیفہ، ربیعہ کا۔

(۴۳۳) سیدنا یزید (رضی اللہ عنہ)

بن ابومعنی الجرجی یا سلمی: یہ صحابی مع اپنے بھائی اور والد کے حضور اکرمؐ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ کوفی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے معن نے روایت کی، کہ انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے ابوالجویریہ سے، انہوں نے معن بن یزید سے روایت کی، کہ میں نے میرے والد اور میرے دادا نے حضور اکرمؐ سے بیعت کی۔ نیز حضور نے میری منگنی کرائی اور نکاح پڑھا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم نے ان کا نام یزید بن اخنس لکھا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ یزید ابومعن ہی یزید بن اخنس سلمی ہیں۔ اور ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اسی لئے ابوعمر نے دوبارہ ان کا ذکر نہیں کیا کیونکہ دونوں ایک ہیں۔ اور جس نے انہیں جرمی لکھا ہے اس نے غلطی کی ہے۔

(۴۳۴) سیدنا یزید (رضی اللہ عنہ)

بن منذر بن سرح بن خناس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی سلمی: یہ صحابی عقبہ، غزوہ بدر اور احد میں موجود تھے۔

عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے، یہ سلسلۂ اسمائے شرکائے بدر از بنو خناس بن سنان بن عبید بن غنم بن کعب بن سلمہ، یزید بن منذر بن سرح ابن خناس کا ذکر کیا ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۴۳۵) (سیدنا) **یزید** (رضی اللہ عنہ)

بن ابی منصور:۔ یہ جعفر کا قول ہے۔ بہ قولِ بعض انہیں صحبت نصیب ہوئی۔ بعض نے ان کا نام یزید ابو منصور لکھا ہے۔ ابن وہب نے، لیث سے، انہوں نے دوید سے انہوں نے یزید بن ابو منصور سے روایت کی۔ وہ ان کی صحبت کے قائل ہیں۔ ان سے مروی ہے، کہ حضور اکرم ؐ نے فرمایا تیزی طبع میری امت کے بہترین آدمیوں کو نکھار دیتی ہے۔ عبدالرحمان بن ابان نے لیث سے، انہوں نے دوید سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابو منصور سے روایت کی۔ اور بشر بن عمرو نے لیث سے ابو منصور کو عبد اللہ ابن عباس کا غلام لکھا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۳۶) (سیدنا) **یزید** (رضی اللہ عنہ)

بن مہاخسرو:۔ یمنی تھے۔ لیکن اصل میں ایرانی نسل سے تھے۔ حضور اکرم ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سفید براق کپڑوں میں ملبوس تھے، چنانچہ آپؐ نے انہیں زاہر کا لقب عطا فرمایا۔ اس واقعہ کو عیاش بن یزید بن شرجیل بن یزید بن مہاخسرو نے اپنے والد سے، انہوں نے شرجیل سے انہوں نے اپنے والد یزید سے بیان کیا، کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفید لباس میں حاضر ہوئے تھے ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۳۷) (سیدنا) **یزید** (رضی اللہ عنہ)

بن نعامۃ الضبی یا السوائی۔ ان کی صحبت میں اختلاف ہے۔ ان سے سعید بن سلمان الربعی نے روایت کی۔ ابن ابی عاصم اور ابو مسعود نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابو حاتم ان کی صحبت کے منکر ہیں۔

اکثر راویوں نے باسنادہم ابو عیسیٰ ترمذی سے، انہوں نے ہناد اور قتیبہ سے، انہوں نے حاتم بن اسماعیل سے، انہوں نے عمران بن مسلم القصیر سے، انہوں نے سعید بن سلمان سے انہوں نے یزید بن نعامہ الضبی سے روایت کی، حضور اکرم ؐ نے فرمایا، جو مسلمان دوسرے مسلمان سے رشتہ دوستی

قائم کرے۔ اس سے اس کا اور اس کے والد اور نیز اس کے قبیلے کا نام دریافت کرے کیونکہ اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

ابو احمد عسکری لکھتے ہیں کہ امام بخاری ان کی صحبت کے قائل ہیں، جو غلط ہے۔ یہ روایت انس بن مالک، علی بن عامر بن عبد قیس اور عتبہ بن غزوانی سے مرسل مروی ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ یزید بن نعامہ ابو مودود بصری ہیں اور تابعی ہیں۔

(۴۳۸) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن نعمان بن عمرو بن عرفجہ بن عاتک بن امرؤالقیس بن ذہل بن معاویہ کندی، بقول ہشام بن کلبی، اپنے دونوں بھائیوں حجر اور علبس کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

(۴۳۹) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن نعیم؛ بقی بن مخلد نے سفیان بن وکیع سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی بن مبارک سے، انہوں نے ابن ابو کثیر سے، انہوں نے یزید بن نعیم سے روایت کی۔ کہ زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص عمر نامی جو بنو اسلم سے تھا۔ اسی قبیلے کے ایک آدمی کے پاس رہتا تھا۔ جس کا نام عبید بن عویم تھا۔ اس نے اس کی لڑکی سے زنا کیا۔ اور اس کے بطن سے حمام نامی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ ہم اس کا واقعہ پہلے بیان کر آئے ہیں۔ یہ قصہ اثیری نے ابن مندہ کو سنایا۔

(۴۴۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن نویرہ بن حارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث انصاری حارثی، غزوۂ احد میں شریک تھے، اور جنگ نہروان میں مارے گئے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۴۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

ابو ہانی الحنفی؛ ان سے ان کے بیٹے ہانی نے روایت کی، کہ ان کا بھائی قیس بن معبد اور جاریہ بن ظفر، جو ان کا عمزاد تھا۔ ایک چراگاہ کے بارے میں لڑ پڑے، اور قیس نے جاریہ کا ہاتھ زخمی کر دیا۔ دونوں یزید کی معیت میں حضورؐ کی خدمت میں انفصال مقدمہ کے لئے حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے جاریہ سے کہا، کہ اپنے عمزاد کو معاف کر دے، انہوں نے تعمیل ارشاد کی۔ اس پر آپؐ نے سب کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ اور قیس بن معبد کی ایک لونڈی کو بطور دیت جاریہ کے حوالے کر دیا

ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔
ابن اثیر لکھتے ہیں کہ یزید ابوہانی اور یزید بن معید حنفی ایک ہی آدمی کا نام ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابوموسیٰ کے استدراک کی یہاں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ ابن مندہ نے صرف اتنا کیا ہے۔ کہ ان کی کنیت کا ذکر کر دیا ہے۔ اور اگر ایسی باتوں پر استدراک جائز ہے تو پھر ابوموسیٰ نے ایسے کئی مواقع کھو دیئے ہیں۔ مزید برآں ابن مندہ نے اس قصے کو ابونعیم کے تتبع میں بیان کیا ہے۔ اور ابونعیم نے مکرّر اس کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ قیس بن معیدہ یزید بن معید کے بھائی ہیں، اور قیس کے ترجمے میں ابونعیم نے لکھا ہے، کہ دونوں بھائی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اور پھر دونوں کو دونوں ترجموں میں بنو حنیفہ سے منسوب کیا ہے اس بنا پر ان میں کیا فرق ہے۔ واللہ اعلم

(۴۴۲) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن وقش:۔ جنگ یمامہ میں شریک تھے۔ ابن مندہ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ اور ابونعیم نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ مگر نام یزید بن قیس لکھا ہے۔ واللہ اعلم

(۴۴۳) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن یحنس:۔ ابومحمد بن ابوالقاسم دمشقی نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہ یزید بن یحنس ابوالحسن کوفی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور یرموک کی لڑائی میں موجود تھے۔ وہ گھوڑوں کے ایک رسالے کے امیر تھے۔ انہوں نے سعید بن زید بن عمرو العدوی اور سعد بن زید انصاری سے روایت کی۔ اور ان سے یزید بن ابوزیاد کوفی نے روایت کی۔ اور جریر نے یزید بن ابی زیاد سے روایت کی۔ کہ جب امام حسین شہید ہوئے تو وہ چودہ پندرہ برس کے تھے۔

(۴۴۴) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

غیر منسوب:۔ سراج بن مجاعہ کی حدیث میں ان کا ذکر آیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کی تخریج کی ہے۔

باب یا و سین

(۴۴۵) سیدنا یسار (رضی اللہ عنہ)

بن ازیہر الجہنی: مدنی تھے۔ ان کی بیٹی عمرہ ان کے راوی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ رسولِ اکرم نے میرے والد کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور انہیں دو چادریں اوڑھائیں، اور ایک تلوار بھی عطا کی۔ مرتے دم تک میرے والد کے سر کے بال سفید نہ ہوئے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۴۶) سیدنا یسار (رضی اللہ عنہ)

بن اطول: سعد کے بھائی تھے، جن کا نسب بیان ہو چکا ہے۔ یسار حضورؐ کے عہد میں فوت ہوئے اور وہ مقروض تھے۔ آپؐ نے ان کے بھائی کو حکم دیا، کہ ان کے ترکے سے قرض ادا کرے۔ حاکم ابو احمد نے یہ بیان کیا ہے۔ اور ان کا قصہ ان کے بھائی کے ترجمے میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن الدباغ نے یہ ابو عمر سے بیان کیا۔

(۴۴۷) سیدنا یسار (رضی اللہ عنہ)

مولی بریدہ: یہ مدنی ہیں۔ ابن مندہ نے بھی ان کا ذکر اختصار سے کیا ہے۔

(۴۴۸) سیدنا یسار (رضی اللہ عنہ)

بن بلال بن احیحہ بن جلاح بن حجبا بن عوف بن کلفہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی: ان کی کنیت ابو لیلی تھی۔ ان کے نام کے متعلق اختلاف ہے۔ جو کنیتوں کے تحت بیان ہوگا وہ عبدالرحمن بن ابو لیلی کے جو مشہور فقیہہ تھے۔ والد ہیں۔ جو لوگ انہیں صلبًا انصار میں شمار کرتے ہیں۔ وہ بھی ان کا نسب یہی بیان کرتے ہیں۔ بعض انہیں عمرو بن عوف کا مولی کہتے ہیں۔ یہ معرکۂ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے قتل ہوئے تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے انہیں یسار بن بلال لکھا ہے، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ ابو نعیم اور ابن مندہ انہیں یسار ابو لیلی لکھتے ہیں اور وہ یہی ہیں۔

---

(۴۴۹) سیدنا یسار رضی اللہ عنہ

الحبشی ۔ یہ صحابی عامر نامی یہودی کے غلام تھے ۔ جو محاصرۂ خیبر کے موقعہ پر ایمان لائے ۔ واقدی نے ان کا نام یسار اور ابن اسحاق نے اسلم تحریر کیا ہے ۔ یہ ابو عمر کا بیان ہے ۔ ابونعیم کہتے ہیں ۔ ان کا نام یسار تھا ۔ اور عامر یہودی کے غلام تھے ۔ یونس، سلمہ اور بکائی جنہوں نے ابن اسحاق سے غزوات کے متعلق روایت کی ہے، کسی نے بھی ان کا نام تحریر نہیں کیا ۔ غالباً ان کے علاوہ جن لوگوں نے ابن اسحاق سے روایت کی ۔ یہ ان کا کام ہے ۔

عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے ، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی ، کہ مجھ سے میرے والد اسحاق بن یسار نے بیان کیا ، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک حبشی گڈریا بکریوں سمیت اس وقت آیا ۔ جب آپ نے خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کر رکھا تھا ۔ عرض کیا ، یارسول اللہ مجھ پر اسلام پیش فرمایئے ۔ آپ نے اس کی خواہش پر اسلام پر روشنی ڈالی ۔ وہ مسلمان ہو گیا ۔ حضورؐ کسی مسلمان کو ذلیل نہیں سمجھتے تھے ۔ وہ حبشی کہنے لگا ۔ یارسول اللہ ۔ اس یہودی کی بکریاں میرے پاس امانت ہیں ۔ میں کیسے واپس کروں ۔ فرمایا ۔ ان کا رخ ادھر کر دو ۔ وہ خود بخود اپنے گھر چلی جائیں گی ۔ حبشی اٹھا مٹھی بھر خاک زمین سے اٹھائی ۔ ان کے منہ پر دے ماری ۔ اور کہا ، اپنے گھر چلی جاؤ ، کہ میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گا ۔ سب اکٹھی واپس ہوئیں ۔ اور سیدھا قلعے میں داخل ہو گئیں ۔

اس کے بعد وہ حبشی اسلامی لشکر میں شامل ہو گیا ۔ اور ایک پتھر سے شہید ہو گیا ۔ قبولِ اسلام کے بعد اس نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی ۔ اس کی میت کو حضورؐ کے سامنے لایا گیا ، جسے آپؐ کے پیچھے رکھا گیا ۔ اس کے جبے کو حضورؐ نے اس کی میت پر ڈال دیا ۔ حضورؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے ہی تھے کہ آپؐ نے فوراً اپنا رُخ بدل لیا ۔ صحابہ نے وجہ دریافت کی ، تو آپ نے فرمایا ، کہ اس کے دائیں بائیں میں نے دو بہشتی حوروں کو دیکھا ۔ ابونعیم اور ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے ۔

لیکن ابونعیم نے لکھا ہے ، کہ یہ شخص عامر نامی ایک یہودی کا غلام تھا ۔ اور خیبر میں ایمان لایا تھا اس کے بعد انہوں نے وہ حدیث بیان کی ۔ جسے ثابت البنانی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ۔ وہ حضورؐ کے ساتھ مسجد میں تھے ۔ کہ ایک بدنما سا حبشی جس کے سر پر ہرن پکڑنے کا جال تھا ۔ اور جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا ۔ آیا ۔ حضورؐ نے اسے مرحبا کہا ۔ اس کے بعد ابونعیم نے اس کے ترجمے میں

حدیث بیان کی۔ ہم بھی انشاءاللہ اس کے ترجمے میں بیان کریں گے۔

(۴۵۰) (سیدنا) یسار (رضی اللہ عنہ)

الخفاف: سلمہ بن شبیب نے حفص بن عبدالرحمان ہلالی سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہ میں ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کی گلیوں میں گشت پر تھا۔ ہم ایک مکان پر پہنچے جسے فرشتوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ جب حضورؐ اندر داخل ہوئے، تو وہاں نور سے چکا چوند کا عالم تھا۔ اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے نماز کو مختصر کیا۔ تو آپؐ نے پوچھا تم کون ہو؟ عرض کیا، فلاں شخص کا غلام ہوں، اور یسار نام ہے دریافت فرمایا۔ تمہارے آقا کا کیا نام ہے۔ اس نے کہا: خفاف۔ صبح کو حضور اکرمؐ نے اس کے موالی کو طلب فرمایا۔ اور غلام کو خریدنا چاہا، انہوں نے وجہ دریافت کی، تو حضورؐ نے فرمایا، کہ میں اسے آزاد کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ۔ اگر آپ اجازت دیں تو یہ کام ہم ہی کر دیتے ہیں۔ حضورؐ نے اجازت دے دی اور انہوں نے غلام کو آزاد کر دیا۔ دوسری رات کو جب حضورؐ پھر اس مکان پر تشریف لے گئے، تو فرشتے موجود نہ تھے۔ اندر داخل ہوئے۔ دیکھا، کہ غلام سجدے میں پڑا ہے۔ اور روح پرواز کر گئی ہے۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۵۱) (سیدنا) یسار (رضی اللہ عنہ)

الراعی: حضور اکرمؐ کے آزاد کردہ غلام تھے، جو آپؐ کے اونٹ چراتے تھے، جنہیں بنو عرینہ کے کچھ آدمیوں نے قتل کر دیا تھا، اور ان کی آنکھوں میں کانٹے چبھوئے تھے۔ انہیں قبا میں دفن کیا گیا تھا۔ سلمہ بن اکوع سے مروی ہے، کہ حضورؐ کے ایک غلام کا نام یسار تھا۔ جو چراگاہ میں اونٹنیاں چراتے تھے، چونکہ وہ نماز ذوق شوق سے پڑھتے تھے۔ اس لئے آپ نے آزاد فرما دیا تھا۔ اس اثنا میں بنو عرینہ کے کچھ لوگوں نے جن کے پیٹ بڑھ گئے تھے۔ مدینے آکر اسلام قبول کیا۔ حضورؐ نے انہیں اس چراگاہ میں بھیج دیا، جب وہ اونٹنیوں کا دودھ پینے سے تندرست ہو گئے۔ تو غلام کو قتل کر کے اونٹوں کو بھگا لے گئے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۵۲) (سیدنا) یسار (رضی اللہ عنہ)

بن سبع ابوالغادیہ جہنی یا مزنی یہ قول عقیلی یہ اصح ہے۔ ان کی شہرت کنیت سے ہے۔ یہ

عمار بن یاسر کے قاتل ہیں۔ بروایتے ان کا نام یسار بن ازیہر تھا۔ بعض نے مسلم کہا ہے واسط العراق میں مقیم ہو گئے تھے۔ ہم کنیتوں میں ان کا ذکر کریں گے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۷۵۳) سیدنا، **یسار** (رضی اللہ عنہ)

بن سوید الجہنی یا یسار بن عبداللہ والد مسلم بن یسار بصری:۔ انہوں نے کئی احادیث حفیدہ عبداللہ بن مسلم بن یسار سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی ہیں مثلاً جرابوں پر مسح، اور سرخ رنگ۔ یہ ابو عمر کا بیان ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا نام یسار ابو مسلم لکھا ہے جو فضالہ بن ہلال کے مولی تھے۔ ابو نعیم کے مطابق ایک روایت میں یسار بن سوید الجہنی آیا ہے، جو بصرے میں ٹھہر گئے تھے۔ ان سے حدیثِ مسح علی الخفین اور سُرخ رنگ کے امتناع کی حدیث مروی ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۷۵۴) سیدنا، **یسار** (رضی اللہ عنہ)

بن عبد یا یسار بن عمرو یا ابن عبد اشہر:۔ وہ بنو لحیان بن ہذیل سے تھے۔ کنیت ابو عزہ تھی بصری تھے۔ ان سے ابو الملیح ہذلی نے روایت کی۔

نضر بن شمیل نے عبداللہ بن حمید سے۔ انہوں نے ابو عزہ یسار بن عبد سے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے تھے، روایت بیان کی، رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں خدا کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ آیت پڑھی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۷۵۵) سیدنا، **یسار** (رضی اللہ عنہ)

مولی فضالہ بن ہلال:۔ انہیں اور فضالہ کو حضورِ اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابو عمر نے مختصراً ذکر کیا ہے۔ انہوں نے یسار کو (یسار بن سوید نہ) فضالہ کا مولی لکھا ہے۔ لیکن ابن مندہ اور ابو نعیم دونوں نے یسار کو فضالہ کا مولی اور مسلم کا والد اور سوید کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اور دونوں نے عبداللہ بن موسیٰ علوی کی حدیث جو انہوں نے عبداللہ بن مسلم بن یسار سے، انہوں نے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی بیان کی، کہ وہ اپنے آقا فضالہ کے ساتھ حجۃ الوداع میں موجود تھے، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کو فرماتے سنا، نماز، نماز، خواتین، خواتین۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ دونوں کی حیثیت برابر ہے

واللہ اعلم۔

(۴۵۶) (سیدنا) یسار (رضی اللہ عنہ)

ابو فکیہہ، جو صفوان بن امیہ کے مولی تھے۔ جب رسول اکرمؐ جناب عمار، ابو فکیہہ یسار اور اس قسم کی مفلس لوگوں کے ساتھ مل بیٹھتے، تو کفارِ قریش آپؐ کی ہنسی اڑایا کرتے۔

(۴۵۷) (سیدنا) یسار (رضی اللہ عنہ)

یہ صحابی محمد بن اسحاق صاحب المغازی کے دادا تھے۔ جعفر بن عبدالواحد سے مروی ہے کہ ان سے محمد بن اسحاق بن کثیر بن یسار نے بیان کیا، کہ ان سے کرامہ دخترِ محمد بن اسحاق بن یسار نے اپنے والد محمد سے، انہوں نے اپنے والد اسحاق سے انہوں نے یسار سے روایت کی، کہ انہیں حضورؐ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپؐ نے ان کے سر پہ ہاتھ پھیرا، اور دعا فرمائی۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۵۸) (سیدنا) یسار (رضی اللہ عنہ)

مولی عمرو بن عمیر ثقفی: یہ طائف سے نکل کر حضور کے پاس آ گئے تھے۔ اور آپ نے آزاد فرما دیا تھا ان کے نوے یا ستر بچے تھے بہ مقام سرف بنو تیم اور بنو عقیل میں شادی کی تھی۔ اور حجاج بن یوسف کی سرکار میں ملازم رہے تھے۔ یہ جعفر کا بیان ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے

(۴۵۹) (سیدنا) یسار (رضی اللہ عنہ)

مولی مغیرہ بن شعبہ:۔ یہ حبشی تھے۔ حضورؐ کے عہد میں فوت ہوئے۔ موسیٰ بن ابو عبید نے ثابت البنانی سے انہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی۔ وہ مسجد میں حضورؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ ایک بھدا سا حبشی جس کے سر پہ ہرن پکڑنے کا خیال تھا، آیا، حضورؐ نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد راوی نے ایک لمبی چوڑی حدیث بیان کی۔ ابن مندہ اور ابونعیم دونوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے تو ترجمے اور حدیث کو اسی انداز میں بیان کیا ہے۔ جس انداز میں کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ لیکن ابونعیم نے اس حدیث کو یسار حبشی کے ترجمے میں (جو عامر یہودی کا غلام تھا اور غزوۂ خیبر میں موجود تھا) بیان کیا ہے، اور پھر یہ حدیث لکھ دی ہے، اس کا خیال تھا کہ دونوں ایک ہیں۔ اور جس نے انہیں دو مختلف آدمی قرار دیا، اس کا خیال یہ تھا کہ اوّل الذکر عامر یہودی کا غلام تھا۔ جو خیبر میں موجود تھا۔ اور وہاں

مشرف بہ اسلام ہوا۔ اور ابو ہریرہ بھی خیبر میں اسلام میں لائے۔ تو کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ ابو ہریرہ نے یسار کو مسجد میں دیکھ لیا۔ اور پھر حدیث کو ترجمے میں عین بعین اسی طرح نقل کر کے اسے مغیرہ بن شعبہ کا غلام قرار دیا ہے۔ جو صریح تناقض ہے۔

یسارؓ ابو ہند حجام:۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فصد سینگ اور چھری سے لی تھی کیونکہ اس کھانے کی وجہ سے جو خیبر میں حضورؐ نے ایک یہودیہ کی ضیافت میں کھایا تھا، اور جس میں زہر ملایا گیا تھا۔ اس شکایت کے دفعیہ کے لئے آپؐ ہر سال فصد لگوایا کرتے تھے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۶۰) سیدنا یسار رضی اللہ عنہ

مولی ابو الہیثم بن تیہان۔ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۶۱) سیدنا یُسَیر رضی اللہ عنہ

بن حارث بن عبادہ بن عمیر بن سریع بن یجاد بن عید بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عبس بن بغیض العبسی:۔ ابو الشعب عبسی سے مروی ہے۔ کہ بنو عبس کے سات قبیلے، جو مہاجرین اولین سے تھے۔ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں یسیر بن حارث بھی تھے۔ وہ ایمان لائے۔ اور حضورؐ نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن کلبی اور ابن ماکولا نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔

(۴۶۲) سیدنا یُسَیر رضی اللہ عنہ

بن عمرو انصاری یا اسیر:۔ ابو عوانہ نے ان کی حدیث داؤد بن عبد اللہ سے، انہوں نے حمید بن عبد الرحمن سے روایت کی کہ وہ یزید بن معاویہ کے عہد خلافت میں جناب یُسَیر کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ کہنے لگے: لوگ کہتے ہیں کہ یزید اچھا آدمی نہیں۔ میں ان سے متفق ہوں۔ لیکن میں امتِ محمدیہ میں اتفاق کو افتراق پر ترجیح دیتا ہوں۔ کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے، کہ اتفاق میں بھلائی ہے نیز آپ نے فرمایا، کہ حیا علامتِ ایمان ہے۔

امیر ابو نصر نے انہیں صحابی شمار کیا ہے، اور ان سے حمید بن عبد الرحمان نے روایت کی۔

(۴۶۳) (سیدنا) یُسیر (رضی اللہ عنہ)

ابن عمرو الکندی السکونی یا درکی یا شیبانی کوفی:۔ انہیں عدمِ بلوغت کی حالت میں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ جب حضورِ اکرمؐ کا انتقال ہوا۔ تو بقول ابن معین ان کی عمر دس برس اور بروایتے گیارہ سال تھی۔ ابن فضیل اور ابو معاویہ نے، شیبانی سے اور انہوں نے یُسیر سے یہی روایت کی، ابو الخیار ابن معین، جنہوں نے ابن مسعود سے روایت کی۔ ان کا نام اسیر بن عمر بیان کیا۔ اور انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی، اور حجاج کے زمانے تک زندہ رہے، انہوں نے آپؐ سے دو حدیثیں روایت کیں۔ ایک مادہ کھجور کا ملاپ اور دوسری دربارۂ فصد۔

بقول ابن المدینی، اہل بصرہ انہیں اسیر بن جابر کہتے ہیں۔ اور ان سے حضرت عمرؓ کی دو حدیث روایت کرتے ہیں، جو اویس قرنی کے بارے میں ہے۔ اہل کوفہ میں بعض لوگ انہیں یُسیر اور بعض اسیر کہتے ہیں۔

اہل بصرہ میں زرارہ بن اوفی۔ ابن سیرین۔ ابو عمران الجونی اور حمید بن ہلال نے روایت کی ہے اور کوفیوں میں ابو اسحاق شیبانی۔ ابو عمرو شیبانی۔ اور ان کے بیٹے قیس بن یُسیر نے روایت کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابن ماکولا، یہ صحابی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ ہجرت میں پیدا ہوئے۔

(۴۶۴) (سیدنا) یُسیر (رضی اللہ عنہ)

بن عنبس بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر انصاری ظفری:۔ ایک روایت میں ان کا نام اُسیر مذکور ہے۔

باب یا و عین و فا

(۴۶۵) (سیدنا) یعقوب (رضی اللہ عنہ)

بن اوس، خالد الحذاء نے قاسم بن ربیعہ سے، انہوں نے ایک صحابی یعقوب بن اوس سے روایت کی، کہ حضورِ اکرمؐ نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا، یاد رکھو، قتل خطا قتل عمد کے مشابہ ہے اس بنا پر جو شخص کوڑے یا لاٹھی سے مارا جائے، وہ بھی اس میں شامل ہو گا۔ اور اس کی چالیس

اقسام ہیں۔
احمد بن زبیر کہتے ہیں۔ کہ یعقوب صحبت سے فیض یاب نہیں ہوئے۔ اور حماد بن سلمہ نے حمید سے، انہوں نے قاسم بن ربیعہ سے، انہوں نے حضور اکرم سے مرسلاً بیان کیا۔ نیز انہوں نے علی بن زید سے، انہوں نے یعقوب سدوسی سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے انہوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۶۶) (سیدنا) **یعقوب** (رضی اللہ عنہ)

بن حصین نے حضورؐ کی زیارت کی، اور ان سے مجاہد بن جبر نے بیان کیا۔ کہ میں نماز میں آپؐ کے دائیں بائیں بالجہر سلام پھیرتے ہوئے، رخسار مبارک دیکھ رہا ہوں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۶۷) (سیدنا) **یعقوب** (رضی اللہ عنہ)

بن زمعہ، جعفر نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ عبدالرزاق نے ابن جریج سے انہوں نے عمرو بن شعیب سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کی، کہ وہ رسول اکرمؐ کے ساتھ ان وادیوں میں گھوم پھر رہے تھے، کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نماز کے لئے رک گئے اور ہم بھی، کہ شعب ابودب سے ایک جنگلی گدھا نمودار ہوا۔ حضور اکرمؐ نے تکبیر تحریمہ کہنے میں توقف فرمایا۔ اس دوران میں یعقوب بن زمعہ (بنو اسد کے بھائی) نے اسے ڈرایا اور بھگا دیا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۶۸) (سیدنا) **یعقوب** (رضی اللہ عنہ)

القبطی جو انصار میں آزاد کردہ غلام تھے۔ انہوں نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا۔ جب حضور اکرمؐ کو معلوم ہوا۔ تو آپؐ نے دریافت فرمایا۔ کیا ابو مذکور کے پاس اس کے علاوہ بھی کچھ مال ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ مجھ سے کون اسے خریدے گا۔ چنانچہ نعیم النجام نے آٹھ سو درم سے خرید لیا۔ بعدہٗ حضورؐ نے فرمایا۔ اس رقم کو اپنی ذات پر خرچ کرو۔ اور اگر کچھ بچ جائے، تو اقارب پر اور اگر پھر بھی بچ جائے۔ تو فلاں فلاں مصارف میں صرف کرو۔
راوی نے آزاد کرنے والے اور آزاد کردہ غلام کا نام بیان نہیں کیا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے، ابن ماکولا نے اس کا نام یعقوب قبطی لکھا ہے یہ وہ شخص ہیں، جنہیں مقوقس نے

ماریہ قبطیہ کے ساتھ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ روانہ کیا تھا اور وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ اور بنو فہر کی ولایت میں آ گئے تھے یہ نہیں کہا جا سکتا، کہ یہ وہی ہیں، یا کوئی اور۔

(۴۶۹) (سیدنا) یعلی (رضی اللہ عنہ)

بن امیہ بن ابی عبیدہ بن ہمام بن حارث بن بکر بن زید بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناہ بن تمیم التمیمی حنظلی ابو صفوان یا ابو خالد، ان کا عرف یعلی بن منیہ ہے اور منیہ ان کی والدہ ہیں اور منیہ دختر غزوان، وہمشیرہ عتبہ بن غزوان ہیں، ایک روایت میں منیہ دختر حارث بن جابر آیا ہے۔ اس بنا پر وہ عتبہ بن غزوان بن حارث کی پھوپھی ہیں۔ یہ مدائینی، مصعب اور ان کے بیٹے عبد اللہ کی رائے ہے۔ ایک اور روایت میں منیہ دختر جابر کو عتبہ بن غزوان کی پھوپھی کہا گیا ہے زبیر کہتے ہیں، کہ وہ یعلی بن امیہ کی دادی ہیں۔ ابو عمر لکھتے ہیں، کہ زبیر غلطی پر ہیں۔ ابن ماکولا لکھتے ہیں، کہ یہ خاتون عوام بن خویلد کی والدہ اور زبیر بن عوام کی دادی تھیں۔ اور یعلی بن امیہ تمیمی (حلیف بن نوفل) کی دادی بھی تھیں اور وہ اسی نام سے معروف تھے۔ اور یہی دار قطنی کی رائے ہے، اور محدثین اور مورخین کی رائے یہ ہے کہ منیہ دختر غزوان، عتبہ کی ہمشیرہ ہیں۔

یعلی بن منیہ، فتح مکہ کے موقعہ پر ایمان لائے، اور غزوۂ حنین، طائف اور تبوک میں شریک رہے ابن مندہ کے مطابق یہ صحابی غزوۂ بدر میں شامل تھے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ نیز یہ بنو نوفل بن عبد مناف کے حلیف تھے۔ انہیں حضرت عمرؓ نے یمن کے ایک حصے کی حکومت دی تھی۔ بعد میں حضرت عثمانؓ نے انہیں صنعا کا والی مقرر کیا۔ ایک دفعہ وہ حضرت عثمان سے ملنے آئے۔ تو اتفاقاً حضرت علی کا گزر ادھر سے ہوا۔ وہاں ایک عمدہ سا خچر بندھا دیکھا۔ تو دریافت کیا۔ یہ کس کا ہے۔ جب معلوم ہوا، کہ یعلی بن منیہ کا ہے تو تعجب سے فرمایا، بلاشبہ یعلی کو خلیفہ کا تقرب خاص حاصل ہے۔

مدائینی لکھتے ہیں۔ کہ یعلی یمنی افواج کے کماندار تھے، کہ انہیں خلیفہ کی شہادت کی خبر ملی وہ ان کی امداد کے ارادے سے مدینے کو روانہ ہوئے۔ راہ میں اونٹ سے گر پڑے اور ان کی ران ٹوٹ گئی بعد از ایام حج وارد مکہ ہوئے، تو لوگ ان سے ملنے آئے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ جو شخص بھی حضرت عثمانؓ کا انتقام لینے کے لئے روانہ ہوگا۔ اس کے ساز و سامان کی فراہمی ان کے ذمے ہو گی چنانچہ انہوں نے زبیر بن عوام کو ایک ہزار چار سو اونٹ، نیز قریش کے ستر آدمیوں کو اور ام المومنین عائشہ

کو وہ اونٹ فراہم کیا۔ جس پر وہ سوار تھیں۔ اس اونٹ کا نام عسکر تھا۔

یعلی بن منیہ بڑے کریم اور سخی تھے۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ کے لشکر میں تھے۔ بعد میں حضرت علیؓ کے حامیوں میں شامل ہو گئے۔ اور جنگ صفین میں موجود تھے۔

ان سے ان کے بیٹے صفوان، عکرمہ اور مجاہد وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کثیر راویوں نے باسنادہم تا ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ سے روایت کی، کہ ہمیں قتیبہ نے، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے عطاء سے، انہوں نے صفوان بن یعلی سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر قرأت کرتے سنا، حاضرین نے یامالک اونچی آواز سے کہا تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۷۰) (سیدنا) **یعلی** (رضی اللہ عنہ)

بن حارثہ ثقفی: بنو زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے اور بقول ابو معشر جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق کے مطابق ان کا نام حیی بن حارثہ تھا۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۷۱) (سیدنا) **یعلی** (رضی اللہ عنہ)

بن حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف قرشی ہاشمی: حضورؐ کے عم زاد اور سید الشہداء کے بیٹے تھے۔

زبیر کہتے ہیں کہ حمزہ بن عبدالمطلب کی نسل سے سوائے یعلیؓ کے کوئی نہ بچا۔ اور ان کی پشت سے پانچ بچے پیدا ہوئے۔ جو سب فوت ہو گئے۔ اور یوں حمزہ بن مطلب کی نسل ختم ہو گئی۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۷۲) (سیدنا) **یعلی** (رضی اللہ عنہ)

عامری:۔ ابو موسیٰ لکھتے ہیں۔ کہ ابن ماجہ نے سنن میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے عفان سے، انہوں نے وہیب سے، انہوں نے ابن خثیم سے، انہوں نے سعید بن ابو راشد سے انہوں نے یعلی العامری سے روایت کی، کہ امام حسنؓ اور حسینؓ آئے۔ اور ایک حدیث پر غور کر رہے تھے لیکن راوی نے اس حدیث کا ذکر نہیں کیا، جو اس ترجمے میں بیان کی ہے۔ ابو عمر نے انہیں یعلی عامری اور بعض اوروں نے انہیں یعلی بن مرہ لکھا ہے۔ اور حضور اکرمؐ سے ایک حدیث حضرت امام حسن

اور حضرت امام حسین کی فضیلت میں روایت کی ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۷۳) (سیدنا) یعلی (رضی اللہ عنہ)

بن مرہ بن وہب بن جابر بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف الثقفی وعتاب برادر معتب جد عروہ بن مسعود بن معتب۔ اسلام لائے، اور حضور اکرمؐ کے ساتھ حدیبیہ میں، بیعت رضوان غزوۂ خیبر، فتح مکہ غزوہ حنین اور طائف کے معرکے میں موجود تھے۔ ایک روایت میں انہیں عامری لکھا ہے، یہ ابو عمر کا قول ہے۔

آپؐ کے فاضل صحابہ سے تھے۔ طائف کے غزوے میں حضور اکرمؐ نے انہیں طائف کے انگور کاٹنے کا حکم دیا تھا۔ ان کی کنیت ابو المرازم تھی۔ اور ان کی والدہ کا نام سیابہ تھا۔ کبھی انہیں یعلی بن سیابہ بھی کہتے تھے۔ یہ ابن معین کا قول ہے۔ یہ صحابی حضرت علیؓ کے حامیوں میں تھے۔ کوفے یا بصرے میں سکونت اختیار کی وہاں ان کا ایک مکان تھا۔

ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ، عبد اللہ بن حفص اور سعید بن ابو راشد وغیرہ نے روایت کی۔ ابو القاسم یعیش بن صدقہ بن علی الفقیہ نے باسنادہ ابو عبد الرحمٰن سے، انہوں نے محمود بن غیلان سے انہوں نے ابو داؤد سے۔ انہوں نے شعبہ سے، انہوں نے عطا بن سائب سے انہوں نے ابو حفص بن عمر سے انہوں نے یعلی بن مرہ سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے ایک شخص کو پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھا۔ فرمایا، جاؤ اور اسے نہلاؤ۔

عفان نے وہیب سے، انہوں نے ابن خیثم سے، انہوں نے سعید بن ابو راشد سے انہوں نے یعلی عامری سے روایت کی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دعوت میں جا رہے تھے، کہ راہ میں امام حسین بچوں میں کھیل رہے تھے۔ آپؐ نے جماعت سے علیحدہ ہو کر اپنا ہاتھ امام حسین کو پکڑنے کے لئے پھیلایا۔ امام کبھی ادھر اور کبھی ادھر بھاگ رہے تھے۔ آخر آپؐ نے انہیں پکڑ لیا۔ فرمایا۔ اے اللہ میں اس بچے سے محبت کرتا ہوں، اور جو اس سے محبت کرے۔ اس سے بھی محبت کرتا ہوں حسین میرے بیٹوں میں ایک بیٹا ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ یعلی عامری، جن کا ذکر گزر چکا ہے۔ وہی یعلی بن مرہ ثقفی ہیں، کوئی انہیں عامری اور کوئی ثقفی گردانتا ہے۔ اور اکثر محدثین بنو ثقیف

کو بنو ہوازن ہی سے شمار کرتے ہیں۔ اور اس سلسلۂ نسب کو یوں لکھتے ہیں: ثقیف بن منبہ بن بکر بن ہوازن اور عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن۔ چنانچہ یہ دونوں سلسلہ ہائے نسب بکر میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے کوئی انہیں عامری اور کوئی ثقفی کہتا ہے۔ جب صورت حال یہ ہے اور ابن مندہ نے اس حدیث کی روایت میں انہیں عامری لکھا ہے اور ان سے وہی حدیث روایت کی ہے جو ابو موسیٰ نے یعلی عامری سے حضرت امام حسین کی فضیلت کے بارے میں بیان کی ہے۔ تو اعتراض کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں نکل سکتی ابو احمد عسکری نے، یعلی بن مرہ عامری اور یعلی بن مرہ ثقفی کو دو علیحدہ آدمی شمار کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴۷۴) (سیدنا) یعلی (رضی اللہ عنہ)

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے باسنادہ ولید بن مسلم سے، انہوں نے سفیان سے انہوں نے عمرو بن یعلی سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ وہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ سونے کی انگوٹھی پہنے تھے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ کیا تم اس کی زکات ادا کی ہے۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا اس میں بھی زکات ہے۔ فرمایا، جلتا انگارہ۔ ابن الدباغ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۷۵) (سیدنا) یَعمُر (رضی اللہ عنہ)

السعدی سعد ہذیم:۔ پھر بنو حارث بن سعد سے۔ اور حارث عذرہ بن سعد کے بھائی سے ان کی کنیت ابوخزامہ تھی۔ یہ ابو نعیم کا قول ہے۔ ایک روایت کے مطابق وہ ابوخزامہ کے والد ہیں اور یہی درست ہے۔ یہ ابن مندہ اور ابو نعیم کی روایت ہے۔

نیز ابو نعیم نے باسنادہ ابن وہب سے، انہوں نے یونس اور عمرو بن حارث سے اور انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے ابوخزامہ سے جو بنو حارث بن سعد کے فرد ہیں، روایت کی، کہ ان کے والد نے رسول کریمؐ سے دریافت کیا، یا رسول اللہ ہم بیماریوں سے بچاؤ کے لئے دوائیں جنتر منتر اور اسی طرح کی کئی حفاظتی تدبیروں کا استعمال کرتے ہیں۔ کیا یہ اللہ کی تقدیر کو بدل سکتی ہیں حضور اکرمؐ نے فرمایا، یہ بھی اللہ کی تقدیر ہی ہے۔ اسی طرح ترمذی نے سعید بن عبد الرحمٰن مخزومی سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے ابوخزامہ سے، انہوں نے اپنے

والد سے روایت کی، کہ ایک آدمی رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور اس نے دو دارہ دا اور منتر جنت کے بارے میں سوال کیا۔ نیز انہوں نے من غیر وجہ زہری سے۔ انہوں نے ابوخزامہ سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ اور یہ اصح ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۷۶) (سیدنا) یعیش (رضی اللہ عنہ)

الجہنی: ذوالغرہ کے نام سے مشہور ہیں۔ انہوں نے کوفے میں حدیث بیان کی۔ ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے روایت کی۔ کہ حضورؐ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور دریافت کیا، کہ کیا اونٹ کا گوشت کھانے سے کلی کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا، ہاں! اس نے پھر دریافت کیا۔ کیا ان کی قیامگاہوں میں نماز جائز ہے۔ فرمایا نہیں، اس نے پھر گزارش کی، کیا بکری کے گوشت سے کلی کرنا چاہیئے، فرمایا نہیں، کیا ان کے باڑے میں نماز جائز ہے۔ فرمایا، ہاں تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۷۷) (سیدنا) یعیش (رضی اللہ عنہ)

بن طخفۃ الغفاری شامی: ان سے ابن لہیعہ نے، ان سے عبدالرحمان بن جبیر بن نفیر نے ان سے یعیش الغفاری نے روایت کی۔ حضور اکرمؐ کے پاس ایک اونٹنی لائی گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا دودھ کون دوھیگا؟ ایک آدمی کھڑا ہوا، حضورؐ نے نام پوچھا، تو اس نے کہا مرہ، فرمایا بیٹھ جاؤ، پھر ایک آدمی اٹھا، جس نے اپنا نام جمرہ بتایا۔ آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پھر میں اٹھا اور میں نے اپنا نام یعیش بتایا، تو آپؐ نے دوہنے کی اجازت دے دی، تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے

(۴۷۸) (سیدنا) یعیش (رضی اللہ عنہ)

غلام بنو مغیرہ: وکیع نے سفیان سے، انہوں نے حبیب بن ابو ثابت سے، انہوں نے عکرمہ سے روایت کی، کہ رسول کریمؐ بنو مغیرہ کے ایک عجمی غلام کو پڑھاتے تھے۔ وکیع کہتے ہیں، کہ سفیان نے انہیں بتایا، کہ انہوں نے اسے دیکھا، اس کا نام یعیش تھا۔ قرآن میں ارشاد ہوا ہے " ولقد نعلم انہم یقولون انما یعلمہ بشر" لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وھذا لسان عربی مبین "

ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۷۹) (سیدنا) **یفوذان** (رضی اللہ عنہ)

بن یفر یدویہ، ان سے مروی ہے کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا! علم مومن کا دوست، عقل رہنما، عمل قیم، صبر اور حلم اس کے لشکر کے امیر ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب یا و میم، نون و واؤ

(۴۸۰) (سیدنا) **الیمان** (رضی اللہ عنہ)

بن جابر ابو حذیفہ :- ایک روایت میں ان کا نام حسیل ہے۔ ہم ان کا نسب ان کے بیٹے حذیفہ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ابو الطفیل نے حذیفہ سے روایت کی کہ وہ اور ان کے والد غزوۂ بدر میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے، مگر راستے میں انہیں کفارِ قریش نے پکڑ لیا۔ کیونکہ انہیں خدشہ تھا، کہ دونوں باپ بیٹا اسلامی لشکر میں شامل ہونے جا رہے ہیں۔ جب انہوں نے کفار سے عہد کیا، کہ وہ مدینے جا رہے ہیں، اور ان کے خلاف جنگ میں شریک نہیں ہوں گے، تو کفار نے رہا کر دیا۔ انہوں نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ تو آپؐ نے انہیں ایفائے عہد کی اجازت دے دی۔ اور فرمایا، اللہ ہمارا حامی و مددگار ہو۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ابو عمر نے اس لئے ان کا ذکر نہیں کیا کہ یمان کے بارے میں محدثین میں اختلاف ہے کہ یہ کس شخص کا لقب ہے۔ ابن کلبی اور ابن حبیب کے مطابق یہ جروہ کا لقب ہے، اور حذیفہ اور جروہ کے درمیان کئی پشتیں ہیں، مثلاً حذیفہ بن حسیل بن جابر بن ربیعہ بن عمرو بن جروہ، اور یہی آدمی یمان ہے۔ اس کا ذکر بالتفصیل گزر چکا ہے۔

(۴۸۱) (سیدنا) **یناق** (رضی اللہ عنہ)

جدِ حسن بن مسلم بن یناق : ان کی حدیث کو علی بن حجر وغیرہ نے عمر بن ہارون سے، انہوں نے عبد العزیز بن عمر سے، انہوں نے حسن بن مسلم بن یناق سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر حاضری دی۔ جب زوال ہوا۔ تو آپؐ نے لوگوں کو وعظ فرمانا شروع کیا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

---

(۴۸۲) سیدنا، **یوسف** رضی اللہ عنہ

بن عبداللہ بن سلام ؛ ان کا نسب ہم ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ مدنی ہیں حضورؐ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ آپؐ نے انہیں اپنی گود میں بٹھایا، سر پہ ہاتھ پھیرا اور یوسف نام رکھا بقول واقدی، ابو یعقوب کنیت تھی۔ حضورؐ سے کئی احادیث روایت کیں۔ ان سے محمد بن منکدر وغیرہ نے روایت کی۔ ان سے مروی ہے، کہ آپؐ نے روٹی کا ٹکڑا لے کر اس پہ کھجور رکھی، فرمایا، یہ اس کا سالن ہے۔ دونوں کو تناول فرمایا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۸۳) سیدنا، **یوسف** رضی اللہ عنہ

الفہری۔ نسب مذکور نہیں۔ ان سے ان کے بیٹے یزید بن یوسف نے روایت کی۔ کہ حضورؐ نے فرمایا، اگر جریج راہب فقیہہ اور عالم ہوتا، تو وہ خدا کی عبادت پر اپنی والدہ کی خدمت گزاری کو ترجیح دیتا۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے تخریج کی ہے۔

(۴۸۴) سیدنا، **یونس** رضی اللہ عنہ

بن شداد الازدی :۔ بہ قول ابن مندہ اور ابونعیم نامعلوم آدمی ہیں۔ ابویاسر نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے، انہوں نے ابوموسیٰ عنزی سے، انہوں نے محمد بن عثمہ سے۔ انہوں نے سعید بن بشیر سے انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے ابوقلابہ سے، انہوں نے ابوالشعثاء سے، انہوں نے یونس بن شداد سے روایت کی، کہ حضورؐ نے ایام تشریق کے روزے سے منع فرمایا۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۴۸۵) سیدنا، **یونس** رضی اللہ عنہ

ابو محمد ظفری انصاری اوسی ؛ بقول ابن مندہ مدنی ہیں۔ ابونعیم کوفی بتلاتے ہیں۔ ابن ابی فدیک نے ادریس بن محمد بن یوسف سے انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے دادا سے روایت کی کہ حضورؐ نے فرمایا، کہ مونچھوں کو کٹواؤ۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

تمت بالخیر

سات ہزار پانچ سو صحابہ کرام کا بے مثال تذکرہ

اُسُدُ الغابۃ

فی

مَعرفۃ الصّحابۃ

علامہ امام ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر رحمۃ اللہ

ترجمہ

جناب پروفیسر غُلام ربّانی عزیزؔ

مکتبہ نبویّہ ○ گنج بخش روڈ لاہور